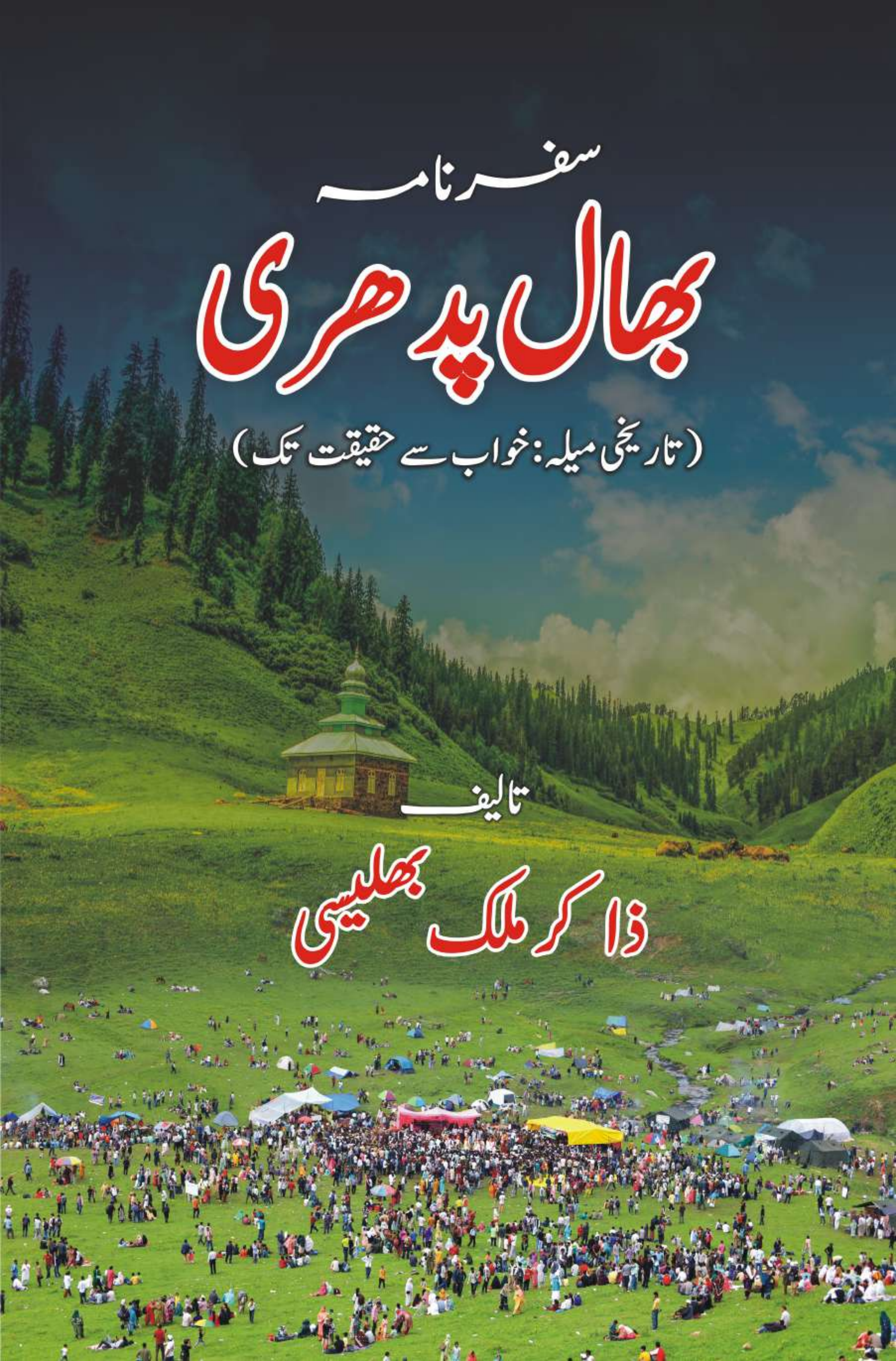

سفرنامہ

بہال پدھری

(تاریخی میلہ: خواب سے حقیقت تک)

تالیف

ذاکر ملک بھلیسی

سفرنامہ

بھال پدھری

(تاریخی میلہ: خواب سے حقیقت تک)

تالیف
ذاکر ملک بھلیسی

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

جملہ حقوق محفوظ مصنف

All rights reserved. No part of this publication may be reproduced or translated in any form or by any means, electronic or mechanical, including photocopy, recording or any information storage or retrieval system, without permission in writing from the Author.

International Standard Book Number (ISBN)
978-93-49496-75-0

SAFARNAMA BHAL PADHRI

Author
ZAKIR MALIK BHALLESI
Email: malikshaheen@gmail.com

Year of Publication : 2025 AD

نام کتاب	:	سفرنامہ بھال پدھری
مصنف	:	ذاکر ملک بھلیسی
کمپوزنگ	:	یاسر حسین ملک
سنہ اشاعت	:	اگست 2025 عیسوی
تعداد	:	500
قیمت	:	Rs 500
صفحات	:	200

پتہ
ذاکر ملک بھلیسی
اُردو گھر، نزد پی ڈبلیو ڈی دفتر ترتھلو، گندو، بھلیسہ ضلع ڈوڈہ (جموں و کشمیر)

پبلشر: جے ٹی ایس پبلشر، نئی دہلی

بشکریہ شعبہ اشاعت، ایجوکیشل انوائر نمنٹل سوشل سپورٹس اینڈ کلچرل سوسائیٹی، بھلیسہ ڈوڈہ

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

انتساب

اللہ تعالیٰ کے نام

جس نے انسان کو لفظ و معنیٰ کا شعور عطا کیا

میرے والد مرحوم

جناب غلام حسین ملک کے نام

جن کا ایک خواب تھا کہ بھال پدھری سیاحتی نقشے پر آئے

بھلیسہ کے تمام بزرگوں کے نام

چناب خطہ اور خصوصاً بھلیسہ کے نام

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

فہرستِ مضامین — صفحہ نمبر

ابتدائیہ

بھلیسہ :ایک تعارفی خاکہ 08
بھال پدھری: مختصر تعارف 12

سفر کی تیاری اور روانگی

سفرنامہ بھال پدھری: پس منظر 14
کاروان کے ہمسفر 17
رابطہ و نوڈل آفسران کی تقرری 22
دل نے جب رختِ سفر باندھا 24
ہمسایہ چمبہ اور بھال پدھری 27
وہ وادی، وہ خواب، وہ لمحہ 29

رنگ، ثقافت اور جوش

جب تاریخ رقم ہوئی 32
ڈھیکو رقص 39
بھلیسہ کا" ڈنڈی کھیڈ" 42
حب الوطنی و ثقافت کی جھلک 45
منچ سے بھائی چارے اور یکجہتی کی آواز 47

ادب، موسیقی اور زبانیں

مقامی زبانوں کا سنگم اور ثقافتی ہم آہنگی 50
بھلیسہ میری جان، ایک نغمہ ایک روایت 54

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

بھالی تھالی ناٹ: ایک نئی پہچان 55
مشک بین کی گونج 58
ڈھول کی دھاپ 61
بانسری کی دھن میں ڈوبی شام 63
شامِ سخن: تاریخی مشاعرہ 65
ملک تمہید 67
عامر سامبری 68
ماجد جامی 69
عرفان زرگر 71
توصیف تابش 74
وشودیپ شرما 76
طالب حسین طالب 78
یاسین حقانی بھلیسی 80
ڈاکٹرامتیاز زرگر بھلیسی 83
آصف عطااللہ 86
مشاعرے میں محمد ایوب زرگر کا اظہار تشکر 89

روایتی کھیل و مشغلے

گھوڑوں کی ریس: جوش اور مہارت 91
پہاڑوں میں والی بال مقابلہ 93
رسا کشی: طاقت کا تماشا 95

شخصیات، جذبات اور احوال

بھلیسہ کی عظمت کے خاموش معمار: خراج عقیدت 97
جب ایوب صاحب کی آنکھیں بول پڑیں 103

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

ایک گھوڑے والے کا مثالی کام 104
گوجر بکروال طبقے کا ایثار 107
میڈیا و سوشل میڈیا کا کردار 109

معاشی و سماجی اثرات

میلے کی معاشی باز گشت 113
فوڈ اسٹالز: ذائقوں کی جادو گری 117

بعد از میلہ

جب پہاڑوں میں شعور جاگا: صفائی مہم 121
میلے کو یادگار بنانے والی ٹیم کو خراجِ تحسین 124
بھال پدھری کے بعد سیاحت کا نیا اُفق 128
بھلیسہ ٹوریزم ڈیولپمنٹ اتھارٹی کی گونج 132
میلے نے ترقی کی راہیں کھولی 134

میلہ و کتاب ''سفرنامہ بھال پدھری'' پر تاثرات

جناب جاوید احمد رانا، (وزیر، جموں و کشمیر سرکار) 137
جناب دلیپ سنگھ پریہار (MLA) 139
جناب ہروندر سنگھ (ڈپٹی کمشنر ڈوڈہ) 141
جناب محمد ارشاد (ڈی آئی جی) 144
جناب چین سنگھ (انٹرنیشنل کھلاڑی) 146
جناب بال کرشن (مینیجنگ ڈائریکٹر JCC 148
جناب انل کمار ٹھاکر، ADC ڈوڈہ 151
جناب پوون کوتوال ADC کشتواڑ 152
جناب ارون کمار بڈیال SDM گندو 154

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

جناب محمد اشرف ۔SDM مڑواہ 156
جناب بھاگ مَل آریہ (سماجی لیڈر) 158
ایڈوکیٹ خالد بھٹی (ہائی کورٹ) 160
پروفیسر پردیپ سنگھ چپ 162
جناب اوم پرکاش پریہار (سماجی لیڈر) 164
جناب شبیر احمد (سازویلی) 167

اظہارِ تشکر: محمد ایوب زرگر 168

آخری بات: مصنف ذاکر ملک بھلیسی 171

ذاکر ملک بھلیسی کی قلمی کاوشیں 174

یادوں کے فریم: تصاویر 176

☆☆☆

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

بھلیسہ: ایک تعارفی خاکہ

بھلیسہ، جموں و کشمیر کے ضلع ڈوڈہ میں واقع ایک دلکش علاقہ ہے جو اپنی قدرتی خوبصورتی، سادگی، مہمان نوازی، مذہبی بھائی چارے اور تاریخی اہمیت کی بنا پر ممتاز حیثیت رکھتا ہے۔ یہ علاقہ بنیادی طور پر دو وادیوں بونجواہ اور بھلیسہ پر مشتمل ہے اور اس میں سب ڈویژنل گندو، تحصیل گندو، تحصیل پنگل، تحصیل چلی، تحصیل کاہرہ اور تحصیل بونجواہ موجود ہے۔ حالانکہ بونجواہ کو ضلع کشتواڑ کا حصہ بنایا گیا لیکن یہ ماضی میں بھلیسہ کا اہم علاقہ رہا ہے اور بھلیسی ابھی اس کو اپنا ہی حصہ مانتے ہیں۔

بھلیسہ کا تلفظ اور تحریر مختلف زبانوں میں مختلف ہے۔ اردو میں اس کو بھلیس، کشمیری میں بلیسش، بھالی میں بھلینس یا بھلینش کہتے ہیں اور انگریزی میں بھلیسہ کہتے ہیں۔

یہ علاقہ سرسبز و شاداب وادیوں، ندی نالوں، گھنے جنگلات اور بلند و بالا پہاڑوں پر مشتمل ہے۔ بونجواہ میں کئی چشمے اور ندی نالے ہیں جبکہ بھلیسہ میں کالگونی نالہ بہتا ہے، جو آخر کار دوندی میں بوجواہ نالے سے ملتا ہے اور پھر ٹھاٹھری میں دریائے چناب میں شامل ہو جاتا ہے۔ اس علاقے میں اُردو، کشمیری، پنجابی، بھالی، بھدرواہی اور گوجری زبانیں بولی جاتی ہیں۔ گوجر اور بکروال قبائل گرمیوں میں

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

اپنے مویشیوں سمیت بھلیسہ کی پہاڑی چراگاہوں میں ہجرت کرتے ہیں اور وہاں دودھ، پنیر اور دیسی گھی تیار کرتے ہیں۔ یہاں کے روایتی پیشوں میں شہد کی مکھی پالنا، بھیڑ بکری پالنا، کمبل سازی اور گھی تیار کرنا شامل ہیں۔

بھلیسہ تک رسائی جموں سے چنینی-ناشری سرنگ کو پار کرنے کے بعد قومی شاہراہ کشتواڑ پر واقع ٹھاٹھری کے مقام سے 30 کلومیٹر سڑک کے ذریعے پہنچا جاسکتا ہے۔

یہ علاقہ کئی صدیوں تک بھدرواہ کے پال راجاؤں کے ماتحت رہا ہے اور کچھ عرصہ چمبہ راجاؤں کے ماتحت رہا ہے۔ محاہدہ امرتسر کی رو سے 1846ء میں جموں و کشمیر کے خود مختیار حکمران مہاراجہ گلاب سنگھ قرار پائے تو چمبہ اور بھدرواہ جموں کے ماتحت آگئے لیکن راجہ چمبہ نے بھدرواہ اور چمبہ کیلئے انگریزوں کے پاس دعویٰ کر دیا تو فیصلہ کے مطابق چمبہ کو جموں سے آزاد کیا گیا لیکن بھدرواہ کو جموں کیساتھ ملایا گیا اور چونکہ بھلیسہ بھی اسی کا ایک حصہ تھا اس لئے بھلیسہ بھی جموں کے ساتھ مل گیا۔

مہاراجہ رنبیر سنگھ نے بھدرواہ جاگیر کے طور پر اپنے تیسرے بیٹے راجہ امر سنگھ کو دے دی۔ راجہ امر سنگھ 1846 سے 1911ء تک بھدرواہ کا راجہ بنا رہا۔ راجہ امر سنگھ کی وفات کے بعد ان کے بیٹے راجکمار ہری سنگھ نے حکومتی نظام 1931ء تک چلایا اور پھر جب مہاراجہ ہری سنگھ جموں کشمیر کا مہاراجہ بن گیا تو بھدرواہ کو ضلع اودھمپور کی ایک تحصیل بنا دیا گیا۔

14 اگست 1947ء کو ملک کا بٹوارہ دو قومی نظریہ کی بنیاد پر ہوا اور ہندوستان سے ایک ملک پاکستان کی صورت میں الگ ہو گیا۔ جموں کشمیر کا نظام

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

مہاراجہ ہری سنگھ چلایا کرتے تھے لیکن قبائلی حملوں کے پیش نظر 26 اکتوبر 1948ء کو جموں کشمیر کے مہاراجہ نے ہندوستان کے ساتھ الحاق کر دیا۔

جس وقت اس ملک کا بٹوارہ ہوا اُس وقت بھلیسہ کا علاقہ ضلع اودھمپور کا حصہ تھا لیکن بٹوارے کے بعد سرکار نے وادی چناب کیلئے ڈوڈہ کو الگ ضلع بنا دیا۔ اس میں بھدرواہ، کشتواڑ اور رام بن کو تحصیلیں بنا کر اودھمپور سے الگ کر دیا گیا جبکہ بھلیسہ گندو کو نیابت کا درجہ دیا گیا اور اسی طرح بھلیسہ ضلع اودھمپور سے ضلع ڈوڈہ میں آ گیا۔

1981ء میں گندو بھلیس کے ساتھ ساتھ ٹھاٹھری کو بھی نیابت سے ترقی دیکر تحصیل بنایا گیا اور 29 جولائی 1981ء کو شری درگاداس نے بطور پہلے تحصیلدار کے گندو میں جوائن کیا۔اس علاقے کی آبادی ایک لاکھ کے قریب ہے جبکہ 66 گاؤں اور 52 پنچائتوں پر مشتمل اس علاقے کو ایس ڈی ایم بھدرواہ کے ماتحت کر دیا لیکن 2007ء میں جہاں رام بن اور کشتواڑ کو الگ ضلع بنایا وہیں بھلیس کو بھی سب ڈویژن کا درجہ دیا گیا اور گندو بھلیس میں ایس ڈی ایم تعینات کر دیا۔

2014ء میں 16 جولائی کے روز ریاستی کابینہ کے فیصلہ نمبر 128 میں ایس ڈی ایم گندو کے تحت تحصیل گندو، تحصیل کاہرہ اور تحصیل چلی پنگل کو لایا گیا جبکہ جھکیاس، منو، چنگاہ، بھرتی، سنو، کاہل جو گاسر، نالی اور پتنازی کو نیابت کا درجہ دینے کا فیصلہ لیا گیا۔

موجودہ وقت یعنی 2025 میں بھلیسہ بونجواہ میں 6 دیہی ترقی بلاک ہیں جہاں بلاک ڈیولپمنٹ آفیسر کی تعیناتی ہوتی ہے،ان میں بلاک نیلی، بلاک گندو، بلاک بونجواہ، بلاک جکیاس، بلاک چلی پنگل اور بلاک کاہرہ شامل ہیں۔

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

بلاک ٹیلی میں 20 پنچائتیں ہیں جن میں اچھیر، النی گنگوتہ اے، النی گنگوتہ بی، بھرتی، چنگاہ اے، چنگاہ بی، چنسر، چانٹی بالا، ڈھوسہ، ڈوڈواڑ، گواڑی، گڑیکڑا، انہارڑہ، کاہل جو گاسرا اے اور کاہل جو گاسر بی، کلھوتران، پورہ پائیں، سمائی، ٹینڈلہ اور تھلورن شامل ہیں۔

بلاک گندو میں کل 14 پنچائتیں ہیں جن میں بٹارہ، بھڑگی، چنوری، درائی، ڈھڈ کائی اے، ڈھڈ کائی بی، دھیرڑیوی اے، دھیرڑیوی بی، گندو، کنڈولو، کھڑنگل، شنگسنی، سنوں اور ترتھلو شامل ہیں۔

بلاک بونجواہ کو 2014ء میں وجود میں لایا گیا جہاں جناب نجیب لطیف کو پہلا بی ڈی او بنایا گیا۔ اس بلاک میں 9 پنچائتیں ہیں جن میں ٹپری پاٹشالہ، موری، کیوا، جوالہ پور، بنون، نالی، پٹنازی اے، پٹنازی بی اور کٹھر شامل ہیں۔

بلاک چلی پنگل میں 8 پنچائتیں ہیں جن میں بھٹولی، چلی بالہ، چلی پائیں، ہڈل، منو اے، منو بی، مکسیاس اور سنوارہ شامل ہیں۔ بلاک جھکیاس میں 10 پنچائتیں ہیں جن میں بھٹیاس، بدھلی، چالر، چاپمل، چنیاس، گونڈو اے، گونڈو بی، جھکیاس اے، جھکیاس بی اور تلو گڑہ شامل ہیں۔ بلاک کاہرہ میں 13 پنچائتیں ہیں جن میں باتھری، بٹو گڑہ، بھٹولی، دھریوٹ، گوئلہ، ہلارن، جیا، جوڑہ کلان، جوڑہ خرد، کنسو، کینچہ بتولہ، ملانو اور ٹانٹا شامل ہیں۔ بھلیسہ میں کئی سیاحتی مقامات ہیں اور ان ہی میں سے ایک بھال پدھری ہے۔

☆☆☆

Safarnama Bhal Padhri By Zakir Malik Bhallesi

بھال پدھری: مختصر تعارف

وادیٔ بھلیسہ اپنے قدرتی حسن، فلک بوس پہاڑوں، سرسبز چراگاہوں اور گھنے جنگلات کی وجہ سے ایک منفرد شناخت رکھتی ہے۔ اسی وادی کا ایک دلکش اور پر فضا مقام بھال پدھری ہے جو اپنے دلفریب مناظر اور قدرتی جاذبیت کے سبب سیاحوں اور فطرت کے شیدائیوں کے لیے ایک خاص مقام بن چکا ہے۔

لفظ بھال دراصل بھلیسہ کے لیے مقامی طور پر استعمال ہوتا ہے جبکہ پدھری کا ماخذ ”پدھر“ ہے جو پہاڑی کے اوپر موجود خوبصورت وادی کو کہتے ہیں۔ یوں بھال پدھری کا مفہوم بنتا ہے - بھلیسہ کی وہ وادی جو بلند پہاڑ پر واقع ہے اور اپنی فطری رعنائیوں سے مزین ہے۔

یہ خوبصورت گھاٹی نما دھار چھ سات کلومیٹر کی لمبائی اور ایک کلومیٹر کی چوڑائی پر پھیلی ہوئی ہے۔ سطح سمندر سے تقریباً 11 ہزار فٹ کی بلندی پر واقع یہ مقام، بھلیسہ کے بس اڈہ بینہ سے پندرہ کلومیٹر اور بھدرواہ سے لگ بھگ ساٹھ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ اس کی ایک سمت ہماچل پردیش کا تاریخی ضلع چمبہ واقع ہے جبکہ دوسری جانب خطہ بھدرواہ کی سرحدیں شروع ہو جاتی ہیں جو اسے دو خطوں کے بیچ ایک قدرتی سنگم بناتی ہے۔ اس علاقے کے آس پاس تلائی، مراون، ناگ لوٹن،

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

راج گھوٹ، مندرال وغیرہ دیگر صحت افزاء مقامات ہیں۔

بھال پدھری سے نکلنے والے ندی نالے، مراون کے راستے ہوتے ہوئے تھلورن نالہ میں جاملتے ہیں جو آگے کلھوتران کے مقام پر کالگونی ندی سے آملتے ہیں۔ یہ قدرتی آبی نظام اس وادی کے حسین مناظر اور مقامی زراعت کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔

اس علاقے کی سب سے نمایاں خصوصیت یہاں کے گھنے اور قدیم جنگلات ہیں، جن میں دیودار، بھوج پتر، فراور سل جیسے قیمتی اور دیو قامت درخت بکثرت پائے جاتے ہیں۔ یہ جنگلات نہ صرف ماحولیاتی توازن میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں بلکہ مقامی ثقافت، روایات اور جڑی بوٹیوں پر مبنی طبّی نظام کے لیے بھی ایک خزانہ ہیں۔

بھال پدھری کو بجاطور پر ''وادیٔ گلپوش'' کہا جاتا ہے، کیونکہ گرمیوں کے موسم میں جب یہاں رنگ برنگے پھول کھلتے ہیں تو پوری وادی ایک قدرتی قالین کا منظر پیش کرتی ہے۔ صاف و شفاف پانی کے چشمے، سنّاٹے میں پرندوں کی مدھم چہچہاہٹ، اور ہر سو پھیلی سرسبز و شاداب گھاس اسے ایک خواب ناک مقام بنا دیتی ہے۔ اس مقام کی سیاحتی اہمیت کے ساتھ ساتھ تاریخی اور ثقافتی حیثیت بھی نمایاں ہے۔ قدیم زمانے میں یہاں چراگاہوں، گلہ بانوں اور مسافروں کا آنا جانا رہا ہے۔ آج بھی یہاں کے قدرتی مناظر میں وہی سکون، وہی کشش باقی ہے جو انسان کو قدرت کے قریب کر دیتی ہے۔ اس علاقے میں جنگیں بھی ہوئی ہے جس کی مکمل تفصیلات میری کتاب ”تاریخ بھلیسہ“ میں درج ہے۔

☆☆☆

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

سفرنامہ بھال پدھری: پس منظر

بھلیسہ، ضلع ڈوڈہ کی ایک پُراسرار، خوبصورت اور تاریخی وادی، صرف ایک جغرافیائی علاقہ نہیں بلکہ ایک تہذیب، ایک تاریخ اور ایک جذباتی ورثہ ہے۔ انہی مقامات میں سے ایک ہے بھال پدھری۔ ایک سرسبز وادی جو صدیوں سے بھلیسہ کے لوگوں کے دل سے جُڑی رہی ہے۔ ایک خواب، ایک حقیقت بھال پدھری، جو کبھی صرف چرواہوں کی گزرگاہ ہوا کرتی تھی، 20 جولائی 2025 کو ایک زندہ تہذیبی مرکز میں تبدیل ہو گئی۔ اس تبدیلی کی بنیاد رکھی ایجوکیشنل، انوائرنمنٹل، سوشل، سپورٹس اینڈ کلچرل سوسائٹی بھلیسہ نے، جنہوں نے جناب محمد ایوب زرگر کی سرپرستی میں "بھلیسہ بھال پدھری میلہ" کے انعقاد کا بیڑہ اٹھایا۔ جیسے ہی اس میلہ کی خبر پھیلی، پورے بھلیسہ میں ایک غیر معمولی جوش و خروش پیدا ہو گیا۔

اس سے قبل میں اکثر اپنے والد محترم، جناب غلام حسین ملک سے بھال پدھری کی پرکشش کہانیاں سنا کرتا تھا۔ یہ خطہ کبھی شکار گاہ کے طور پر مشہور رہا ہے۔ پرانے وقتوں میں راجہ اور مہاراجہ یہاں شکار کے شوق میں آیا کرتے تھے۔ میرے والدِ نسبتی، بھلیسہ کے معروف ریاضی دان اور استاد، مرحوم محمد شریف بٹ بھی ماضی

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

قریب تک اس علاقے میں شکار کے لیے جایا کرتے تھے۔ وہ اکثر بتایا کرتے کہ جیسے ہی برف باری شروع ہوتی، وہ اپنی لائنس بندوقیں اٹھاتے اور جناب غلام رسول راتھر (چوکیدار)، جناب غلام قادر راتھر اور جناب شمس الدین کمپاؤنڈر و دیگر ساتھیوں کے ہمراہ بھال پدھری کا رخ کرتے۔ اس کے علاوہ بھلیسہ کے کئی دیگر افراد بھی شکار کی غرض سے یہاں آیا کرتے تھے۔

آج جب بھال پدھری کے میلے کی خوشیاں ہر سو بکھری ہوئی ہیں، تو اس منظر میں ماضی کے ان شکاریوں، چرواہوں، گوجر بکروال طبقے کے لوگوں اور ان پیدل چلنے والے مہم جو افراد کی یاد بھی شامل ہے جنہوں نے اس وادی کی خوبصورتی کو دوسروں تک پہنچانے میں کردار ادا کیا۔

اسی جذباتی وابستگی کا نتیجہ تھا کہ میلے کے دن قدرت کی خاموش وادی میں انسانی قافلے اُمڈ آئے۔ مقامی انتظامیہ کے مطابق تقریباً تیس ہزار سے زائد افراد نے میلے میں شرکت کی جب کہ کم از کم بیس ہزار لوگ رش اور ٹریفک جام کے باعث بھال پدھری تک پہنچ نہ سکے اور راستے ہی سے واپس لوٹ گئے۔ خود ضلع مجسٹریٹ جناب ہروندر سنگھ نے اس بڑے ہجوم کی تصدیق کی اور عوامی جوش و خروش کو سراہا۔ یہ اعداد و شمار محض نمبر نہیں بلکہ اس بات کا ثبوت ہیں کہ بھلیسہ کے لوگ جب کسی مقصد کا عزم کرلیں تو اسے حقیقت کا روپ دے کر دکھاتے ہیں۔

گنگا جمنی تہذیب کا علمبردار بھلیسہ کے لوگ اپنی فطری شرافت، خلوص، مہمان نوازی اور مذہبی ہم آہنگی کے لیے پورے جموں و کشمیر میں پہچانے جاتے ہیں۔ یہ علاقہ نہ صرف تعلیم کے میدان میں ترقی کر رہا ہے بلکہ یہاں کی گنگا جمنی تہذیب بھی مثالی ہے۔ ہندو، مسلم، سکھ، عیسائی۔ سب یہاں مل جل کر رہتے ہیں،

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں شریک ہوتے ہیں اور انسانیت کی ایک اعلیٰ مثال قائم کرتے ہیں۔ بھال پدھری میلے میں تمام مذاہب، برادریوں اور عمر کے افراد نے جس والہانہ انداز میں شرکت کی، اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ بھلیسہ صرف ایک علاقہ نہیں بلکہ ایک مشترکہ تہذیب کی زندہ مثال ہے۔

یہ میلہ صرف ایک ثقافتی تقریب نہیں تھا، بلکہ اس میں بھلیسہ کی اقتصادی ترقی کے دروازے بھی جھانکنے کو ملے۔ یہاں کے نوجوانوں نے اس میلے کو ایک سیاحتی موقع کے طور پر لیا۔ کھانے پینے کے اسٹال، روایتی اشیاء، گھوڑا سواری، خیمہ فروشی،، رسا کشی، لاٹھی بازی، ہر سرگرمی میں مقامی نوجوانوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ انہیں یہ یقین حاصل ہوا کہ اگر اس طرح کی سیاحتی سرگرمیوں کو فروغ دیا جائے تو وہ اپنے گھر کا چولہا جلانے کے قابل بن سکتے ہیں۔ نہ صرف بھال پدھری بلکہ پورا بھلیسہ ایکو ٹورزم اور ثقافتی سیاحت کے لیے ایک شاندار منزل بن سکتا ہے۔ ایک سنگِ میل " بھال پدھری میلہ "2025 نے جو تاریخ رقم کی، وہ آنے والی نسلوں کے لیے ایک مشعل راہ ہے۔ اس میلے نے ہمیں یہ احساس دلایا کہ خواب اگر اجتماعی ہوں، نیت صاف ہو اور جذبہ خالص ہو تو وہ خواب لازمی حقیقت کا روپ دھارتے ہیں۔ بھلیسہ کے عوام، خاص کر نوجوانوں، رضاکاروں، اور میلہ کمیٹی کے کارکنان کو سلام جنہوں نے اس پہاڑی وادی میں تاریخ، تہذیب، امید اور اُفق نَو کی نئی داستان لکھی۔

☆☆☆

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

کارواں کے ہمسفر

بھال پدھری میلہ کی کہانی در حقیقت کسی ایک دن کی نہیں، یہ ایک مہینے سے زیادہ کے جذبوں، منصوبوں، اور انتھک کوششوں کی داستان ہے۔ اس داستان کا آغاز اس وقت ہوا جب جناب محمد ایوب زرگر صاحب کی ایک پُرخلوص کال موصول ہوئی۔ ان کی آواز میں وہی دھیما اعتماد تھا جس میں بڑے خوابوں کی بازگشت سنائی دے رہی تھی۔ کہنے لگے: "ہم بھلیسہ میلہ اس بار بھال پدھری میں منعقد کریں گے اور ہمیں آپ کے تعاون کی ضرورت ہے۔ بنیادی طور پر اس سے قبل 2022 میں یہ میلہ ہم نے آن لائن کروایا تھا جس میں اُس وقت وزیر برائے پی ایم او ڈاکٹر جتیندر سنگھ بھی شامل ہوئے تھے۔ ایوب صاحب کی اس پیشکش پر میں نے بنا کسی توقف کے ہاں میں ہاں ملائی کیونکہ یہ صرف ایک میلہ نہیں تھا، یہ دلوں کا ایک کارواں تھا جو صدیوں کے انتظار کے بعد ایک منزل کی جانب روانہ ہو چکا تھا۔ اسی لمحے سے تیاریوں کا طوفان اٹھ کھڑا ہوا۔ سوشل میڈیا جیسے پراثر ہتھیار نے اس خواب کو بجلی کی سی تیزی سے ہر دل میں اتار دیا۔ جلد ہی "بھال پدھری" ایک مقامی نام نہیں رہا۔ بلکہ ایک جذبہ، ایک تحریک، ایک پہچان بن گیا۔ انسٹا گرام،

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

فیس بک، واٹس ایپ، ہر پلیٹ فارم پر بس ایک ہی ذکر۔ بھال پدھری میلہ۔ لوگوں نے ویڈیوز، ریلز، پوسٹرز اور سٹوریز کی بارش کر دی۔ روزانہ ہزاروں کی تعداد میں لوگ اس مہم کا حصہ بنتے گئے۔

جب میلے کے چیف آرگنائزر جناب محمد ایوب زرگر نے عزم و حوصلے کے ساتھ کمر کس لی اور بھال پدھری کے لئے 16 جولائی 2025 کو پیدل براستہ گھٹی روانہ ہونے کا اعلان کیا، تو اُن کے عزم میں ایک خاموش پیغام تھا۔ خدمت، محبت اور وابستگی کا۔ گھٹی کے قریب پہنچ کر، جہاں نیٹ ورک کی آخری سانسیں باقی تھیں، اُنہوں نے ایک لائیو خطاب کیا۔ ایک ایسا خطاب جو اُن کے جذبے، سوچ اور مقصد کا عکاس تھا۔ میں نے اُن کی وہ بات کو نوٹ کر لیا اور اب یہاں اُسے ہو بہو نقل کر رہا ہوں ” ہماری پوری انتظامیہ ایک ذمہ دار انتظامیہ ہے، جو ایک مشترکہ سماج کا حصہ ہے۔ ہم ہر فرد کے جذبات کی قدر کرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ کس طرح سنبھل کر آگے بڑھنا ہے۔ یہ میلہ کسی ایک مذہب یا فرقے کا نہیں، بلکہ بھائی چارے، میل جول، اور باہمی سمجھوتے کا میلہ ہے۔ یہ میلہ سیاحت کو فروغ دینے کا ذریعہ ہے، قومی یکجہتی کا نشان ہے، اکو ٹوریزم کی روح ہے اور بھلیسہ کی ترقی کا ایک عملی قدم ہے۔ ہم پوری کوشش کریں گے کہ کوئی ایسا پروگرام نہ ہو جس سے کسی کے جذبات مجروح ہوں۔ تاہم چونکہ ہم ایک متنوع ثقافت میں جیتے ہیں، اس لیے اگر کوئی ثقافتی پروگرام میں دلچسپی نہ رکھے، تو وہ والی بال، رسی کشی یا گھوڑ سواری جیسے روایتی کھیلوں سے لطف اندوز ہو سکتا ہے اور اگر یہ بھی نہ کرے، تو قدرت کے حسین نظارے اُس کے منتظر ہیں۔

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhullesi

میری اپنی مصروفیات کے باوجود دن کو روزگار، شام کو میلہ۔ مجھے جو بھی ذمہ داری سونپی گئی، اسے دل و جان سے نبھایا۔ ہر شام پانچ بجے سے لے کر رات کے بارہ بجے تک ایک ہی مشن ہوتا: لوگوں کو مدعو کرنا، پیغامات بھیجنا، پوسٹر بنانا، جوش پیدا کرنا، خطوط لکھنا، اہم لوگوں سے رابطہ کرنا، پروگرام کی بہتر ترتیب وغیرہ وغیرہ۔ اس خواب کی تعبیر میں کئی اور خواب شامل ہو گئے۔ جناب محمد ایوب زرگر کے ہمراہ جاوید زرگر، محبوب اقبال بٹ، جماعت علی آگاہ، عابد حسین زرگر، ڈاکٹر ماجد زرگر، اخیار زرگر، صوفی نیہان افضل، شاہنواز شیخ، مدثر شیخ، منیر شیخ، اخیار زرگر، چودھری محمد اشرف، فردوس کھانڈے، مہاتما سنگھ، اور ارجن سنگھ ٹھاکر جیسے مخلص، محنتی اور باجذبہ افراد نے قدم سے قدم ملایا اور انتظامات کی تیاریوں میں بھال پدھری پہنچ گئے۔ اس سے قبل جموں کشمیر ٹیچرز ایسوسی ایشن، جناب اطہر امین زرگر (جے کے اے ایس)، معروف ٹریولر، ویلا گر و فوٹو گرافر راجہ عرفان، انٹرنیشل شوٹر جناب چین سنگھ، راقم ذاکر ملک بھلیسی، ایکٹر و مصنف راجہ سرفراز، محکمہ جنگلات کے رینج آفیسر جناب سمیر رشو، لیکچرار راشی منہاس، ڈاکٹر ماجد زرگر، اشتیاق ملک، ڈاکٹر عاشق حسین، صداقت ملک، آصف اقبال کاہرہ نے بھی اس جگہ کی خوبصورتی کو لوگوں کے سامنے لایا تھا۔ جب میلے کا بگل بجا تو ضلع ڈوڈہ اور خاص کر بھلیسہ میڈیا کے لوگ بھی زور شور سے اس مشن میں جٹ گئے اور ان سب نے اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔ میں نے سوشل میڈیا پر اکثر دیکھا کہ کوٹا ٹاپ کے متحرک نوجوان جناب صوفی نیہان افضل، فردوس کھانڈے، عامر ظفر وانی، رفیع چودھری، سہران خان، ریاض عرفان، معروف فوٹو و ویڈیو کنٹنٹ کریٹر راجہ عرفان،

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

کامران راتھر، معروف کنٹنٹ کریٹر نثار راتھر، بھلیسہ کے صحافیوں، پون کیلاش، بھوپندر سنگھ رانا، سماجی کارکنوں اور آن لائن سرگرم افراد نے کو اس مشن پر ایسے کام کیا جیسے کوئی اپنی میراث سنبھال رہا ہو۔

خواتین نے بھی بڑھ چڑھ کر بھال پدھری کے اس میلے کے متعلق لوگوں تک جانکاری پھیلانا شروع کی۔ کاہرہ کی سابق چیئرپرسن بلاک ڈیولپمنٹ کونسل محترمہ فاطمہ فاروق نے اس مشن میں بھرپور حصہ لیا، سینئر اکیڈمک آفیسر شمیم ناز کی نے اہم رول ادا کیا جبکہ بھلیسی کی بیٹی محترمہ چندر کلا مہاجن نے جموں میں ہر سماجی پروگراموں میں بھال پدھری میلے کو کامیاب بنانے کی اپیل کی۔ وہ اس میلے کی خاتون ایمبسڈر کے طور کام کرتی رہی اسلئے ان کا نام لینا یہاں مناسب سمجھا۔

یہاں یہ بتانا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ بھال پدھری اور بھلیسہ کے دیگر حسین علاقوں میں سیاحتی میلے کے انعقاد کا تصور آج سے کچھ سال پہلے اُس وقت کے چیف ایگزیکٹو آفیسر بھدرواہ ڈیولپمنٹ اتھارٹی، جناب بال کرشن صاحب (جے کے اے ایس) نے کئی مواقع پر میرے ساتھ شیئر کیا۔ وہ خود بھی سب ڈویژنل مجسٹریٹ بھلیسہ رہ چکے ہیں اور اسی مدت میں اُنہوں نے اس خطے میں سیاحتی انفراسٹرکچر کی بنیاد رکھنے کا عملی کام شروع کیا تھا۔ بدقسمتی سے ان کا تبادلہ ایک ایسے وقت پر ہوا جب ان کے منصوبے جڑیں پکڑنے لگے تھے۔ اس کے باوجود، ہم نے اُن کے مشوروں اور رہنمائی کی روشنی میں 2022 میں آن لائن موڈ پر بھلیسہ فیسٹیول کا انعقاد کیا جس میں جناب بال کرشن نے شرکت کی اور بھلیسہ میں سیاحت کو فروغ دینے کے حوالے سے اپنی دانشورانہ بصیرت سے ہمیں مستفید کیا۔ آج جب یہ میلہ

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

جناب محمد ایوب زرگر صاحب کی سربراہی میں بھال پدھری میں منعقد ہوا تو اس میں تمام ان لوگوں کی کوشش شامل ہے جنھوں نے ماضی میں بھلیسہ کی ترقی و خوشحالی کے لئے کام کیا۔ ہر فرد نے اس میلے کو کامیاب بنانے کے لئے بڑھ چڑھ کر اپنا کردار ادا کیا، جیسے یہ میلہ نہیں بلکہ بھلیسہ کی خودی اور شناخت کی بازیابی کی جنگ ہو۔ اس میلے سے اتحاد کی تصویر تاریخ میں رقم ہو گئی۔ یہ میلہ فقط میل جول، ثقافت اور رنگوں کا امتزاج نہیں تھا۔ یہ ایک اجتماعی عزم کی علامت تھا کہ جب بھلیسہ کے لوگ چاہیں، تو پہاڑوں کے بیچوں بیچ بھی تاریخ رقم کر سکتے ہیں۔ جس خلوص، اتحاد اور جذبے سے تمام طبقات، ذاتوں، نسلوں، زبانوں، اور پیشوں کے افراد نے اس میلے کی کامیابی کے لیے کام کیا۔ وہ قابل فخر اور ناقابل فراموش ہے۔

☆☆☆

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

رابطہ و نوڈل افسران کی تقرری

2025 کا بھال پدھری میلہ علاقے کے لیے نہ صرف ایک ثقافتی سنگِ میل تھا بلکہ سیاحت، مقامی ترقی اور عوامی شرکت کے لحاظ سے بھی ایک قابل فخر باب رقم کرنے جا رہا ہے۔

یہ میلہ ایجوکیشنل، انوائرنمنٹل، سوشل، سپورٹس اینڈ کلچرل سوسائٹی بھلیسہ کے زیرِ اہتمام، ضلع انتظامیہ ڈوڈہ، کلچرل اکیڈمی، محکمہ سیاحت و محکمہ جنگلات بھدرواہ کے اشتراک سے 20 جولائی 2025 کو بھال پدھری کی بلند و بالا وادیوں میں منعقد ہوا۔ اس میلہ کا مقصد نہ صرف قدرتی حسن کو دنیا کے سامنے پیش کرنا تھا بلکہ بھلیسہ کو سیاحتی نقشے پر بھی اجاگر کرنا تھا

میلہ کی کامیابی یقینی بنانے کے لیے مختلف علاقوں سے تعلق رکھنے والے معزز، باصلاحیت اور خدمت گزار افراد کو رابطہ افسران و نوڈل افسران کے طور پر نامزد کیا گیا ہے۔۔ یہ تحریری پریس نوٹ جنرل سیکریٹری جناب جماعت علی آگاہ کی طرف سے جاری ہوا۔ اس کے تحت بھٹیاس علاقے سے محمد یونس ملک، محمد حنیف ملک، وسیم احمد، اشتیاق نایک، گندو سے شاہنواز شیخ، کیول منہاس، محمد اشرف کوہلی، جطوطہ سے صوفی نیہان افضل، کرشن دیو سنگھ سرمال، پردیپ سنگھ، اتم سنگھ رانا، چلی

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

سے منیر احمد شیخ، مدثر ظفر شیخ، کاہرہ سے عبدالمجید راہی، محسن جمال، آصف اقبال، چنگا سے جماعت علی آگاہ، محبوب اقبال بٹ، مہاتما سنگھ، ڈاکٹر ماجد زرگر، ارجن ٹھاکر، عامر وانی، شیر محمد، راجندر سنگھ، اخیار زرگر، انیس احمد وانی، جبکہ ضلع اور جموں کشمیر کے بار سے باہر ذاکر ملک بھلیسی، چین سنگھ، منیر احمد بٹ اور کامران راتھر کو شامل کیا گیا تھا۔

یہ پہلا موقع تھا جب بھال پدھری جیسے نسبتاً غیر معروف مقام پر اس قدر وسیع پیمانے پر میلہ منعقد ہونے جارہا تھا۔ یہ میلہ محض ایک ثقافتی تقریب نہیں بلکہ ایک عوامی بیداری، خوداعتمادی اور مشترکہ شناخت کا جشن تھا۔

☆☆☆

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

دل نے جب رختِ سفر باندھا

18 جولائی 2025 کا دن تھا۔ شام دھیرے دھیرے شب کی آغوش میں اُتر رہی تھی جب میں نے بھلیسہ کے تاریخی اور پہلے بھال پدھری میلہ میں شرکت کے لیے اپنا سفر راجوری سے شروع کیا۔ گاڑی میں بیٹھا، دل میں ایک عجیب سا جوش اور جذبہ تھا۔ مجھے علم نہیں تھا کہ یہ سفر صرف ایک میلہ میں شرکت کا نہیں، بلکہ جذبات، تاریخ، یادوں اور خوابوں کا سفر ہو گا۔ راجوری سے بھال پدھری کا سفر کم از کم 400 کلومیٹر کا تھا۔ راجوری سے جموں تک کا 160 کلومیٹر کا سفر طے کرنے کے بعد میں نے رات وہیں قیام کیا۔ رات بھر نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ دل کے کسی کونے میں ایک گہری خلش تھی۔ 19 جولائی کا سورج میرے لیے ہمیشہ ایک دکھ بھری یاد لے کر طلوع ہوتا ہے۔ اسی دن 2023 عیسوی میں میرے والد جناب غلام حسین ملک دردپیامی اس دنیا سے رخصت ہو گئے تھے۔

صبح جب سورج کی کرنیں جموں کی فضاؤں کو سنہری رنگ سے چمکانے لگیں، میرے ساتھ سفر کے لیے دو شخصیات شامل ہوئیں۔ جناب منیر احمد بٹ ۔ پروگرامر، شیرِ کشمیر زرعی یونیورسٹی جموں اور بھلیسہ فیسٹیول کے نوڈل آفیسر۔ ان کے علاوہ جناب اختر میر۔ منیجر، چناب ہاؤس جموں جن کا تعلق بانہال سے تھا۔ سب سے پہلے ہم نے جناب مکیش سنگھ سے ٹینٹ وصول کیا۔ مکیش سنگھ یمنا ٹریول میں

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

کام کرتے ہیں اور بھلیسہ کے باہمت نوجوان ہیں جنھوں نے میلے میں شرکت کے لئے باضابطہ اپنی کمپنی سے چھٹی لے رکھی ہے۔ ناشری کے پاس ٹوریزیم محکمہ کا بھال پدھری کے متعلق سائن بورڈ دیکھ کر خوشی ہے۔ یہ بورڈ محکمہ نے نصب کرائے ہیں خاص طور محکمہ کے جوائنٹ ڈائریکٹر جناب اعجاز احمد قیصر۔ JKAS نے اس میں اپنا بھرپور رول ادا کیا۔ محکمہ کے ڈائریکٹر کی نگرانی میں رضاکاروں کو ٹی شرٹ بھی بھیجی گئی تھی۔

سفر آگے بڑھا۔ دوران سفر میں مسلسل سوچوں کے سمندر میں ڈوبا رہا۔ میرے والد، جنہوں نے 1970 میں بھال پدھری کو سیاحتی نقشے پر لانے کی قلمی مہم شروع کی تھی، بار بار ذہن میں آرہے تھے۔ ان کی لکھی ہوئی نظم ”ترانہ بھلیسہ“، جس میں بارہا بھال پدھری کا ذکر آیا، دل میں گونج رہی تھی۔ یہ محض ایک میلہ نہیں، میرے والد کا خواب تھا جو آج حقیقت میں بدلنے جارہا تھا۔ سب سے بڑھ کر میرے دل کو جو بات چھو رہی تھی، وہ یہ تھی کہ یہ تاریخی میلہ ان ہی کے پسندیدہ شاگرد جناب محمد ایوب زرگر کی قیادت میں منعقد ہو رہا ہے۔ یہ ایک خواب کی تعبیر تھی، جو شاگرد کے ہاتھوں مکمل ہوئی۔ دل میں ایک انجانی خوشی اور آنکھوں میں نمی تھی۔ کاش والد صاحب یہ دن اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتے!۔ اسی اثنا میں اپنے چچا جناب محمد اقبال ملک اور جناب عبد الکریم سے بات ہوئی۔ یہ دونوں اکثر مجھے بھال پدھری چلنے کو کہتے تھے اور آج ان کی نصیحت پر عمل پیرا ہوا۔

اسی دوران میں نے ڈوڈہ کے ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر جناب انل کمار ٹھاکر سے رابطہ کیا اور انہیں دعوت دی کیونکہ ان کے والد محترم جناب چرنجیت لال کوتوال نے بھلیسہ کے لئے کافی قربانیاں دی ہیں۔ انہیں میں نے گزارش کی کہ اس میلے میں کوتوال صاحب کے کنبے سے کوئی نہ کوئی ضرور شرکت کرنا چاہئے۔

Safarnama Bhal Padhri by Zahir Malik Bhalesi

جموں سے ہمارا سفر بھدرواہ کی جانب شروع ہوا، جو تقریباً 190 کلومیٹر تھا۔ سفر کے دوران جناب منیر احمد بٹ صاحب گاڑی چلا رہے تھے جبکہ میں راستے بھر دعوتی پیغامات لوگوں تک پہنچاتا رہا کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ جیسے ہی ہم بھال پدھری پہنچیں گے، موبائل نیٹ ورک ختم ہو جائے گا۔ بھدرواہ پہنچ کر ہم نے وہاں کے باشعور افراد سے ملاقات کی، انہیں میلے کی دعوت دی، اور یہ پیغام دیا کہ بھدرواہ اور بھلیسہ ایک ہی جسم کے دو دل ہیں۔ ان علاقوں کی تاریخ، تہذیب اور جذبات ہمیشہ ایک جیسے رہے ہیں اور بھلیسہ کے لوگ بھدرواہ کے بھائیوں کو اپنے ساتھ شریک دیکھنا چاہتے ہیں۔ جناب ایڈوکیٹ ماجد ملک، جناب ساجد سرمدی اور جناب ناسر کے شاہ سے بات ہوئی اور گزارش کی کہ شام کو سوشل میڈیا پر بھلیسہ کی جانب سے دئے گئے دعوت نامے کو پورے بھدرواہ کو سنایا جائے۔ ڈاکٹر ماجد ملک نے یقین دلایا کہ ایسا ہی ہوگا۔ بھدرواہ سے 49 کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے ہم چمبال پدری پہنچے۔ تھکن کے ساتھ بھوک بھی ہمسفر تھی اس لیے نمکین چائے اور جلیبی نے کچھ راحت بخشی۔ وہ جلیبیاں، جنہیں ہم نے راستے میں کھایا، آج بھی یادوں میں مٹھاس گھولتی ہیں۔ مزید 9 کلومیٹر کے بعد ہم بھال پدھری کے دروازے پر پہنچے۔ یہاں سے اصل آزمائش شروع ہوئی۔ آخری 500 میٹر کا فاصلہ پیدل تھا۔ سامنے کچھ گھوڑے والے نظر آئے۔ یہ وہ موقع تھا جہاں مقامی گھوڑے والے اپنی محنت سے روزی کماتے نظر آئے۔ ہم نے فیصلہ کیا کہ اسی مقصد سے گھوڑوں پر سوار ہو کر سفر مکمل کیا جائے۔ 300 روپے فی کس کرایہ دیا لیکن اُس سے کہیں زیادہ قیمتی تھا وہ پیغام جو ہم نے ان گھوڑے والوں کو دیا: ”سیاحت تمہارا مقدر بدل سکتی ہے۔“ ہم چاہتے تھے کہ بھال پدھری کی ترقی، صرف زمین پر نہ ہو، بلکہ مقامی لوگوں کے دلوں میں امید کا چراغ بھی روشن ہو۔

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhalesi

ہمسایہ چمبہ اور بھال پدھری

جب 19 جولائی کو 4 بجے کے قریب میں بھدرواہ پہنچا تو دل میں ایک خیال اُبھرا۔ کیوں نہ بھلیسہ سے ملحق ریاست ہماچل پردیش کے چمبہ علاقے کے بھائیوں اور وہاں کے عوامی نمائندوں کو بھال پدھری میلے میں مدعو کیا جائے؟ یہ خیال صرف ایک رسمی دعوت کا نہیں تھا بلکہ ایک تہذیبی رشتے کو دوبارہ جوڑنے کا جذبہ تھا۔ اسی دوران ترتھلو کے سرگرم سماجی کارکن جناب اوم پرکاش نے بھی فون پر یہی تجویز دی کہ ہمیں اپنے پرانے پڑوسیوں کو یاد کرنا چاہیئے کیونکہ بھال پدھری صرف بھلیسہ کا نہیں بلکہ پورے خطے کا تہوار ہے۔

بطور ایک بھلیسی میزبان میں نے ہماچل پردیش کے تین معزز ممبرانِ اسمبلی سے رابطہ کیا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے حلقے جغرافیائی طور پر بھلیسہ سے جڑے ہوئے ہیں اور ہمارے دیرینہ رشتے کا حصہ رہے ہیں۔ میں نے جن تین قانون سازوں کو دعوت دی، اُن میں شامل تھے ڈاکٹر جنک راج صاحب، ایم ایل اے بھرمور، ڈاکٹر ہنس راج صاحب، سابق ڈپٹی اسپیکر ہماچل اسمبلی و موجودہ ایم ایل اے چُرا، اور جناب نیرج نیر صاحب، ایم ایل اے چمبہ۔

یہ دعوت صرف ایک میلے میں شرکت کے لیے نہیں تھی، بلکہ برسوں

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

پرانی ہمسائیگی اور تہذیبی رشتے کو پھر سے تازہ کرنے کی ایک کوشش تھی۔ ہمیں یاد ہے کہ ایک زمانے میں بھلیسہ چمبہ کا ہی حصہ تھا اور ان رشتوں کی بنیاد پر ہم نے اُنہیں خلوص دل سے یاد کیا۔ چمبہ اور بھلیسہ کی مٹی میں ایک جیسی خوشبو ہے، ایک جیسا لوک سنگیت ہے اور ایک جیسی مہمان نوازی ہے۔

خوشی کی بات یہ ہے کہ چمبہ کے ہزاروں لوگ بھال پدھری میلے میں شریک ہوئے۔ انھوں نے اپنی ثقافت، ہنر اور ذائقوں سے بھرے ہوئے اسٹال لگائے، جنھیں دیکھ کر سب کو یہ احساس ہوا کہ ہم واقعی ایک مشترکہ تہذیب کے وارث ہیں۔ حالانکہ ہمارے مدعو کردہ ممبران اسمبلی خود میلے میں نہ پہنچ سکے لیکن اُن کی نیت، محبت اور نیک تمنائیں ہمارے ساتھ تھیں۔

یہ میلہ صرف بھلیسہ کا نہیں تھا۔ یہ میلہ پورے ضلع ڈوڈہ، بھدرواہ، اور چمبہ کے باسیوں کا تھا۔ جنھوں نے مل کر اسے کامیاب بنایا۔ بھلیسہ کے لوگ اپنے چمبہ کے بھائیوں کے بھی مشکور ہیں اور اپنے بھدرواہی، کشتواڑ، ٹھاٹھری، رام بن، راجوری پونچھ، جموں کھٹوعہ، ریاسی اور کشمیر اور دیگر علاقوں سے آئے ہوئے مہمانوں کے بھی شکر گزار ہیں، جنھوں نے اس میلے کو ایک جشن میں بدل دیا۔

☆☆☆

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

وہ وادی، وہ خواب، وہ لمحہ

بھال پدھری کی سرسبز وادی میں قدم رکھتے ہی جیسے وقت کا پہیہ پیچھے کی طرف چلنے لگا۔ والد محترم جناب غلام حسین ملک کی وہ سنائی ہوئی باتیں، وہ حکایات، وہ منظر کشی۔ سب ایک ایک کر کے یادوں کے پردے پر ابھرنے لگیں۔ ان کی آواز، ان کا اندازِ بیان، ان کے قدموں کی چاپ، سب کچھ اس خاموش وادی میں میرے کانوں میں گونجنے لگا۔

ابھی ان ہی خیالات میں گم تھا کہ اچانک سامنے سے ان کے شاگرد، جناب محمد دین نمودار ہوئے۔ ان کے چہرے پر عقیدت کی ایک چمک تھی، آنکھوں میں نمی اور لہجے میں وہ احترام جو صرف ایک حقیقی استاد کے لیے ہو سکتا ہے۔ انہوں نے مجھے دیکھا اور جذبات سے لرزتی آواز میں کہا "بیٹا، ہمیں آج بھی وہ دن یاد ہے جب ہم ہائی سکول کلھوتران سے غلام حسین ملک صاحب کے ساتھ بھال پدھری کی انہی گھاسوں پر سیر کو آتے تھے۔ وہ جنگلی دیوار کے نیچے بیٹھ کر ہمیں سائنس، فارسی اور ریاضی کے سبق پڑھایا کرتے تھے۔ اس قدرتی درسگاہ کا ہر پتھر، ہر درخت، ان کی موجودگی کی گواہی دیتا ہے"۔ ان کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہہ نکلے اور میری آنکھیں بھی نم ہو گئیں۔ گویا وہ باتیں کہہ نہیں رہے تھے، بلکہ میرے والد کی تصویر

Safarnama Bhal Padhri By Zakir Malik Bhallesi

کھینچ رہے تھے اور وہ تصویر میرے دل میں پوری شدت سے نقش ہو رہی تھی اور اس سب کے بیچ ایک اور بات دل میں چبھنے لگی۔ آج 19 جولائی ہے۔ ابا جان کی دوسری برسی۔ کاش! اللہ تعالیٰ نے انہیں کچھ اور وقت عطا کیا ہوتا، تو وہ خود اپنی آنکھوں سے اپنے خوابوں کی تعبیر، اس تاریخی میلے کا حصہ بنتے۔ مگر قدرت کی رضا میں مصلحتیں پوشیدہ ہوتی ہیں۔

میں نے اپنے بیگ سے وہ ٹی شرٹ نکالی جو والد گرامی کی تصویر اور نام سے مزین تھی۔ وہ شرٹ پہن لی، شاید اس امید پر کہ جہاں بھی وہ ہوں، یہ منظر انہیں محسوس ہو رہا ہو گا۔ اس دن وہ شرٹ صرف ایک لباس نہ رہی۔ بلکہ یاد، خراجِ عقیدت اور جذبات کا استعارہ بن گئی۔ شرٹ نے سب کی توجہ اپنی طرف کھینچ لی۔ بھلیسہ میں جناب غلام حسین ملک کے ہزاروں شاگرد پھیلے ہوئے ہیں اور اس دن کم از کم 30 ہزار افراد کی موجودگی میں سینکڑوں افراد نے مجھے روکا، میری شرٹ کی تصویریں بنائیں اور ابا جان کو یاد کیا۔ کوئی گلے لگا کر رو پڑا، کسی نے سر جھکا کر دعائے مغفرت کی اور کسی نے خاموشی سے موبائل کیمرہ اٹھایا اور ملک صاحب کی تصویر کو آنکھوں سے لگایا۔ وہ لمحہ ایسا تھا گویا روحانی طور پر وہ خود ہمارے درمیان موجود تھے۔ اصل میں استاد کہیں جاتے نہیں، وہ اپنے شاگردوں کے دلوں میں زندہ رہتے ہیں۔

بھال پدھری میں داخل ہوتے ہی سامنے ایک خوابوں کی وادی کھلتی چلی گئی۔ ہر طرف خیمے، آرضی دکانیں، لوگ، قہقہے، چراغاں۔ جنریٹروں کی روشنی نے بجلی نہ ہونے کے باوجود علاقے کو جگمگا دیا۔ اس رات تقریباً سات ہزار افراد یہاں خیمہ زن تھے۔ ہر کوئی ملنے، گلے لگنے، باتیں کرنے میں مصروف تھا۔ علاقے کی محبت،

Safarnama Bhal Padhri By Zakir Malik Bhallesi

خلوص اور جوش ایسا تھا کہ سرد وادی میں بھی دل گرم ہو گئے۔ میں نے اپنا خیمہ نصب کیا اور لوگوں سے ملاقات کا سلسلہ جاری رکھا۔ اس رات، نیند کم آئی، لیکن اطمینان بہت ملا۔

ہم نے خیمے ایک طرف لگا دیے، تاکہ مرکزی ہجوم سے ذرا فاصلے پر قیام ہو سکے مگر دل ہر لمحہ اس جوشیلے ہجوم کی طرف کھنچتا رہا۔ شام ہوتے ہی لوگوں کا تانتا بندھ گیا۔ مقامی دکانداروں نے اپنے اسٹال سجا لیے تھے۔ چائے، پکوان، جلیبی، پہاڑی مصالحے، جڑی بوٹیاں۔ بھال پدھری جو عام دنوں میں فطرت کا خاموش آستانہ ہوتا ہے اس رات جگمگا اُٹھا۔ بجلی یہاں نہیں تھی لیکن جنریٹروں کی گڑگڑاہٹ نے خاموشی کو روشنی میں بدل دیا۔

پہاڑوں کے دامن میں ہزاروں چراغ جل اُٹھے۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے ستارے زمین پر اُتر آئے ہوں۔ خوشیوں کا ماحول تھا۔ بچے قہقہے لگا رہے تھے، بزرگ دعائیں دے رہے تھے اور نوجوان جذبے سے سرشار تھے۔ تقریباً سات ہزار لوگ پہلے ہی دن بھال پدھری پہنچ چکے تھے۔ وہ رات ایک نئے دور کے آغاز کی رات تھی۔ وہ خواب جو برسوں سے ذہنوں میں پل رہے تھے اب آنکھوں کے سامنے زندگی پا رہے تھے۔

☆☆☆

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

جب تاریخ رقم ہوئی

20 جولائی کو صبح کی نماز بھال پدھری کی خوبصورت مسجد میں ادا کی جس کے بعد کم از کم 3 کلومیٹر لمبے میدان میں مارننگ واک شروع ہوا۔ سرد ہوائیں تھی۔ سورج کی کرنیں اب بھال پدھری پہنچ رہی تھی۔ صبح سات بجے ہی پہاڑی سڑکوں پر گاڑیوں کی قطاریں لگ چکی تھیں۔ دھول بھری سڑکوں پر ہر گاڑی امید کی سواری بن چکی تھی۔ لوگ پورے خاندان کے ساتھ آرہے تھے۔ جوان، بچے، بزرگ، عورتیں۔ فضامیں ایک تہوار کا سارنگ تھا، جیسے بھال پدھری کوئی مقدس درگاہ ہو، جس کی حاضری سب پر واجب ہو۔ دس بجے تک صورتحال کچھ ایسی تھی کہ ہزاروں گاڑیاں بھال پدھری کے دروازے پر دستک دے رہی تھیں۔ اندازہ تھا کہ 30 ہزار کے قریب لوگ پہاڑ کے دامن میں اپنی موجودگی درج کرا چکے تھے۔ لیکن جو قافلے پیچھے رہ گئے تھے، وہ سڑکوں کی تنگی اور ٹریفک جام کا شکار ہو کر واپس لوٹنے پر مجبور ہو گئے۔ خود ضلع مجسٹریٹ جناب ہروندر سنگھ، بے خوف و تردد پیدل چلتے ہوئے لوگوں کی راہ نمائی کرتے دکھائی دئے۔ ان کا یہ عمل اس بات کا غماز تھا کہ انتظامیہ اس خواب کی تعبیر میں برابر کی شریک تھی۔ پولیس اہلکار، رضاکار، آرمی، تنظیمی ارکان سب میدان میں تھے۔ یہ صرف میلہ نہیں تھا۔ یہ ایک "تحریک" تھی، بھلیسہ کی پہچان کو پوری دنیا تک پہنچانے کی۔

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

فطرت نے سورج کی پہلی کرن کے ساتھ جس والہانہ جذبے کو جگایا تھا اس کا مرکز ایک ہی تھا: بھال پدھری۔ وہ چراہگاہ جہاں ماضی کی گونج، حال کا جوش، اور مستقبل کی امیدیں یکجا ہو رہی تھیں۔ اس دن صرف سڑکوں پر نہیں، بلکہ پہاڑوں کی پگڈنڈیوں پر بھی ایک عجیب سی زندگی دوڑ رہی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے خود زمین نے لوگوں کو پکارا ہو، اور ہر طرف سے قافلے کھنچتے چلے آ رہے تھے۔

بھلیسہ کے دل سے کئی راستے بھال پدھری کو جاتے ہیں اور ان میں ہر راستہ ایک الگ کہانی سناتا ہے۔ کچھ قافلے مراون اور ناگ لوٹن کے گھنے جنگلات اور نشیب و فراز سے ہوتے ہوئے دو گھنٹے کی پیدل مسافت کے بعد بھال پدھری پہنچے۔ اُن کے قدموں کی چاپ خاموش وادی میں گونج رہی تھی۔ سر پر سورج، کندھوں پر بیگ اور دل میں ایک ہی جذبہ۔ اپنے میلے میں پہنچنا ہے۔ دوسری طرف گھٹی دھار کے گھمبیر جنگلوں سے کچھ لوگوں نے راستہ چُنا۔ یہ وہ راستہ ہے جہاں قدرت کی خامشی بولتی ہے، اور چلنے والے قدم فطرت کے ساتھ ہم آہنگی میں گاتے ہیں۔ ان لوگوں کے چہروں پر پسینہ تھا لیکن چمک اس بات کی کہ وہ تاریخ میں اپنا حصہ لکھنے جا رہے ہیں۔

کچھ لوگ جوالی کے بل کھاتے راستے سے گزرے۔ اُن کی ہنسی، اُن کی باتیں، اُن کے کندھوں پر بیگ اور ہاتھوں میں لاٹھیاں۔ یہ سب راستے کم از کم دو سے تین گھنٹے کی پیدل مسافت پر تھے، مگر کوئی تھکا نہیں۔ ان راستوں پر مقامی گھوڑے والے موجود تھے، جو گھوڑوں پر سواریاں کروا رہے تھے۔ ارشاد راتھر نے کم از کم بیس گھوڑوں کا انتظام کر رکھا تھا۔ گھوڑے والے اپنا روزگار کما رہے تھے اور انہیں یہ محسوس ہونے لگا تھا کہ اگر سیاحت کا سلسلہ چل پڑا تو وہ بے روزگار نہیں رہیں گے۔ اُس دن ان کی آنکھوں میں چمک تھی، ان کے لیے یہ دن

Safarnama Bhal Padhri by Zahir Malik Bhallesi

روزگار کا موقع بھی تھا اور اپنی سرزمین سے رشتہ نبھانے کا بھی۔

گندو کے سب ڈویژنل مجسٹریٹ، تحصیلدار، نائب تحصیلدار کو اکثر ہم فائلوں کے پیچھے بیٹھا دیکھتے ہیں، لیکن اس دن وہ سب عام لوگوں کی طرح پیدل سفر کرتے دکھائی دیئے۔ ان کے ساتھ اُن کا عملہ بھی تھا، اور رہر قدم پر وہی جذبہ: "یہ میلہ صرف ایک تقریب نہیں، بلکہ بھلیسہ کی روح ہے۔

کچھ لوگوں نے بھدرواہ کے لمبے راستے سے بھال پدھری کا سفر طے کیا۔ چونکہ بھلیسہ سے بھال پدھری تک گاڑی کا راستہ ابھی مکمل نہیں ہوا ہے اس لیے اُن افراد کو جو دراصل بھلیسہ کے ہی باشندے تھے انہیں اپنے ہی گھر پہنچنے کے لیے تقریباً 300 کلومیٹر کا سفر کرنا پڑا۔ کتنی عجیب بات ہے، نا؟ اپنا گھر، اپنی زمین، اپنی جڑیں۔ لیکن اُن تک پہنچنے کے لیے سینکڑوں میل کی دوری۔ مگر اس سفر میں تکلیف نہیں تھی، بلکہ ایک گہرا سکون تھا۔ ان لوگوں کے چہروں پر وہ روشنی تھی جو صرف تب آتی ہے جب خواب حقیقت کا روپ دھار لیں۔

جب یہ سب قافلے بھال پدھری پہنچے، تو یوں لگا جیسے صدیوں کی خاموشی بول پڑی ہو۔ ہر چٹان، ہر پگڈنڈی، ہر درخت جیسے کہہ رہا ہو: "تم لوٹ آئے ہو، اپنے آشیانے میں!" ان راستوں پر گونجتے قہقہے، دھیمے نغمے، گھوڑوں کی ٹاپیں، اور بچوں کی شوخی۔ سب ایک ساتھ مل کر اُس بھال پدھری کی فضاؤں میں وہ روح ڈال رہے تھے جس کی شدت کئی دہائیوں پہلے بھلیسہ کے بزرگوں نے محسوس کی تھی اور آج اُن کا خواب، اُن کی نسلیں تعبیر بن کر وہاں کھڑی تھیں۔

میلے کے دوران مجھے جن معزز ہستیوں سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا، ان کی موجودگی نے اس میلے کو نہ صرف وقار بخشا، بلکہ میرے لیے یہ لمحے قیمتی یادوں میں رقم ہو گئے۔ چیئرمین ضلع ترقیاتی بورڈ ڈوڈہ جناب دھنتر سنگھ کوتوال سے ملاقات

ہوئی جن کی سادگی اور عوامی فکر واضح طور جھلکتی تھی۔ ان کے ہمراہ ممبر اسمبلی جناب دلیپ سنگھ پریہار سے بھی مختصر مگر پُر تپاک گفتگو ہوئی، جن کی نگاہوں میں علاقے کی ترقی کا جذبہ صاف دکھائی دے رہا تھا۔

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جناب ہروندر سنگھ سے ملنے کا موقع ملا، جن کے اندازِ گفتگو میں شرافت، وقار اور سنجیدگی کا حسین امتزاج تھا۔ ان کے ساتھ ساتھ سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس جناب سندیپ کمار مہتہ سے سلام کلام ہوا۔ اسی دوران اسٹنٹ کمشنر ڈیولپمنٹ جناب دین محمد آفاقی بھی وہاں موجود تھے، جن سے گوناگوں موضوعات پر بات ہوئی۔ چیف ایگزیکٹو آفیسر جناب جوگیندر سنگھ جسروٹیہ صاحب نے مجھے دیکھا اور دور سے بلایا۔ ہم دونوں نے ایک ہی محکمہ میں ایک وقت کام کیا تھا جب وہ ڈپٹی ڈائیریکٹر فوڈ سپلائی تھے اور میں محکمہ کا پبلک ریلیشن آفیسر۔ جموں و کشمیر اینڈ لداخ ہائی کورٹ کے معروف وکیل ایڈوکیٹ خالد مصطفیٰ بھٹی سے بھی علمی اور فکری گفتگو رہی۔ ایک بھرپور ذہن اور سنجیدہ شخصیت کے طور پر ان کا تاثر ذہن پر نقش ہو گیا۔

مزید آگے ضلع اوقافِ اسلامیہ کے چیف ایگزیکٹو آفیسر جناب جاوید زرگر سے ملاقات ہوئی ۔انھوں نے اس میلے کو کامیاب بنانے کے لئے مالی طور پر بھی کافی تعاون دیا۔ ولی کنسٹریکشن کے متعدد لوگوں کو اس میلے میں خود کام کرتے ہوئے دیکھا۔ ۔سب ڈویژنل مجسٹریٹ گندو جناب ارون کمار بڈیال اور ایس ڈی ایم مڑواہ جناب محمد اشرف سے میری گفتگو ہوئی۔ محمد اشرف صاحب نے بھدرواہ کالج کے چند واقعات یاد کرائے۔

تحصیلدار گندو جناب منیب عمر، بلاک میڈیکل آفیسر ڈاکٹر فاروق سلیم، ایس ڈی پی او گندو صاحب اور آرمی کمانڈر سی او کرنل ایم ایس بھاٹیہ اور ان کے

Safarnama Bhal Padhri by Zahir Malik Bhallesi

ہمراہ لیفٹیننٹ کرنل مہیپال سنگھ کیساتھ بھی سلام کلام ہوا۔

جائے پروگرام سے ہٹ کر جب نظر ایک چھوٹی سی پہاڑی پر پڑی تو وہاں سے ایک خوبصورت نعتیہ کلام " کوترو، کوترو" کی دل نشین آواز سنائی دی۔ یہ کلام جناب شفقت زرگر کی پرسوز آواز میں پہاڑوں کی چوٹی سے بلند ہو رہا تھا۔ ان کے اطراف کلسٹر یونیورسٹی آف جموں کے ڈی ایس ڈبلیو ڈاکٹر عاشق حسین، ڈگری کالج کلھوتران کے اسسٹنٹ پروفیسران ڈاکٹر مدثر نظر زرگر، ڈاکٹر محمد اسلم راتھر، ڈاکٹر تنویر ڈار، محترم ظفر ماگرے، محترم مظفر زرگراور محترم شاہنواز زرگر بھی اس حسین وادی میں نعت کے روح پرور فیضان سے لطف اندوز ہوتے نظر آئے۔

پلیرا منڈی پونچھ کے رہنے والے نائب تحصیلدار گندو اختر عباس میر سے اچھی گفتگو ہوئی اور انٹرنیشنل باڈی بلڈر کھلاڑی چودھری راج محمد کا پروگرام میں مجھے باضابطہ استقبال کا موقع ملا۔ اسی دوران کلھوتران کے معروف کمیڈین جناب محمد اسحاق خان کو بھی چند لوگوں کے درمیان مزاحیہ گپ شپ کرتے ہوئے پایا۔

مقامی خانہ بدوش طبقہ کے معززین جناب مولوی محمد صادق امام، جناب روشن دین چودھری، جناب لال دین چودھری، چودھری بلا سے ملاقات کرکے ان کا شکریہ ادا کیا۔

اسی دوران کیپٹن سنجے آریہ میموریل گورنمنٹ ہائر سیکنڈری اسکول کلھوتران کے پرنسپل ڈاکٹر بھوشن کمار اور پرنسپل جناب چودھری سلام دین سے ملاقات ہوئی۔ ان کے ہمراہ بیوپار منڈل گندو کے صدر شیخ شاہنواز، بیوپار منڈل گواڑی کے صدر محمد شفقت اور کنٹریکٹرز ایسوسی ایشن کے صدر جناب منیر شیخ بھی تھے۔ ان تمام نے اس میلے کو کامیاب بنانے میں اپنا بھرپور تعاون کیا۔

بھال پدھری میں مجھے جناب غلام مصطفیٰ بٹ (آزاد) کافی یاد آئے۔ وہ

Safarnama Bhal Padhari by Zakir Malik Bhallesi

علیل ہیں ورنہ وہ اس میلے میں ضرور شریک ہو جاتے۔ انھوں نے بھلیسہ کی تاریخ و ثقافت میں ماضی میں کافی کار آمد کام کیا ہے۔

میلے میں محکمہ صحت کے آیوش شعبہ کی جانب سے ڈاکٹر ذاکر بٹ اور ڈاکٹر مشتاق بٹ کو ایک طرف پوری ذمہ داری کے ساتھ لوگوں کی خدمت کرتے ہوئے دیکھا۔ وہیں دوسری جانب محکمہ صحت کا طبی عملہ جناب حامد ملک اور جناب عابد حسین شیخ بھی لوگوں کی طبی جانچ کرتے ہوئے پایا۔ محکمہ انیمل ہسبنڈری کے ڈاکٹر مزمل زرگر، جناب عبداللہ اویسی اور جناب مظفر کمہار کو بھی خانہ بدوش طبقے کے مال مویشیوں کا علاج کرتے پایا۔

ایک کونے میں بھلیسہ کے معروف شاعر کاہل جو گاسر کے گلفام بھلیسی، جناب خدا بخش خیالی لوگوں کو اپنے اشعار سناتے نظر آئے۔ بانسری کے ماسٹر جناب بکرم سنگھ کو کافی دور سے دیکھا لیکن ملاقات نہیں ہو پائی۔

زرعی یونیورسٹی جموں کے پروگرام جناب منیر بٹ سے میلے کے متعلق اچھی بات چیت ہوئی۔ میلے میں اپنا بہترین کردار ادا کرنے والے ڈاکٹر عنایت علی راتھر کیساتھ کھانا کھانے کا موقع ملا، مصنف سرفراز راجہ اور سنگیت کار نفیس اجمیری سے بھی ملاقات ہوئی۔ ایس سی ای آر ٹی کی سینئر اکیڈمک آفیسر شمیم ناز کی، شاعر خاقان سجاد سے بھی مختصر ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔

میلے میں گھومتے ہوئے میری نظر "میرا یوا بھارت" (سابقہ نہرو یوا کیندر) کے نمائندوں پر پڑی جو بڑی سنجیدگی اور جوش سے اپنی سرگرمیوں میں مصروف تھے۔ معلوم ہوا کہ "میرا یوا بھارت، جموں کشمیر و لداخ کے ڈائریکٹر جناب نثار علی بٹ کی نگرانی میں اس میلے میں دو بامقصد پروگرام منعقد کروائے گئے تھے۔ ایک پروگرام "ایک پیڑ ماں کے نام" کے عنوان سے تھا، جس کے تحت ضلع

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhalesi

مجسٹریٹ کے ہاتھوں شجرکاری مہم کا باقاعدہ آغاز کیا گیا۔ دوسرا پروگرام ”جانکاری مہم“ تھا، جس کے ذریعے بھارت سرکار کی مختلف فلاحی اسکیموں کے بارے میں لوگوں کو آگاہی دی گئی۔ جناب نثار علی بٹ صاحب کا تہہ دل سے شکریہ جن کی دور اندیشی اور قیادت نے ان تعمیری سرگرمیوں کو ممکن بنایا اور میلے کو ایک سماجی مقصد سے ہم آہنگ کیا۔

اور ہاں! میرے دل کو اس وقت مزید خوشی ہوئی جب میں نے اپنے استاد ہیڈ ماسٹر چودھری سیف علی کو میلے میں دیکھا۔ سہا یک چیریٹیبل ٹرسٹ کے چیئرمین ونے کمار ٹھاکر، معروف سماجی رہنما مہاتما سنگھ، کیول منہاس اور چودھری فاطمہ فاروق (سابق چیئرپرسن بی ڈی سی) سے بھی بات چیت ہوئی۔ اس کے علاوہ سیاسی و سماجی کارکنان، میڈیا نمائندگان سے بھی خوشگوار اور یادگار لمحات گزرے۔

یقیناً سب کا نام لکھنا ممکن نہیں، لیکن جن کا تذکرہ نہ ہو سکا، ان سے معذرت۔ سبھی میرے لیے محترم، مکرم اور باعثِ افتخار ہیں۔ یہ ملاقاتیں محض رسمی تعارف نہ تھیں بلکہ روح کو چھو لینے والے لمحات تھے۔ ایک علاقے کی اجتماعی ترقی، ثقافتی خودی، اور بھائی چارے کا عکس۔ آج جب میں ان لمحات کو قلمبند کر رہا ہوں، تو دل یہی کہتا ہے کہ بھال پدھری کا یہ میلہ صرف ایک تہوار نہ تھا بلکہ دلوں کے ملاپ کا ایک روشن دن تھا، ایک ایسا منظرنامہ جہاں خوابوں کو ہاتھ لگایا جا سکتا تھا

☆☆☆

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

ڈھیکو رقص

دوپہر کی سنہری دھوپ بھال پدھری کی فلک بوس گھاس زاروں پر نرمی سے اتر رہی تھی۔ فضا میں ہلکی ہلکی خنکی اور تازہ ہوا کا مہک بھرا جھونکا ہر طرف رواں تھا۔ اس حسین منظر میں جب ہزاروں لوگوں کی موجودگی میں تاریخی و ثقافتی پروگرام کا آغاز ہوا، تو یوں محسوس ہوا جیسے صدیوں پرانی بھلیسی روحیں بھی اس جشن میں شامل ہوں۔

بھلیسہ کی وادی جو اپنی فطری خوبصورتی، گھنے جنگلات، بلند پہاڑوں اور صاف و شفاف ندیوں کے لیے مشہور ہے، دراصل صرف مناظر کی جادوگری تک محدود نہیں۔ اس دھرتی کی شناخت اس کی زندہ روایات، ثقافتی رنگوں اور صدیوں پرانی لوک رسومات سے جڑی ہے۔ انہی میں سے ایک ہے ڈھیکو رقص جسے کوڈ ڈانس بھی کہا جاتا ہے۔

ڈھیکو رقص صرف تفریح نہیں بلکہ اجتماعی شکر گزاری اور سناتھن کی مذہبی عقیدت کا ایک بے مثال اظہار ہے۔ اسے دیوی دیوتاؤں، خصوصاً ناگ دیوتا کو خوش کرنے کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ اس رقص میں ہر قدم، ہر حرکت، ہر تال عقیدت کے جذبے سے لبریز ہوتی ہے۔

Safarnama Bhal Padhri By Zakir Malik Bhallesi

یہ رقص عام طور پر تہواروں میں کیا جاتا ہے اور اس میں بڑی تعداد میں لوگ حصہ لیتے ہیں۔ حصہ لینے والے افراد حلقہ بنا کر، ایک خاص ترتیب سے، ہاتھ اور پاؤں کو تال کے ساتھ حرکت دیتے ہیں۔ ان دائرہ وار حرکات میں اجتماعیت، نظم اور محبت کی جھلک دکھائی دیتی ہے

ڈھیکو رقص کی سب سے دلچسپ بات اس کا تدریجی بہاؤ ہے۔ یہ رقص بھی ایک کلاسیکی راگ کی طرح مختلف رفتاروں میں تقسیم ہوتا ہے۔ پہلا مرحلہ آہستہ رفتار والا ”ایکروڈھیکو“ کہلاتا ہے، اس کے بعد درمیانی رفتار کا ”لاسٹن“ آتا ہے اور آخر میں نہایت تیز اور جوشیلہ مرحلہ ہوتا ہے جو ایک طرح کا کُلائمیکس محسوس ہوتا ہے۔

ڈھیکو رقص کے شرکاء بھلیسی اور بھدرواہی ثقافت کے روایتی لباس زیب تن کرتے ہیں جن میں سفید اون کے پٹو کوٹ، گھٹنا (تنگ پاجامے)، کمر بند اور کیسری پگڑی شامل ہے۔ یہ لباس نہ صرف خوبصورتی کا نشان ہے بلکہ شناخت، سادگی اور مقامی افتخار کا مظہر بھی ہے۔ اس رقص کی موسیقی روایتی سازوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ ان میں ڈھول، نرسنگھا، بانسری اور گھنٹیاں شامل ہیں۔ جب یہ تمام ساز ہم آہنگ ہو کر بجتے ہیں تو فضا میں ایک ایسی کیفیت طاری ہو جاتی ہے کہ گویا پوری وادی رقص میں شریک ہو جاتی ہے۔

ڈھیکو رقص میں شامل بیشتر افراد بھلیسہ کے ریلا، چنوری اور چنسر علاقوں سے تعلق رکھتے تھے۔ ان میں میرے بچپن کے دوست جناب کرشن دیو سنگھ سرمال بھی موجود تھے، جن کی موجودگی نے اس لمحے کو میرے لیے اور بھی ذاتی اور دلنشیں بنا دیا۔ اس رقص میں جناب اُتم سنگھ رانا، جناب کلدیپ سنگھ رانا، جناب نصیب سنگھ منہاس، جناب رامیشور سنگھ، جناب مہاتما سنگھ، جناب کلاش کمار، جناب

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

بٹو سنگھ، جناب راجیش کمار، جناب سندیش کمار، جناب وکرانت رانا، جناب جگدیپ رانا، جناب ابھشیک رانا، جناب ہرناد رانا، جناب راجندر کوتوال، جناب ہربنس کوتوال اور جناب جتندر شرما شامل تھے۔

بھدرواہی ڈھیکو ڈانس کی قیادت جناب ملکھی رام کر رہے تھے۔ انھوں نے روایتی لباس زیب تن کیا تھا اور نہایت خوبصورت کیساتھ انھوں نے ڈھیکو پیش کیا۔ ڈھیکو رقص نہ صرف ایک فن ہے بلکہ لوک تہذیب کا زندہ نمونہ بھی ہے۔ اس میں نسل، ذات، عمر، پیشہ یا زبان کی کوئی قید نہیں۔ ہر فرد، چاہے وہ کسی بھی پس منظر سے ہو اس رقص میں اپنی شرکت کو کافی اہم مانتا ہے۔ یہ رقص ایک اجتماعی ہم آہنگی اور اتحاد کی علامت ہے، جو آج کے بکھرتے معاشرے کے لیے ایک سبق بھی ہے۔

☆☆☆

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

بھلیسہ کا ڈنڈی کھیڈ

بھال پدھری کے خوبصورت پہاڑیوں کے بیچ منعقد پرو گرام میں لاٹھی بازی کے ماہر کھلاڑی میدان میں نمودار ہوئے ۔ گوجر طبقے کے نوجوانوں نے ہاتھوں میں لمبی اور موٹی لاٹھیاں گھماتے ہوئے ایسا کرتب دکھایا کہ لوگوں سے داد و تحسین کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔ ایک ہاتھ سے گھومتی ہوئی لاٹھیاں، فضا میں دائرے بناتی ہوئی، نہ صرف طاقت کا مظاہرہ تھیں بلکہ ایک تاریخی وراثت کی علامت بھی۔ یہ لاٹھی بازی نہ صرف جسمانی فن تھا بلکہ قبائلی ثقافت کی ایک ایسی علامت ہے جو پہاڑوں کے غیر مکتوب قصوں میں نسل در نسل منتقل ہوتی آئی ہے۔

جن بہادر، نڈر اور ڈنڈی کھلاڑیوں نے بھال پدھری میں اپنے جوہر دکھائے ان میں جناب محمد یاسین چودھری، جناب محمد اسلم چودھری، جناب جنید علی چودھری، جناب لیاقت علی چودھری، جناب مراد علی چودھری اور جناب محمد سلیم چودھری قابل ذکر ہیں۔

چونکہ یہ کھیل خانہ بدوش طبقے کا روایتی کھیل رہا ہے اسلئے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ اس کی اہمیت، تاریخی پس منظر اور اس کا مقصد کیا تھا۔

کسی بھی قوم کی اصل پہچان صرف اس کی زبان، لباس یا رسم و رواج سے

Safarnama Bhal Padhri By Zakir Malik Bhallesi

نہیں بنتی، بلکہ وہ عناصر جو صدیوں سے اس کی روح میں پیوست ہوں، جو نسل در نسل منتقل ہوتے چلے آئیں، وہی اس کی تہذیب کی اصل بنیاد ہوتے ہیں۔ بھلیسہ کی خانہ بدوش گوجر قوم کی تہذیب بھی ایک ایسی ہی زندہ روایت پر قائم ہے۔ ڈنڈی کھیڈ۔ جو محض لاٹھی بازی نہیں بلکہ ایک پورے طرزِ فکر، طرزِ عمل اور طرزِ بقا کی نمائندگی کرتی ہے۔

تاریخ کی ورق گردانی کی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ گوجر قبیلہ برصغیر کے ان قدیم قبائل میں شمار ہوتا ہے جو فطرت کے ساتھ جینے اور خود پر انحصار کرنے کو زندگی کا مرکز سمجھتے تھے۔ جب نہ کوئی باقاعدہ فوجی نظام تھا، نہ دفاعی قلعے، نہ جدید ہتھیار، تب ان قبائل نے اپنی حفاظت، اپنی بقا اور اپنے علاقوں کی سلامتی کے لیے ایسے روایتی فنون تخلیق کیے جو آج بھی اپنی اصل میں قائم ہیں۔ انہی میں سے ایک ہے لاٹھی بازی جس کو بھلیسہ میں گوجری میں ”ڈنڈی کھیڈ“ اور اردو میں ”ڈنڈی کھیل“ کہتے ہیں اور جو جنگی تربیت، جسمانی مشق اور ثقافتی اظہار کا حسین امتزاج ہے۔

قدیم گوجر نوجوان جب جنگلوں میں اپنے مویشیوں کے ساتھ رہتے، جب وہ دور دراز پہاڑی چراگاہوں میں قیام کرتے، تب انہیں ہر لمحہ کسی ناگہانی خطرے کا سامنا رہتا تھا۔ جنگلی درندے، دشمن قبائل، یا قدرتی آفات۔ ان تمام خطرات سے نمٹنے کے لیے وہ کسی رسمی فوجی تربیت پر انحصار نہیں کرتے تھے، بلکہ ”ڈنڈی کھیڈ“ جیسے فنونِ حرب ان کی اصل طاقت تھے۔

آج بھی جب کہیں کوئی روایتی میلہ، قبائلی جشن یا ثقافتی تقریب منعقد ہوتی ہے، تو ڈنڈی کھیڈ اس کا ایک اہم جزو ہوتی ہے۔ یہ مظاہرہ صرف تفریح یا مقابلے

Safarnama Bhal Padhri By Zakir Malik Bhalesi

کے لیے نہیں، بلکہ یہ یاد دہانی ہے ان دنوں کی جب یہ فن زندگی اور موت کا فرق طے کرتا تھا۔ جب نوجوان میدان میں اترتے ہیں، تو بزرگوں کی آنکھوں میں فخر، بچوں کی آنکھوں میں حیرت، اور پوری برادری میں ایک اجتماعی وحدت کی جھلک نظر آتی ہے۔

یہ مظاہرہ نسل در نسل منتقل ہونے والے اس علم کا جشن ہے جو نہ کتابوں میں لکھا گیا اور نہ اسکولوں میں پڑھایا گیا، بلکہ جو گھروں، میدانوں، چراگاہوں اور بزرگوں کی زبانی نسلوں تک پہنچا۔

آج جب دنیا تیز رفتار ترقی، ڈیجیٹل انقلاب اور مغربی اثرات کی لپیٹ میں ہے، ڈنڈی کھیڈ جیسے کھیل ہمیں اپنی جڑوں سے جوڑتے ہیں۔ یہ ہمیں یاد دلاتے ہیں کہ ہماری اصل طاقت محض جدیدیت میں نہیں، بلکہ اپنی ثقافت، اپنی زبان اور اپنے اجتماعی شعور میں ہے۔ ایسے روایتی کھیلوں کو زندہ رکھنا صرف تفریح کا عمل نہیں بلکہ ایک تہذیبی ذمے داری ہے۔

قدیم دور میں جب سلطنتیں اپنے دفاع کے لیے نہایت محنت طلب تیاریاں کیا کرتی تھیں، تب "ڈنڈی کھیڈ" جیسے کھیل عملی جنگی تربیت کا حصہ تھے۔ سپاہیوں کی جسمانی طاقت، ہتھیاروں کی تیاری، جانوروں کی تربیت، خوراک و رسد کی منصوبہ بندی اور حکمت عملی، سب کچھ ایک مشترکہ مقصد کے تحت ہوتا تھا۔ "ڈنڈی کھیڈ" جیسی مشقیں دراصل دشمن کے خلاف فوری ردِ عمل، تناؤ میں فیصلہ سازی، اور نظم و ضبط کی مشق کا موثر ذریعہ تھیں۔

☆☆☆

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

حب الوطنی و ثقافت کی جھلک

پروگرام جاری و ساری تھا۔ کیپٹن سنجے آریہ میموریل ہائر سکینڈری اسکول کلہوتران کے بچوں نے جب قومی ترانہ گنگنایا تو پورا میدان کھڑا ہو گیا۔ ایک گہرا سکوت چھا گیا۔ بچے صاف ستھرے لباس میں، ماتھے پر یقین، آنکھوں میں اعتماد، آواز میں وطن پرستی لیے کھڑے تھے۔ یہ لمحہ نہ صرف تعلیمی اداروں کی تربیت کا عکس تھا بلکہ اس بات کی دلیل بھی تھا کہ بھلیسہ کے بچے ایک روشن مستقبل کے امین ہیں۔

اس کے بعد ایک دل کو چھو لینے والا منظر سامنے آیا جب غیاثیہ ماڈل سکول توائی بھلیسہ کی طالبات نے "ترانۂ بھلیسہ" پیش کیا۔

اس ترانہ کو غیاثیہ ماڈل سکول چنگا کی جن بچیوں نے گنگنایا ان میں ایزا کوثر، راشدہ پروین، ارادیہ تبسم، عرفہ طارق، ہفصہ بانو، آیت کوثر، سیرت محبوب اور آئمن بانو شامل تھیں جس کو سنگیت گار اور استاد شائستہ صفدر نے تیار کروایا تھا۔ ان کے ہمراہ بھال پدھری میں پرنسپل عنایت اللہ متو، محمد اسلم زرگر، لیاقت علی زرگر، اوم کار شرما، ذاکر حسین، عامر سہیل، عاشق حسین، شوکت علی، شائستہ کوثر، شائستہ صفدر اور دورہ بیگم شامل ہوئیں۔

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

یہ وہی ترانہ تھا جو 1970 میں جناب غلام حسین ملک درد پیامی (میرے والد) نے لکھا تھا۔ وہ ترانہ جو ایک خواب تھا، ایک دعا تھی اور اب ایک حقیقت بن چکا تھا۔ اس ترانے کی گونج صرف لفظوں تک محدود نہیں تھی، وہ پورے میدان میں اتر رہی تھی۔ کچھ بزرگوں کی آنکھوں میں آنسو تھے، جیسے کہہ رہے ہوں: "یہ صرف آواز نہیں، ہمارے خوابوں کی تعبیر ہے۔

اس ترانہ کو ویڈیو کی شکل میں ورچول موڈ پر وزیر برائے پی ایم او ڈاکٹر جتیندر سنگھ نے " آن لائن بھلیسہ فسٹیول " میں اجراء کیا تھا۔ اس کی پیشکش راقم کی تھی اور میوزک کفاعت فہیم نے دیا تھا۔ بول یوں ہیں۔

اک دل رُبا و دلکش گلزار ہے بھلیسہ
اہل نظر کا حسنِ معیار ہے بھلیسہ
کیا خوب سلسلوں کا کوہسار ہے بھلیسہ
قدرتوں کی صعنتوں کا شہکار ہے بھلیسہ
رنگین بھال پدری، کہنٹی، مہاڈ گوہا
دلکش بلندیوں کا اظہار ہے بھلیسہ
گلمرگ سے ہے بڑھ کر پدری کا حسنِ فطرت
گل ہائے رنگ و بو کا گلزار ہے بھلیسہ
کیا دل کو کھینچتے ہیں اس کے حسین مناظر
سپنوں کی اک پری ہے یا پیار ہے بھلیسہ
رنگینیوں میں ڈوبا ہر کنج کہہ رہا ہے
اس سرزمین کا شاید شہکار ہے بھلیسہ

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

ٹھنڈے پرُ آب چشمے اور گنگناتی ندیاں

دلبر ہے دلرُبا ہے دلدار ہے بھلیسہ

مستی رچی ہوئی ہے اس کی فضامیں ہر سو

فطرت کی نعمتوں سے سرشار ہے بھلیسہ

دیودار چیڑ پڑتل خوش رنگ بوٹیوں سے

بھرپور جنگلوں کی دیوار ہے ہے بھلیسہ

اس کی روائتیں ہیں اس کی بقاء کے ضامن

امن اور آشتی کا کردار ہے بھلیسہ

کوئی نہ ڈگمگائے تاریک راستوں پر

پرچم سحر کالیکر بیدار ہے بھلیسہ

☆☆☆

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

منچ سے بھائی چارے اور یکجہتی کی آواز

بھلیسہ وہ سرزمین ہے جہاں صرف ندیوں کا پانی نہیں بہتا بلکہ محبت، اخوت اور انسانیت کا جوہر بھی رواں دواں ہے۔ صدیوں سے یہ دھرتی مختلف مذاہب، مسالک اور زبانوں کے بیچ ایک پل کا کام کرتی آئی ہے۔ یہاں لوگوں نے صرف ساتھ جینے کا ہنر نہیں سیکھا، بلکہ دلوں کو جوڑنے کا فن بھی اپنی روح میں جذب کر رکھا ہے۔

بھلیسہ کی سب سے بڑی پہچان اس کی مذہبی رواداری ہے۔ یہ محض ایک دعویٰ نہیں، بلکہ حقیقت ہے اور یہی حقیقت بھال پدھری کے تاریخی میلہ میں اسٹیج پر پورے وقار کے ساتھ سامنے آئی۔ جب ایک ہی سٹیج پر کھڑے ہو کر کیپٹن سنجے آریہ میموریل ہائر سکینڈری اسکول کلھوتران کے بچوں نے نعتِ رسولِ مقبول ﷺ سنایا تو اسی سٹیج پر بھجن کی مدھم آوازیں فضا میں گھل گئیں۔ ایک ہی اسٹیج پر دو مختلف عقیدوں کا روحانی کلام، ایک ہی وقت میں سننے والوں کے دلوں پر اثر کر رہا تھا۔ یہ منظر اس بات کا گواہ تھا کہ بھلیسہ صرف زمین کا ٹکڑا نہیں، بلکہ دلوں کی ایک وسیع بستی ہے۔

اور پھر جب اجمیر شریف سے تعلق رکھنے والے مشہور قوال جناب نفیس

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

اجمیری نے "بھر دو جھولی میری یا محمدؐ" اور "علی دم دم کے اندر" جیسے کلام پیش کیے، تو پورا میدان جھوم اٹھا۔ صوفی رنگ میں رنگا ہر لفظ، ہر آہنگ سامعین کے دلوں کو چھو رہا تھا۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا انسانیت خود کلام کر رہی ہو، محبت، امن اور بھائی چارے کی زبان میں۔ اس لمحے کسی نے نہ پوچھا کہ کون کیا ہے، کس عقیدے سے ہے، کس لباس، کس رسم یا کس روایت سے ہے۔ سب نے صرف سنا، محسوس کیا اور دل سے قبول کیا۔ کیونکہ وہاں صرف کلام نہ تھا، بلکہ روحوں کی ایک مشترکہ صدا تھی جو ہر فرق سے بلند ہو کر صرف انسان بننے کا درس دے رہی تھی۔

یہی بھلیسہ کا اصل چہرہ ہے، جہاں مندر کی گھنٹی ہو یا مسجد کی اذان، سب کی گونج ایک دوسرے کو سنائی دیتی ہے اور احترام کے ساتھ قبول کی جاتی ہے۔

یہ وہ مقام ہے جہاں دیوالی کی روشنی گروپورب کی شمعوں میں شامل ہو جاتی ہے اور عید کی خوشیاں بیساکھی کی مسکراہٹوں سے بغلگیر ہوتی ہیں۔

بھلیسہ کے اسٹیج پر وہی کچھ پیش ہوا جو صدیوں سے یہاں کے دلوں میں بستا ہے۔ نہ کوئی نعرہ بازی، نہ کوئی تفریق، نہ کوئی سیاست، بس ایک پیغام: اگر تم انسان ہو، تو دوسرے انسان کے دکھ میں شریک ہو جاؤ۔ یہ تہذیب، یہ شعور، یہ رواداری کسی تعلیمی ادارے یا کتاب سے نہیں آتی، بلکہ مٹی سے اٹھتی ہے، پرکھوں سے ملتی ہے، اور اسٹیج جیسے مقامات پر اپنی جھلک دکھاتی ہے۔ ایسے وقت میں جب دنیا مذہبی بنیادوں پر تقسیم کا شکار ہو رہی ہے، بھلیسہ جیسے علاقے ہمیں یہ سکھاتے ہیں کہ سچی انسانیت وہی ہے جو دوسرے کے عقیدے کی عزت کرنا سکھائے۔

Safarnama Bhal Padhri By Zakir Malik Bhallesi

مقامی زبانوں کا سنگم اور ثقافتی ہم آہنگی

بھال پدھری کی سرزمین پر 20 جولائی 2025 کو منعقدہ ثقافتی پروگرام نہ صرف ایک رنگارنگ میلہ تھا بلکہ مقامی زبانوں، لوک ورثے اور مشترکہ تہذیبی شعور کا عظیم الشان جشن بھی تھا۔ اس اسٹیج پر پیش کیے گئے نغمے صرف تفریح یا تالیوں کا ذریعہ نہ تھے بلکہ وہ اس خطہ کے درد، محبت، ہجرت، امید اور اجتماعیت کے احساسات کو دل سے دل تک منتقل کر رہے تھے۔

اس پروگرام میں گوجری، پہاڑی، بھالی، بھدرواہی، پنجابی، ڈوگری، ہندی، اردو، کشمیری، سرازی اور چمبیالی زبانوں کے لوک گیت شامل کیے گئے۔ ہر زبان کی گونج اپنے ساتھ ایک الگ فضا، ایک منفرد جذبہ اور ایک خاص پہچان لے کر آئی۔ ان نغمات میں وہ سب کچھ تھا جو صدیوں سے ان وادیوں کے مکین گاتے، جیتے اور محسوس کرتے آئے ہیں۔ ماں کی لوریاں، محبوب کی جدائی، گاؤں کی یادیں، بچھڑنے کا دکھ، واپس لوٹنے کی امید اور ایک دوسرے سے جڑے رہنے کی دعائیں۔

فنکاروں کی محنت اور جذبہ قابل دید تھا۔ اسٹیج پر آفاق احمد اینڈ پارٹی، وجاہت حسام اور ان کے ساتھی، چوہدری ارمان، چوہدری موسیٰ، شیخ محمد، اعجاز، مجید

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

لطیف، ماجد بشیر، ملکھی رام (جو بھدرواہی "ڈھیکو" کے فنکار ہیں)، انیس احمد، راجیش شرما (نابینا فنکار)، اور چوہدری محمد یونس (نابینا فنکار) نے اپنے اپنے فن کا بہترین مظاہرہ کیا۔ ان کی پرفارمنس نہ صرف فنی لحاظ سے معیاری تھی بلکہ ان کی آوازوں میں جذب، خلوص، اور زمین سے وابستگی کی خوشبو بھی محسوس کی جا سکتی تھی۔

پروگرام کے اختتام پر مقامی معززین نے اظہارِ خیال کرتے ہوئے بھلیسہ کی ثقافت، اتحاد، اور روایات کی تعریف کی۔ ان تقاریر میں ایک ہی جذبہ غالب رہا۔ وہ تھا فخر، اپنی زمین، اپنی زبان، اور اپنے لوگوں پر۔ سبھی مقررین نے اس بات پر زور دیا کہ بھلیسہ کی سب سے بڑی طاقت اس کی تہذیبی رنگارنگی، سماجی ہم آہنگی اور مذہبی رواداری ہے، جو ہر نسل کو ایک مضبوط رشتہ فراہم کرتی ہے۔ یہاں یاسر حسین کا طبلہ بجانے کا ہنر لوگوں نے کافی پسند کیا۔

آخر میں ضلع ڈوڈہ کے ڈپٹی کمشنر جناب ہرویندر سنگھ نے اپنے خصوصی خطاب میں کہا "بھلیسہ کے لوگوں نے وہ کر دکھایا جو بڑے شہر بھی کبھی نہیں کر پاتے۔ آپ نے صرف میلہ نہیں منایا، بلکہ اپنی تاریخ رقم کی ہے"۔ یہ الفاظ پورے پروگرام کی روح کی ترجمانی کر رہے تھے۔ یہ وہ لمحہ تھا جب اسٹیج پر صرف نغمے اور ساز نہیں تھے، بلکہ ایک عہد، ایک وعدہ، اور ایک روشن مستقبل کی جھلک بھی تھی۔

اسٹیج پر اُن لوگوں کو اعزازات سے بھی نوازا گیا جنہوں نے دن رات ایک کر کے اس میلے کو کامیاب بنانے میں اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔ ان اعزازات کے ذریعے نہ صرف ان کی حوصلہ افزائی کی گئی بلکہ اس جذبے کو بھی سراہا گیا جو اپنی مٹی، اپنی زبان، اور اپنی ثقافت سے جڑا ہوا ہے۔

پروگرام کے اختتام پر چیف آرگنائزر محمد ایوب زرگر نے شکریہ کے

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

کلمات ادا کرتے ہوئے تمام مہمانوں، فنکاروں، منتظمین، اور عوام کا شکریہ ادا کیا، جنہوں نے اس میلے کو تاریخی بنانے میں اپنا بھرپور کردار نبھایا۔ ان کے الفاظ سادگی میں لپٹی ہوئی وہ محبت تھے جو اس سرزمین کے ہر فرد کے دل سے نکل کر فضا میں گونج رہی تھی۔ ایک شکریہ، جو صرف رسمی نہ تھا، بلکہ دل کی گہرائیوں سے نکلا جذبہ تھا۔ اس میلے نے ایک بڑا پیغام دیا۔ زبانوں کے رنگ، محبتوں کے سنگ اور اتحاد کے ترنگ کے ساتھ، یہی ہے بھلیسہ کی اصل پہچان۔

☆☆☆

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

بھلیسہ میری جان: ایک نغمہ، ایک روایت

پروگرام کی گہما گہمیوں کے درمیان ایک ایسا لمحہ بھی آیا جب کچھ گلوکاروں نے معروف گیت "بھلیسہ میری جان" کو گانا شروع کیا۔ جیسے ہی اس کے بول مائیک سے فضا میں بلند ہوئے، میں ایک دم جائے پروگرام کے قریب پہنچا۔

یہ پہلا موقع نہیں تھا کہ میں نے یہ گیت سنا ہو۔ اس سے پہلے میں اس کا ویڈیو بھی دیکھ چکا تھا اور تب بھی میرے دل میں بھلیسہ کے لیے محبت کی ایک نئی لہر دوڑ گئی تھی۔ لیکن آج، جب سینکڑوں سامعین کی موجودگی میں، براہِ راست اس کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں تو اس کے اثرات کہیں زیادہ گہرے تھے۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے یہ نغمہ میرے دل کی دھڑکنوں میں اتر گیا ہو۔

اس گانے کی خاص بات یہ ہے کہ یہ صرف ایک نغمہ نہیں بلکہ بھلیسہ کی شناخت کا اظہار ہے۔ مقامی فنکار راجہ سرفراز، سونالی ڈوگرا اور اشفاق کاوا نے جس محبت اور لگن سے اس نغمے کو تخلیق کیا ہے، وہ قابل تحسین ہے۔ اس نغمے میں نہ صرف بھلیسہ کی قدرتی خوبصورتی کا تذکرہ ہے بلکہ یہاں کے نسلی ورثے، تہذیبی تنوع اور بھائی چارے کی فضاء کو بھی نغمگی میں سمویا گیا ہے۔ یہ پیغام دیتا ہے "بھلیسہ

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

صرف ایک خطہ نہیں، ایک طرزِ احساس ہے، مہمان نوازی کا درس ہے، اور محبت کا پرچم ہے"

اس نغمے کی ایک اور منفرد خصوصیت یہ بھی ہے کہ اسے پانچ زبانوں میں ترتیب دیا گیا ہے۔ اردو، ہندی، گوجری، بھالی، اور کشمیری۔ یہ محض لسانی تجربہ نہیں بلکہ ایک تہذیبی سنگم ہے۔ آوازوں کا یہ حسین امتزاج اشفاق کاوا اور سونالی ڈوگرا کی دل میں اترتی نغمگی سے اور بھی دلکش ہو جاتا ہے۔ مقامی فنکاروں میں توقیر علی اور ایک معصوم مگر باصلاحیت یتیم بچہ موسیٰ چودھری نے بھی اپنی صلاحیتوں کا جوہر دکھایا ہے۔ خود راجہ سرفراز نے بھی اس نغمے میں اپنی آواز دی ہے۔

مجھے ایسا لگا کہ یہ نغمہ محض موجودہ نسل کی نمائندگی تک محدود نہیں۔ اس کی گہرائی میں ماضی کے وہ عظیم چراغ روشن ہیں جنہوں نے بھلیسہ کی تعلیم، ثقافت، ورثے اور ترقی میں اپنا خونِ جگر صرف کیا۔ یہ نغمہ ایک خراجِ عقیدت بھی ہے اُن ہستیوں کے نام جو ہماری اجتماعی یادداشت کا قیمتی سرمایہ ہیں۔ ان میں الحاج غلام قادر غنی پوری صاحب، غلام رسول آزاد، منشی رام چند، بدری ناتھ منگوترا صاحب، حاجی غلام رسول، عبداللہ خان (طالب) بھلیسوی، میرے والد محترم غلام حسین ملک درد پیامی، محمد شفیع متو، عبدالرشید شیخ، غلام مصطفیٰ بٹ، دین محمد راتھر اور دیگر ایسی کئی روشنیاں شامل ہیں جن کی قربانیاں آج بھی ہمارے دلوں میں زندہ ہیں۔ جب یہ نغمہ اپنے اختتام کو پہنچا، تو میں کچھ لمحے وہیں بیٹھا رہا۔ ایک خاموش شکر گزاری کے ساتھ لیکن بعد میں راجہ سرفراز سے دوبار گلے مل کر گانے کی مبارکباد دی۔

☆☆☆

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhalesi

بھالی تھالی ناٹ: ایک نئی پہچان

بھال پدھری کے میلے میں ثقافتی پروگرام ختم ہونے کے بعد میں میدان کے دوسرے کنارے کی طرف بڑھ رہا تھا۔ شام دھیرے دھیرے اپنا رنگ جما رہی تھی اور جوشیلے نعروں کی بازگشت سنائی دے رہی تھی۔ اچانک مجھے ایک طرف سے تھالیوں کی چھنک سنائی دی۔ آواز میں ایک ایسا تاثر تھا کہ قدم خود بہ خود اُس سمت اٹھنے لگے۔

بھیڑ کے بیچ ایک نوجوان کو دیکھا، جسے تماشائیوں نے گھیرا ہوا تھا۔ وہ اپنے ہاتھوں میں تھالیاں تھامے کرتب دکھا رہا تھا، جیسے تھالیاں اس کے ہاتھوں سے بندھی ہوں اور ہر حرکت میں ایک مخصوص ردھم تھا۔ تجسس بڑھا تو وہاں موجود ایک شخص سے پوچھا، ”یہ کیا ہو رہا ہے؟“ مسکرا کر بولے، ”یہ ہے بھالی تھالی ناٹ“

پتا چلا کہ اس فنکار کا نام سنیل سنگھ ہے اور وہ دھنوڑی کاہل جو گاسر، بھلیسہ کا رہائشی ہے۔ میں نے پہلی بار یہ نام سنا تھا۔ ”بھالی تھالی ناٹ“۔ دل کو یہ منظر بھا گیا اور میں نے طے کر لیا کہ اس تجربے کو اپنے سفرنامے کا حصہ ضرور بناؤں گا۔

بھلیسہ کی سرزمین، جہاں ہر آواز میں ثقافت کی جھلک ہوتی ہے وہاں اس انوکھے فن نے ایک نئی پہچان بنائی ہے۔ یہ صرف تھالیوں سے کھیل نہیں، بلکہ بھلیسہ

Safarnama Bhal Padhri By Zakir Malik Bhallesi

کے لوک جذبوں کا رقص ہے۔ اس مٹی کی آواز ہے جو تھالیوں کی چھنک میں سنائی دیتی ہے۔

جناب سنیل سنگھ کی کہانی صرف ایک فنکار کی نہیں بلکہ ایک بیٹے اور باپ کے درمیان جذباتی رشتے کی بھی ہے۔ ان کے والد، جناب بنسی لال، بیماری کے باوجود اپنے بیٹے کا حوصلہ بنے رہے۔ سنیل نے خود بتایا کہ وہ 2014 میں جموں کے نگروٹہ میں این سی سی کیمپ میں شریک تھے، جہاں برتن دھوتے ہوئے ذہن میں آیا کہ تھالیوں سے رقص بھی ہو سکتا ہے۔ وہیں سے یہ تصور فن میں ڈھلنے لگا، اور بعد میں والد کی سرپرستی نے اسے نکھار دیا۔

جب سنیل اپنے دونوں ہاتھوں میں تھالیاں تھامے میدان میں آیا، تو شروع میں سامعین محض تجسس سے دیکھتے رہے۔ لیکن جیسے ہی ڈھول کی تھاپ تھالیوں کی ٹنکار سے ہم آہنگ ہوئی، منظر جیسے جادوئی ہو گیا۔ تھالیاں کبھی اوپر، کبھی نیچے، کبھی دائیں بائیں، لیکن ایک لمحے کو بھی زمین پر نہیں گرتیں۔ وہ فضا میں جھولتی، رقص کرتی، گنگناتی محسوس ہوئیں۔ ہر حرکت میں مہارت، جذبہ، اور روایت کی روح نظر آتی تھی۔

سنیل کا لباس بھی اپنے آپ میں ایک داستان تھا۔ بھلیسہ کا پٹو کا پاجامہ، کوٹ، پگ اور کمربند۔ یہ صرف ملبوسات نہیں، بلکہ ثقافت سے وابستگی کا اعلان تھا۔ یہ انداز بیان کرتا تھا کہ وہ مٹی جس نے ہمیں جنم دیا اسی مٹی میں جڑیں گہری کر کے ہم فن کو پروان چڑھاتے ہیں۔

”بھالی تھالی ناٹ“ میں تین لفظ ہیں۔ ”بھالی“ جو بھلیسہ کی زبان ہے، ”تھالی“ جو ہر گھر کی پہچان ہے اور ”ناٹ“ یعنی رقص۔

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

سنیل سنگھ انگریزی ادب میں ماسٹرز کر چکے ہیں اور اب اپنے علاقے میں تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں مگر ان کی اصل پہچان یہی فن ہے۔ تعلیم اور ثقافت کے درمیان انہوں نے ایک خوبصورت پُل بنایا ہے۔ کئی مقامات پر انہیں اعزازات سے نوازا گیا ہے اور ان کی یہ پیشکش نئی نسل کے لیے ایک تحریک بن چکی ہے۔

وہ شام، وہ منظر، وہ تھالیوں کی گونج۔ ابھی تک میری یادوں میں زندہ ہے۔ بھال پدھری کا یہ میلہ نہ صرف ثقافتی اظہار کا موقع تھا بلکہ یہ ثابت کرتا ہے کہ بھلیسہ کے نوجوان اپنی جڑوں سے جڑے رہ کر بھی عالمی سطح پر پہنچ سکتے ہیں۔

☆☆☆

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

مشک بین کی گونج

بھلیسہ بھال پدھری فیسٹیول کے رنگ اپنے عروج پر تھے۔ یہ میلہ کے پہلے روز یعنی 19 جولائی شام کی بات ہے۔ فضامیں خوشی کی ایک خاص لہر محسوس ہو رہی تھی۔ پہاڑوں کی گونج میں جب ثقافت کی آواز شامل ہو جائے تو منظر اور بھی خوشنما ہو جاتا ہے۔ میں جیسے ہی میلے کے ایک گوشے کی طرف بڑھا ایک پر کشش دُھن نے میرے قدم روک لیے۔ وہاں دیسی لباس میں ملبوس ایک شخص نہایت خوبصورتی سے مشک باج بجارہے تھے۔ کبھی وہ اسے بانسری کی مانند چلاتے کبھی مشک بین کی گونج دار آواز سے فضا کو بھر دیتے۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ ان کا نام جناب شاہ محمد ولد نور دین ہے اور ان کا تعلق بھلیسہ کے گوالو گاؤں سے ہے۔

شاہ محمد صاحب کی انگلیاں مشک باج پر کچھ اس طرح چل رہی تھیں جیسے برسوں کا تجربہ اُن کے وجود میں سرایت کر چکا ہو۔ ان کے انداز میں وقار بھی تھا اور جوش بھی۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ نہ صرف ساز بجارہے ہوں بلکہ اپنے علاقے کی صدیوں پرانی تہذیب کو زندہ کر رہے ہوں۔

یہ مشک باج، جسے ”مشک بین“ بھی کہتے ہیں، بھلیسہ کا ایک روایتی ساز ہے۔ ”مشک“ لفظ دراصل اس چمڑے کی تھیلی سے آیا ہے جو قدیم زمانے میں پانی

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

کے لیے استعمال ہوتی تھی۔ یہی ساخت اس ساز کی بنیاد بنی اور اس بنا پر اسے ”مشک باج“ یا مشک بین کہا جانے لگا۔

یہ ساز بظاہر چمڑے کی تھیلی جیسا دکھائی دیتا ہے لیکن اس کا اصل صوتی حصہ ایک خشک، قدرتی جزو ہوتا ہے جو آواز میں مخصوص گونج پیدا کرتا ہے۔ اس کا لکڑی کا ڈھانچہ اسے مضبوطی دیتا ہے اور اندرونی تاروں کو سہارا فراہم کرتا ہے۔ پرانے وقتوں میں یہ تاریں گھوڑے کے بالوں یا جانوروں کی آنتوں سے تیار کی جاتی تھیں جن سے قدرتی اور کھری آوازیں ابھرتی تھیں۔

بھلیسہ کی دیہی تقریبات، میلوں اور تہواروں میں مشک بین ایک اہم اور منفرد مقام رکھتا ہے۔ جب گاؤں میں کسی جشن کی تیاری ہو، کوئی جلوس نکالا جائے یا مخصوص مذہبی تہوار منایا جائے تو مشک باج کی آواز دور سے آتی سنائی دیتی ہے۔

شادی بیاہ کی تقریبات میں پہلے وقت میں مشک بین کی موجودگی لازم سمجھی جاتی تھی۔ خاص طور پر براتی جلوس یا دلہا کی سواری کے وقت، جب مشک باج کی دھن فضا میں بکھرتی تھی تو پورے ماحول میں ایک خوشی کی لہر دوڑ جاتی تھی۔ یہ دھن گویا اعلان کرتی ہے کہ کوئی بڑی خوشی گاؤں میں اتری ہے۔ ڈھول کی تال جب اس ساز کا ساتھ دیتی ہے، تو وہ منظر ناقابل فراموش بن جاتا ہے۔

بھلیسہ کے کسان جب فصل بوتے ہیں یا کٹائی کے بعد جشن مناتے ہیں تو مشک باج وہاں بجائے جاتے۔ اس لمحے یہ ساز صرف موسیقی نہیں بکھیرتے بلکہ زمین اور کسان کے درمیان ایک تعلق کی آواز بن جاتے ہیں۔

شام ڈھلنے لگتی ہے اور مقامی فنکار، موسیقی سے محبت رکھنے والے لوگ، جب کسی گھر یا آنگن میں بیٹھ کر اپنی محفل سجاتے ہیں تو مشک باج، بین، بانسری اور

ہارمونیم مل کر وہ لوک نغمے چھیڑتے ہیں جو صدیوں سے نسل در نسل منتقل ہو رہے ہیں۔ ان غیر رسمی محفلوں میں وہ سب کچھ سننے کو ملتا ہے جو کتابوں میں درج نہیں۔ زندگی کی اصل موسیقی۔

شاہ محمد جیسے فنکاروں کی اس میلہ میں موجودگی اس بات کی دلیل تھی کہ بھلیسہ میں موسیقی صرف تفریح کا ذریعہ نہیں، بلکہ ثقافت اور تاریخ کا حصہ ہے

☆☆☆

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhalesi

ڈھول کی تھاپ

شام کا وقت تھا۔ تاریخ 19 جولائی 2025۔ سورج پہاڑوں کے پیچھے اتر گیا تھا اور آسمان پر سنہری نارنجی روشنی پھیل چکی تھی۔ بھال پدھری کا میدان دھندلی روشنی میں ڈوبا ہوا تھا۔ فضا میں خنکی تھی مگر لوگوں کے چہروں پر خوشی کی حدت نمایاں تھی۔ میں میلے کے مرکزی پنڈال میں مشک بین بجانے والے کو دیکھ رہا تھا۔ مشک بین کے مقابل ایک زوردار، وجد میں لائی ہوئی تھاپ سنائی دے رہی تھی۔ یہ ڈھول کی آواز تھی۔ طاقتور، جوشیلی اور دل کو چیرتی ہوئی۔ سازندہ کا چہرہ پسینے سے تر مگر آنکھوں میں چمک لیے مستی میں جھوم رہا تھا۔ معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ یہ ٹینٹلی بسران (بھلیسہ) گاؤں کے فنکار جناب وجاہت حسین ولد نشاد احمد ہیں۔ ان کے ساتھ ہی ایک اور ڈھول نواز، جناب منیر احمد ولد محمد اقبال بھی موجود تھے، جن کی حرکات میں مکمل ہم آہنگی کا رنگ جھلک رہا تھا۔

شام کی اس سنہری روشنی میں ڈھول کی گونج کچھ اور ہی اثر رکھتی تھی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے یہ آواز پہاڑوں کے دامن سے ٹکرا کر پوری وادی میں پھیل رہی ہو۔ بھلیسہ کی دیہی زندگی میں ڈھول صرف ایک ساز نہیں، ایک جذبہ ہے۔ اس کی تھاپ میں نہ صرف خوشی کا اظہار بلکہ ایک اجتماعی یاد بھی پوشیدہ ہوتی ہے۔ ایک یاد جو

Safarnama Bhal Padhri By Zakir Malik Bhallesi

ہر تہوار، ہر شادی، ہر کھیتی کے آغاز کے ساتھ دھڑک اٹھتی ہے۔ پہلے پہل روزہ افطاری کرنے اور سحری کے لئے لوگوں کو جگانے کے لئے ڈھول بجایا جاتا تھا۔

ڈھول کی ساخت میں بھی بھلیسہ کی محنت چھپی ہے۔ سخت لکڑی، دونوں طرف تنی ہوئی کھال اور خاص ترتیب سے بنایا گیا وہ ساز جو کئی دہائیوں سے گاؤں گاؤں گونج رہا ہے۔ اسے کبھی ہاتھوں سے تو کبھی مخصوص لکڑی کی چھڑیوں سے بجایا جاتا ہے۔ دائیں طرف کی کھال سے نکلی ہوئی چمکدار آواز اور بائیں طرف کی گہری اور بھاری تھاپ۔ یہ امتزاج ایسا ہے جو سننے والے کو بے ساختہ جھومنے پر مجبور کر دیتا ہے۔

میں ان دونوں فنکاروں کو کچھ دیر تک دیکھتا رہا۔ ایک لمحہ ایسا آیا جب ان کی دھن، شام کے آسمان کے رنگ اور میلے کی ہلچل سب ایک ہو گئے۔

☆☆☆

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

بانسری کی دھن میں ڈوبی شام

مشک بین تھمنے کے بعد مقامی دیسی لباس میں ملبوس 40 پچاس سال کی عمر کے شخص نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک سادہ سی بانسری نکالی۔ یہ جناب شاہ محمد ولد نور دین ساکنہ گوالو تھے۔ انھوں نے ہونٹوں کو بانسری سے لگایا اور اچانک میلے کی ساری فضا میں ایک سریلی اور مدھر دھن پھیل گئی۔ وہ کوئی مقامی لوک گیت بجا رہے تھے۔

بھلیسہ میں بانسری کوئی نیا ساز نہیں یہ یہاں کی ثقافت، لوک زندگی اور موسیقی کا حصہ رہی ہے۔ بچپن کی شاموں میں گڈریوں کے ہاتھ میں، پہاڑی ڈھلوانوں پر چرواہوں کے ہونٹوں سے لپٹی یہ بانسری آج بھی اس علاقے کی پہچان ہے۔

معلوم کرنے پر جانکاری ملی کہ بانسری روایتی بانس سے تیار کی جاتی ہے جسے بڑی مہارت سے چُنا اور تراشا جاتا ہے۔ اس میں چھ یا سات سوراخ ہوتے ہیں اور ہر فنکار کا انداز اس کے سوروں کو الگ ذائقہ دیتا ہے۔ لمبی بانسری گہرے اور نرم سر پیدا کرتی ہے جبکہ چھوٹی بانسری کی آواز میں تیزی اور چمک ہوتی ہے۔ جب اسے بجانے والا اس کے ایک کنارے پر بنے سوراخ سے سانس کی مدھم روانی چھوڑتا ہے، تو وہ ہواؤں کو موسیقی میں بدل دیتا ہے۔

Safarnama Bhal Padhri By Zakir Malik Bhallesi

اس علاقے میں ایسے کئی فنکار گزرے ہیں جنہوں نے بانسری میں مہارت حاصل کی۔ موجودہ دور میں جناب بکرم سنگھ ،جناب محمد لطیف، جناب گلشن ،جناب ہیم سنگھ کانام کافی مشہور ہے جنہوں نے اس ساز کو نہ صرف بھلیسہ میں بلکہ پورے ملک میں مقبولیت بخشی۔

بانسری کی آواز صرف سُر نہیں بلکہ عقیدت کاایک ذریعہ بھی ہے۔ سناتھن دھرم میں شری کرشن جی کی محبت اور ان کایہ ساز، بانسری کو ایک مقدس حیثیت دیتاہے۔ بھلیسہ کے ان اونچے میدانوں،چراگاہوں اور میلے کی گہما گہمی میں جب یہ ساز بجتاہے تو دل خود بہ خود کسی اور دنیاکی طرف پرواز کرنے لگتاہے۔

جب جناب شاہ محمد نے بانسری کو لبوں سے الگ کیا تو پھر ہلکی ہلکی تالیاں بجنے لگیں، کچھ نوجوانوں نے جھوم کر داد دی اور بچے حیرت سے ان کی بانسری کو تکتے رہ گئے۔

اس کے بعد میں مقامی اسٹال پر چلا گیا۔ بھلیسہ کے خاص راجماش چاول سے جناب یاسر زرگر سے پلیٹ بھروائی اور کھانا کھانے لگا۔ ہر نوالے میں وہی مقامی ذائقہ،سادہ مگر خالص۔ کھانے کے بعد واپس اپنے ٹینٹ کی طرف لوٹا، تھکا ہوا بدن، مگر دل مطمئن۔ بانسری کی دھن اب بھی کانوں میں گونج رہی تھی کہ نیند آ گئی۔

☆☆☆

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

شامِ سخن: تاریخی مشاعرہ

20جولائی 2025 کو جب ثقافتی پرو گرام ختم ہوا تو ابھی کچھ باقی تھا جس کا انتظار سبھی کر رہے تھے۔ شام کی خنک ہوائیں بھال پدھری کے سبز میدانوں میں سرسرانے لگیں، آسمان پر سنہری شام کا منظر پھیلنے لگا تھا، تو فضا میں ایک خاص سا جادو تیرنے لگا۔ سورج پہاڑوں کے پیچھے روپوش ہو چکا تھا مگر میدان میں ایک نئی روشنی اُتر رہی تھی۔ لفظوں کی روشنی، خیالوں کی روشنی اور جذبات کی روشنی۔ اسی شام میں تاریخی بھال پدھری مشاعرہ منعقد ہوا۔ نام تھا" شامِ سخن"۔ ایک شام بھلیسہ کے نام۔

ادب کے چراغ جل اٹھے۔ یہ محض شعروں کی نشست نہ تھی یہ اس خطے کے ادبی مزاج، تہذیبی شعور اور جمالیاتی ذوق کا زندہ ثبوت تھا۔ اس یادگار محفل کا انعقاد ایجوکیشنل، انوائرنمنٹل، سوشل، اسپورٹس اینڈ کلچرل سوسائٹی بھلیسہ کی جانب سے کیا گیا تھا اور اس پرو گرام کے نوڈل آفیسر ڈاکٹر امتیاز زرگر تھے۔ اس مشاعرے میں بھلیسہ کے نوجوانوں کی خاص شرکت رہی جنھوں نے دکھا دیا کہ بھلیسہ کے لوگ نہ صرف ثقافت کے شیدائی ہیں بلکہ ادب کے عاشق بھی ہیں۔ مشاعرے میں چیف آرگنائزر محمد ایوب زرگر بھی آدھی رات تک موجود رہے۔ مشاعرے کی صدارت

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

بھدرواہ کے معتبر شاعر جناب ساجد سرمدی نے فرمائی جن کی موجودگی نے محفل کو وقار بخشا۔

سٹیج سج گیا۔ بیٹھے سامعین کی آنکھوں میں اشتیاق کی چمک اور پس منظر میں خاموش پہاڑ جنہیں یوں لگا جیسے وہ بھی شعر سننے کو بے تاب ہوں۔ نظامت کے فرائض آصف عطااللہ نے ادا کیے اور یوں ادا کیے کہ محفل میں لکھنو کی شائستگی، دہلی کی نفاست اور کشمیر کی سادگی گھل مل گئی۔ ان کی گونج دار آواز، مہذب لہجہ اور اشعار سے بھرپور تعارف نے ایسا سماں باندھ دیا کہ یوں لگا جیسے منظر بھوپالی یا ریاض خورشید اسٹیج پر موجود ہوں۔ وہ ایک ایک شاعر کو اس انداز میں دعوتِ سخن دیتے کہ شعر کہنے سے پہلے ہی سامعین کے دل دھڑکنے لگتے۔

☆☆☆

ملک تمہید

مشاعرے کا آغاز نوجوان اور باصلاحیت شاعر جناب ملک تمہید کی غزل سے ہوا، جو فضا کو خیالوں کی نرمی سے بھر گئی۔ ان کے اشعار دل کو چھو لینے والے تھے

تُجھے تیری محبت نے بتا، اتنا دیا کیا ہے؟
تو اتنا مختصر کیوں ہے، بتا تجھے ملا کیا ہے؟

اور پھر

رُکتا ہے، اُترتا ہے، مکمل نہیں اُترا
آدم بھی تو دنیا میں مرضی سے نہ اُترا۔

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

یہ اشعار صرف الفاظ نہیں تھے، دلوں کے آئینے تھے۔ جن میں محبت، فلسفہ، اور انسان کی فطری بے چینی تھی۔

ملک تمہید کے اشعار میں ایک ایسے شاعر کی فکری کائنات کی جھلک نظر آئی جو اپنے باطن سے مکالمہ کرتا ہے، سوالات اٹھاتا ہے اور اُن سوالوں کے جوابات میں الجھ کر ایک نئی معنویت تراشتا ہے۔

ان کا انداز کافی اچھا لگا کہ زندگی میں کوئی حقیقت، کوئی جذبہ، کوئی تجربہ مکمل طور پر اُترتا ہی نہیں۔ ہر چیز ادھوری، رکی ہوئی، جزوی سی ہے۔ وہ اسی خیال کو "آدم" کے قصے سے جوڑتا ہے۔

یہ اشعار اس بات کا ثبوت ہیں کہ شاعر سطحی جذبات سے نہیں کھیلتا بلکہ شعور کی تہہ میں جا کر سوال کرتا ہے اور ہر سوال ایک آئینہ ہوتا ہے جس میں قاری کو اپنا ہی عکس نظر آتا ہے۔ ایسے اشعار یاد رہتے ہیں، چونکاتے ہیں اور دل و دماغ کو دیر تک مصروف رکھتے ہیں۔

☆☆☆

عامر سامبری

بھال پدھری میلے کی وہ شام کچھ خاص تھی۔ سورج پہاڑوں کے پیچھے ڈھل چکا تھا، ہوا میں ہلکی سی خنکی تھی لیکن ماحول پر جو گرمی چھائی تھی وہ شعر و سخن کی تھی۔ آسمان تلے لگے ٹینٹ کے نیچے۔ ایک آواز ابھری۔ منفرد، برجستہ اور پرُ اثر۔ یہ آواز تھی عامر سامبری کی۔ اس مشاعرے میں سامبری نے جس انداز میں نوجوانوں کو

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhalesi

مخاطب کیا، وہ نہ صرف سامعین کو محظوظ کر رہا تھا بلکہ سوچنے پر بھی مجبور کر رہا تھا۔ اُن کی شاعری میں صرف قہقہے نہیں تھے، بلکہ وہ تلخ حقیقتیں بھی تھیں جنہیں وہ شوخی کے پیرائے میں بیان کر رہے تھے۔ وہ ایسے شاعر ہیں جو لفظوں سے کھیلتے نہیں، انہیں زندگی کا آئینہ بنا کر پیش کرتے ہیں۔ جیسے کہ یہ اشعار دیکھ لیجئے

کبھی چھت پر وہ چڑھتی ہے، کبھی آنگن اترتی ہے
مجھے معلوم ہے وہ کس لئے سجتی سنورتی ہے
میرے آنگن کی دیواریں اُسے اچھی نہیں لگتی
وہ بلی ہے پڑوسن کی، میرے کتے پہ مرتی ہے
پہلے یہ میٹھے امرود خریدیں گے
بعد میں ان کو نمک لگا کر کھائیں گے۔

اور پھر انھوں چیف آر گنائز محمد ایوب زرگر کی نظریہ شعر کیا کہ

پہلے دنیاوار کرے گی
ہار گئی تو پیار کرے گی

تالیوں کی گونج کے بعد انھوں نے اپنی غزل کو جاری رکھا

ماں نے ابا کے سامنے پوچھا
کون لکھتی ہے خط جلندھر سے
ہم تتلی کا پیچا و پیچھا نہیں کرتے
اپنے باغ میں پھول آگایا کرتے ہیں۔

وہ سادگی کے ساتھ بے ساختہ اشعار سنا رہے تھے۔ وہ سامعین کو ہنسا بھی رہے تھے اور چونکا بھی رہے تھے۔ ان کے اشعار کبھی محبت کے شوخ لمحوں پر روشنی ڈالتے، تو کبھی سماجی رویّوں پر چوٹ کرتے نظر آتے۔ مشاعرہ جیسے جیسے آگے بڑھتا گیا، سامبری کی شاعری سامعین کی توجہ کا مرکز بنتی گئی۔ لوگ ہنس بھی رہے تھے،

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

تالی بھی بجا رہے تھے اور ہر شعر کے بعد خاموشی بھی چھا جاتی تھی۔ جیسے کوئی لمحہ دل میں نقش ہو گیا ہو۔ ان کے اشعار بہ ظاہر ہلکے پھلکے دکھائی دیتے ہیں لیکن اُن کے پیچھے ایک گہری معاشرتی بصیرت پوشیدہ ہوتی ہے۔

عامر سامبری محبت، رشتے، مزاح، طنز اور حقیقت کو ایک ہی سانس میں بیان کرنے کا ہنر رکھتے ہیں۔

ان کی شاعری نہ صرف نوجوانوں کے جذبات کی نمائندہ ہے بلکہ سماجی مشاہدات کی عکاس بھی۔ وہ نہ روایتی غم کی چادر اوڑھتے ہیں، نہ عشق کی سادگی کو پیچیدہ کرتے ہیں۔ بلکہ ایک متحرک اور شوخ زبان میں وہ سب کچھ کہہ جاتے ہیں جو دل کی گہرائیوں میں چھپا ہوتا ہے۔

☆☆☆

ماجد جامی

سامعین ہمہ تن گوش تھے جب آصف عطا اللہ نے اسٹیج سے آواز لگائی کہ اب ماجد جامی آ کر اپنے اشعار سنائیں۔ ایسے میں جب ماجد جامی اپنے منفرد، نرم اور شائستہ لہجے کے ساتھ اسٹیج پر نمودار ہوئے تو لمحہ بھر کے لیے لگا کہ شاید ان کی شاعری میں ٹھہراؤ، سکون اور دھیمے جذبات کا رنگ غالب رہے گا۔ ان کی آواز میں وقار اور سنجیدگی تھی۔ جیسے ہی ان کے پہلے شعر نے فضا کو چیرنا شروع کیا پورا منظر بدل گیا۔

میرے حساب سے وہ اعلی قسم کی کشمیری شاعری کرتے ہیں۔ جب کشمیری زبان کے اشعار وہ ادا کر رہے تھے تو صرف زبان سے ادا نہیں ہو رہے تھے، بلکہ دل سے نکل کر سامعین کے دلوں میں اترتے جا رہے تھے۔ گویا اُن کے الفاظ

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

ہوامیں بکھرتے ہی، بھال پدھری کے پہاڑوں سے ٹکرا کر گونج کی شکل میں لوٹ آئے۔

تالیاں بجنے لگیں، ”واہ واہ“ کی صدائیں بلند ہوئیں اور ایک لمحے کے لیے ایسا لگا جیسے ادب نے پہاڑوں کو جھنجھوڑ دیا ہو۔ جب انہوں نے کشمیری زبان میں اپنے معروف اشعار پیش کیے

تیم واعظ ئن چھون تھوم تئ جنتھ مہ حصہس منز
قبضس مگر تس محشر ک میدان تامہ چھو
تار کھ گنز رتھ راتھ گزارن، کندو کندو
ہجرس منز چھوس بت اوش ہارن، کندو کندو
مُنگ میس سوروئ، سوروئ دیتن، یامت دیتن
رب سئ چھوس بائ، بت اتھن دارن، کندو کندو

واعظوں پر طنز، تنہائی کی راتوں کا نوحہ اور عقیدے و عشق کی کشمکش، سب کچھ نہایت خوبصورت انداز میں نظم ہو گیا تھا۔

پھر انہوں نے اردو زبان میں بھی کلام پیش کیا

اس آنکھ میں غبار نہیں جانا چاہیے
پاؤں کے پاس خار نہیں جانا چاہیے
یہ میرے خاندان کی بھی ایک رسم ہے
سر جائے مگر دستار نہیں جانا چاہیے

یہ اشعار بھی ایسے لگے جیسے روایت اور جذبات کی دیوار پر لکھی ہوئی کوئی نصیحت ہو۔ جہاں تک مجھے لگا ماجد جامی ایک ایسے شاعر ہیں جو نرمی سے آغاز کرتے

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

ہیں اور شدت سے دلوں کو چھو جاتے ہیں۔ ان کے کلام میں روحانیت، طنز، محبت، ہجر، روایت، اور مشاہدہ سب کچھ موجود ہوتا ہے لیکن اس سلیقے سے کہ سننے والا نہ صرف متاثر ہوتا ہے بلکہ بے اختیار داد دینے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

مجھے ان کے اشعار میں غور و فکر کا خاموش پیغام بھی محسوس ہوا اور جذبات کی گونجتی ہوئی صدا بھی۔ مجھے ایسا لگا کہ وہ شاعری کو صرف زبان کا کھیل نہیں سمجھتے، بلکہ روح کی ترجمانی کا ذریعہ بناتے ہیں۔ ان کی شاعری میں مجھے ایک خاموش سمندر دکھائی دیا جو چپ چاپ آتا ہے اور پورے منظر کو بہالے جاتا ہے

☆☆☆

عرفان زرگر

اب رات دھیرے دھیرے اپنے سائے پھیلا رہی تھی اور بھال پدھری فیسٹیول کا میدان روشنیوں سے جگمگا رہا تھا، ٹینٹ میں تالیوں کی گونج اور سامعین کی خاموش خوشی ایک خاص فضا پیدا کر رہی تھی۔ پروگرام اپنے عروج پر تھا کہ اسٹیج پر موجود منفرد لب و لہجے کے مالک آصف عطااللہ کی گونجتی ہوئی آواز سنائی دی "اب سنتے ہیں جناب عرفان زرگر کا خوبصورت کلام"۔ مائک پر یہ اعلان ہوتے ہی اسٹیج پر ایک نوجوان نمودار ہوا۔ کالی جیکٹ پہنے، چہرے پر سنجیدہ مگر روشن تاثرات، داڑھی اور آنکھوں میں کسی انجانی گہرائی کی جھلک۔ لبوں پر سادگی اور وجود میں وقار۔ یہ تھے عرفان زرگر۔

خاموشی چھا گئی۔ وہ مائک کے سامنے آ کھڑے ہوئے اور اپنی غزل کا آغاز کیا۔ ہر لفظ، ہر مصرع، میدان میں بیٹھے سامعین کے دلوں پر اتر رہا تھا۔ اشعار میں

Safdarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

ایک کرب، ایک سوال، ایک بغاوت اور ایک تخلیقی حرارت جھلک رہی تھی

غیر ممکن سا کوئی کام دیا کرتا تھا
وہ مجھے حوصلہِ خام دیا کرتا تھا

یہ شعر سن کر مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے کسی نے دل کی دیواروں پر چپکے سے دستک دی ہو۔

جب تیری چشم خمار اں کا نظارہ ہو گا
مہ فروشوں کی دکانوں کو خسارہ ہو گا

روح چھینی گئی ہے بچوں سے
زلزلے خود نہیں ہوا کرتے

اس شعر میں مجھے ایسا لگا کہ یہ صرف شاعری نہیں سناتے تھے بلکہ ایک منظر نگاری کر رہے تھے جس میں سماج کی تلخ حقیقتیں اپنا چہرہ دکھا رہی تھیں۔

اور کتنی مجھے سزا دے گا
میری الفت کا یہ صلا دے گا

پوچھتا ہے کہ دیکھتے کیا ہو
جا تجھے آئینہ بتا دے گا

آگ اندر کی بجھانے کے لیے
مجھ کو خود میں ایک جھرنا چاہیئے

یہ مصرع جیسے عرفان زرگر کی پوری شاعری کا فکری مرکز بن گیا۔ وہ "خود میں جھرنا تلاشنے" کی بات کر رہے تھے، جو شاید ہماری داخلی آگ کو بجھا سکے، یا

ہماری اندرونی الجھنوں کو شفاف کر سکے۔

ان اشعار کے بعد وہ لمحہ آیا جب سامعین نے زوردار تالیوں سے اپنی داد پیش کی مگر چہروں پر گہری سوچ بھی چھائی ہوئی تھی۔

مجھے لگا کہ عرفان زرگر کی شاعری محض لفظوں کا انتخاب نہیں بلکہ احساسات کا ترجمان بھی ہے۔ ان کی نظموں میں عشق کا دکھ، ذات کا سوال، سماج پر تنقید اور اندرونی سچائیوں کی چھان بین صاف نظر آرہی تھی۔ ان کے اشعار لوگوں کو سوچنے پر مجبور کر رہے تھے۔ وہ کسی خاص نظریے کے اسیر نہیں بلکہ لفظوں میں ایک آزاد روح کی طرح بولتے چلے جارہے تھے۔ کبھی سوال بن کر، کبھی احتجاج، کبھی دعا کی صورت۔ کل ملا کر اگر بات کروں تو زرگر کی شاعری ایک ایسے نوجوان کی آواز ہے جو نہ صرف محسوس کرتا ہے بلکہ ان محسوسات کو لفظوں کی شکل دے کر سماج کے سامنے رکھ دیتا ہے۔

☆☆☆

توصیف تابش

پروگرام اپنے شباب پر تھا۔ شام کی ہوا میں خنکی بڑھنے لگی تھی لیکن اسٹیج پر ناظم کے الفاظ میں گرمی اور جوش کا رنگ گہرا ہوتا جارہا تھا۔ اس نے جب ایک لمبی تمہید باندھی تو صاف ظاہر تھا کہ کوئی خاص شاعر آنے والا ہے اور پھر اس نے بڑے وقار سے اعلان کیا، "استقبال کیجیے، جناب توصیف تابش کا"۔ تالیوں کی گونج میں ایک باوقار شخصیت اسٹیج پر آئی۔

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

میں توصیف تابش کو دبئی، دہلی اور دیگر مشاعروں میں سن چکا تھا لیکن آج پہلی بار انہیں اتنے قریب سے براہِ راست سننے کا موقع ملا۔

تابش نے اپنا شعر پڑھا

میں اُس سے بات کرنے جا چکا تھا
مگر وہ شخص آگے جا چکا تھا

اور پنڈال میں جیسے خاموشی چھا گئی۔ اگلا شعر تھا

پڑھائی ختم کر کے جب میں لوٹا
کوئی افسر اُسے لے جا چکا تھا

یہ اشعار سیدھے دل کو چیرتے ہوئے گزر گئے۔ جیسے ہر نوجوان نے خود کو ان اشعار میں پایا۔ سامعین کی تالیوں سے ماحول گونج اٹھا۔ ان کے کلام میں جذبات اور حقیقت کا ایسا امتزاج تھا جو کم ہی شاعروں کے ہاں دکھائی دیتا ہے۔ ایک ایک شعر زندگی کے تجربات کی پرتیں کھولتا چلا گیا۔

کچھ نے آ کے، کچھ نے چہرہ دیکھا ہے
سب نے اُس کو تھوڑا تھوڑا دیکھا ہے

تم پر پیاس کے معنی کھلنے والے نہیں
تم نے پانی پی کر دریا دیکھا ہے

بابا بولا میری قسمت اچھی ہے
اُس نے شاید ہاتھ تمہارا دیکھا ہے

تابش کا ہر شعر ایک نئی دنیا کی کھڑکی کھولتا محسوس ہوا۔ ان کے کلام میں الفاظ ایسے پروئے گئے جیسے کسی ماہر دستکار نے موتی چنے ہوں۔ پھر وہ لمحہ بھی آیا جب

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

ان کا مشہور شعر سننے کو ملی

جس جس کو تھی پیاری دنیا
اُس کے منہ پر ماری دنیا
سب پر بھاری پڑ گئی تابش
عشق سے لیکن ہاری دنیا
وہ میرے یار نہیں ہوتے تھے
جو سمجھدار نہیں ہوتے تھے
نیک لوگوں نے بنایا ورنہ
ہم گنہگار نہیں ہوتے تھے

پورے ٹینٹ میں جیسے ایک وجدانی سی کیفیت طاری ہو گئی۔ سامعین ان کے ہر مصرعے کو نہ صرف سن رہے تھے بلکہ دل سے محسوس کر رہے تھے۔

پھر انہوں نے یہ شعر پڑھا

ابھی تو لطف لیا جائے گا گناہوں کا
نکل پڑیں گے کسی دن خدا کے رستے میں

تو قہقہوں اور داد کا ایک طوفان اُمڈ آیا۔ بظاہر یہ ایک مزاحیہ جملہ لگتا ہے لیکن اس کے اندر جو روحانی چبھن تھی، وہ حساس دلوں کو چھو گئی۔

جہاں تک مجھے لگا توصیف تابش کی شاعری کا سب سے خاص پہلو یہی ہے کہ وہ عام الفاظ میں غیر معمولی بات کہنے کا سلیقہ رکھتے ہیں۔ ان کے کلام میں نہ صرف زندگی کی سچائیاں بولتی ہیں بلکہ ایک لطیف جمالیاتی حس بھی موجود ہے۔ وہ نہ تو محض درد کے شاعر ہیں، نہ صرف مزاح کے، بلکہ ایک متوازن انسانی شعور کے نمائندہ شاعر

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

ہیں۔ ان کی شاعری میں ایک طرف سماجی مشاہدہ ہے تو دوسری طرف ذاتی تجربات کا گہرا عکس دکھائی دیتا ہے۔ ان کے اشعار سن کر یہ احساس ہوا کہ وہ قاری کو اپنی ذات کا عکس دکھاتے ہیں۔ آئینہ دکھاتے ہیں وہ بھی اس انداز میں کہ انسان خود کو پہچاننے پر مجبور ہو جائے۔

☆☆☆

وشودیپ شرما

مشاعرے کا ماحول رفتہ رفتہ اپنے جوبن پر آرہا تھا۔ جنریٹریوں سے جلنے والے بلبوں کی روشنی اور سامعین کی پرجوش موجودگی نے فضا کو ایک خاص رنگ دے رکھا تھا۔ ناظمِ مشاعرہ نے اگلے شاعر کا اعلان کیا: ” آئیے! دعوتِ کلام دیتے ہیں نوجوان اور حساس شاعر، جناب وشودیپ شرما کو “

اسٹیج پر جو شخصیت نمودار ہوئی، وہ ایک گول مٹول نوجوان تھا۔ چہرے پر گھنی داڑھی، کلائی پر ایک دھاگہ اور کڑا، بدن پر کالی سویٹر شاید بھلیسہ کی شام کی سردی کا اثر تھا۔ وہ دھیرے دھیرے مائیک کی طرف بڑھے، مائیک کو تھام کر نظریں جمائیں، اور پھر اپنی پہلی غزل سنانا شروع کی

وہ کہنے کو تو اپنے ہیں، مگر اپنا پن نہیں دکھتا
کہ پورے سال میں جیسا کہیں ساون نہیں دکھتا

پہلے ہی شعر نے پنڈال میں سنجیدگی بھر دی۔ سامعین کی آنکھیں اور کان دونوں پوری توجہ سے ہم آہنگ ہو گئے۔

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

وہ پہلی سی کشش اب رشتوں میں نہیں دکھتی
بہو کے ہاتھ میں اب ساس کا کنگن نہیں دکھتا
بدل ڈالا ہے کیسے وقت کی رفتار نے سب کو
کہ اب بچوں میں بھی مجھ کو کہیں بچپن نہیں دکھتا

ہر شعر، ہر لفظ، تعلقات کی بدلتی حقیقتوں کی گواہی دے رہا تھا۔ سامعین کی تالیوں سے محفل گونج اٹھی۔ لیکن وشودیپ نے اپنی روانی کو روکا نہیں۔ ایک لمحہ ٹھہر کر انہوں نے اگلی غزل کا آغاز کیا

کیا کروں ایسی آہ کا میں
جو نہ تجھ کو کبھی سنائی دے
ہو چکا ہوں فنا تیری خاطر
اب تو آ کر مجھے بدھائی دے

یہ اشعار عاشقانہ تھے مگر ایک خاموش احتجاج کی جھلک بھی لیے ہوئے۔ درد کو بھی عزت سے پیش کرنے کا سلیقہ وشودیپ کے کلام میں نمایاں تھا۔

پھر ایک طنزیہ لہجہ میں چند اشعار سنائے

تھا تک دیکھی میں نے بھال ہے
چلتی پیسے سے دنیا ساری ہے
یہ ہے پیمانہ اب تو رشتوں میں
جیب ہلکی ہے، جیب بھاری ہے

ان کے اشعار سن کر مجھے لگا کہ وشودیپ شرما کی شاعری کا بنیادی حوالہ معاشرتی حقیقتیں، جذباتی نرمی اور مشاہدے کی باریکی ہے۔ وہ مجھے نہ صرف جذبات کے کچے

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

دھاگوں کو چنتے دکھائی دیئے بلکہ انہیں لفظوں کے خوبصورت کپڑے میں بُنتے بھی نظر آئے۔ ان کے اشعار میں کوئی بناوٹ نہیں تھی۔ بلکہ سچائی کی ایک کڑواہٹ اور احساس کی شدت دکھائی دے رہی تھی۔ ان کا انداز روایتی ہونے کے باوجود منفرد اس لیے تھا کہ وہ عام روزمرہ کے واقعات کو غیر معمولی انداز میں بیان کر رہے تھے۔

کل ملا کر بات کروں تو ان کی شاعری میں ایک ایسی صداقت ہے جو قاری کو چونکا دیتی ہے۔ وہ معاشرتی اقدار کی ٹوٹ پھوٹ، رشتوں میں خلش اور جذبات کی تبدیلیوں کو سادہ زبان میں شاعری کے قالب میں ڈھالتے رہے۔

☆☆☆

طالب حسین طالب

شام کی خنکی اب مکمل رات کے سکوت میں بدل چکی تھی۔ گھڑیاں بارہ بجنے کا اعلان کر چکی تھیں مگر مشاعرے کی فضا میں نہ نیند تھی نہ تھکن۔ ناظمِ مشاعرہ آصف عطااللہ نے باوقار لہجے میں مائیک سنبھالا اور کہا "اب میں معتبر شاعر جناب طالب حسین طالب کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنا کلام سنائیں" تو جیسے خامشی کی چادر میں لپٹی اس محفل میں نئی جان پڑ گئی۔ سامعین کی نظریں اسٹیج کی طرف جمی رہیں۔

سفید ٹوپی، شلوار قمیض اور سلیقے سے پہنی گئی سیاہ واسکٹ میں ایک پچاس برس کے قریب شاعر مائیک کی طرف بڑھے۔ چہرے پر متانت، آنکھوں میں روشنی، اور آواز میں ٹھہراؤ تھا۔ انہوں نے بنا کسی تمہید کے اپنا کلام پڑھنا شروع کیا

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhalesi

ذکر کچھ کارِ محبت کا اٹھایا جائے
حسنِ گلفام بھی درمیان سجایا جائے
جذبہ دردِ محبت بھی جگایا جائے
قصہ عہدِ شناساہی سنایا جائے

ان کی شاعری میں محبت کا وہ قدیم رنگ جھلکتا تھا، جو نہ صرف رومانوی تھا بلکہ تہذیبی بھی۔ طالب حسین طالب بھلیسہ کے گونڈو گاوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان اشعار میں عاشقی کے جمالیاتی پہلو کو اس لطافت سے بیان کیا کہ جیسے وہ محبت کو صرف جذبہ نہیں بلکہ ایک تہذیبی ورثہ سمجھتے ہوں۔

شاعر نے ٹھہراؤ کے ساتھ اگلا بند شروع کیا

ٹھہری اب طبیعت اب اس ہاؤ ہو کے بعد
سینے میں کچھ دوام تیری گفتگو کے بعد
وحشت تمام درد کی، لذت جہان کی
کچھ آسکی نہ کام تیری آرزو کے بعد

یہ اشعار ایک گہری نفسیاتی واردات کی عکاسی کرتے ہیں۔ یہاں عاشق کی کیفیت کسی عام جذباتی ردعمل سے بڑھ کر روحانی اضطراب کا عکس ہے۔

ایک لمحے کی خاموشی کے بعد انہوں نے پھر اشعار پڑھے

ذکر اس دل کا جو آیا تو بھر آئے آنسو
مثل گوہر دردِ دریا تو اتر آئے آنسو
آج پھر یوں ہی چھڑی بات تیرے آنے کی
آج پھر چاک ہوئے، ابھر آئے آنسو

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

یہ اشعار طالب حسین طالب کے فکری اور جذباتی سفر کی انتہا پر لے گئے۔ آنسو، جوان کی شاعری میں کئی جگہوں پر نظر آتے ہیں، صرف دکھ کی علامت نہیں بلکہ یادوں، عہد و وفااور محبت کے شکستہ وعدوں کی ترجمانی کرتے ہیں۔

جہاں تک مجھے لگا طالب حسین طالب ایک کلاسیکی مزاج کے شاعر ہیں۔ ان کی شاعری میں مجھے روایت، غم، تہذیب اور جذبے کا حسین امتزاج نظر آتا ہے۔ وہ صرف لفظوں سے کھیلنے والے شاعر نہیں، بلکہ جذبات کے کاریگر ہیں۔ ان کا انداز محض محبوب سے گفتگو نہیں بلکہ زمانے سے، تقدیر سے اور خودی سے ایک مکالمہ ہے۔

ان کی شاعری میں مجھے ایک خاص بات یہ لگی کہ وہ قاری کو اس کی اپنی کیفیت میں لے آتے ہیں۔ ان کے اشعار میں دکھ کی شدت تو ہے مگر کہیں بھی مایوسی یا کمزوری نہیں۔

☆☆☆

یاسین حقانی بھلیسی

بھلیسہ کی وہ شام کچھ الگ ہی رنگ لے کر آئی تھی۔ سامعین کی نظریں اس اسٹیج پر جمی ہوئی تھیں جہاں ایک کے بعد ایک شاعر اپنا کلام سنا رہے تھے۔ ناظمِ مشاعرہ نے جب اگلے شاعر کا نام پکارا تو مشاعرے میں ایک خاموش سنسنی سی دوڑ گئی۔ اب باری تھی بھلیسہ کے معروف و معتبر شاعر، محمد یاسین حقانی بھلیسی کی۔

سفید ٹوپی، شلوار قمیض اور اوپر جیکٹ زیب تن کیے، ایک باوقار شخصیت اسٹیج کی طرف بڑھی۔ ان کی لمبی، کالی سفید داڑھی ان کے چہرے پر سنجیدگی اور وقار کا

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

سایہ ڈال رہی تھی۔ یہ وہی یاسین حقانی تھے جنہیں میں نے ایک بار لندن کے ایک ٹی وی چینل پر سنا تھا، جہاں ان کے انٹرویو کے دوران ان کی شاعری اور ترنم کی گونج سرحدوں کو پار کر چکی تھی۔

جب انہوں نے مائک سنبھالا تو مخصوص لہجے اور انداز میں پہلا شعر یوں گونجا

تم نے الفت کو مٹایا، جو نہیں ہوتا
امن کا بغض بڑھایا، جو نہیں ہوتا
اس چمن کی یہ بہاریں بھی حسینہ ہوتی
خونِ دل ہم نے بہایا، جو نہیں ہوتا

مجمع ہمہ تن گوش تھا۔ ترنم کی نرمی اور آواز کی پختگی نے سامعین کو ایک عجیب وجد میں مبتلا کر دیا۔ ہر مصرع گویا دل پر اتر رہا تھا۔ شعر کے الفاظ صرف زبان سے ادا نہیں ہو رہے تھے بلکہ یاسین حقانی کی روح سے نکل کر حاضرین کے دلوں تک پہنچ رہے تھے۔

پھر انہوں نے حالاتِ پر چوٹ کرتے ہوئے اپنی اگلی غزل پڑھی

آگ نفرت کی جو بھڑکی ہے، بُجھا دی جائے
رُت ہو پھر پیاری، فضا ایسی بنا دی جائے
ایک دوجے کی قرابت ہو جو مقصود تو پھر
ہو کیسی ہی کہیں بات، بھلا دی جائے

یہ اشعار نہ صرف ان کی حساس طبیعت کی غمازی کر رہے تھے بلکہ ایک پیامِ امن بھی دے رہے تھے۔ ان کی آواز میں ایسا بانکپن اور جذبہ تھا کہ جیسے کوئی

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhalesi

درد بول رہا ہو، جیسے کوئی مرہم دے رہا ہو۔

جب یاسین حقانی نے مشاعرہ اپنے وطن سے محبت کے کلام پر ختم کیا تو پورا خیمہ ایک بار پھر ان کے ترنم میں ڈوب گیا

اے میرے پیارے وطن، لٹائیں گے مال و دھن، بار بار تجھ پر
کیے بھی ہیں اور کریں گے بھی، جان و تن یہ اپنے نثار تجھ پر
تیری فضاؤں کی وسعتوں میں، تیری ہواؤں کی ان رتوں میں
کشش ہے ایسی کہ ہر کوئی، خود بخود لٹائے ہے پیار تجھ پر

ان اشعار کے ساتھ نہ صرف مشاعرہ اپنے نقطۂ عروج پر پہنچا بلکہ ایک قومی احساس بھی جاگا۔ یاسین حقانی کی شاعری میں سادگی کے ساتھ ساتھ گہرائی بھی تھی۔ ان کی آواز میں ایک خاص طرح کا لطف تھا جو سامعین کے دل میں ایک گونج سی چھوڑتا جا رہا تھا۔

اگر کل ملا کر اس مشاعرے میں پڑھے جانے والے اشعار کے تناظر میں بات کی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یاسین حقانی کی شاعری محض الفاظ کا مجموعہ نہیں یہ احساسات، تجربات اور جذبوں کی ترجمانی ہے۔ انھوں نے مشاعرے میں اپنے اشعار میں جس سہولت سے پیچیدہ موضوعات کو سمو دیا وہی ان کی شعری مہارت کا ثبوت ہے۔ ان کے ترنم کی نرمی، آواز کی پختگی اور ادائیگی کا انداز سامعین کو اپنی گرفت میں لے لیتا ہے۔ ان کی آواز میں ایک ایسی روانی ہے جو دل میں اترتی ہے اور سننے والے کو کسی اور ہی جہان میں لے جاتی ہے۔

☆☆☆

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

ڈاکٹرامتیاز زر گر بھلیسی

رات کے سائے اب گہرے ہوتے جا رہے تھے۔ مشاعرے کے ناظم آصف عطااللہ نے اگلے شاعر کو آواز دی۔ اب اسٹیج پر آنے والے شخصیت صرف شاعر ہی نہیں تھے بلکہ خود اسی مشاعرے کے نوڈل آفیسر اور استاد بھی تھے۔ ڈاکٹرامتیاز زر گر بھلیسی۔

پینٹ کوٹ، سر پر اسٹائلش بیرٹ یا پکھول ٹوپی، چہرے پر لمبی داڑھی اور چھوٹی مونچھ والے ڈاکٹر صاحب جب مائک کی طرف بڑھے تو ان کی شخصیت خود ایک مکمل منظر بن چکی تھی۔ ان کی چال، لباس اور پر وقار انداز گفتگو نے حاضرین کو متوجہ کر لیا۔

اسٹیج پر آتے ہی انہوں نے کلماتِ خیر سے سامعین کو مخاطب کیا۔ ان کا لہجہ ادبی تھا، الفاظ بھاری مگر رواں اور ان کے جملے سماعتوں پر نرم دھن کی طرح اترتے تھے۔ انہوں نے کہا" شام کے لاوارث لمحے میں جسے نہ دن اپنانے کے لیے تیار ہوتا ہے، نہ رات، جب جواں ساز شعراء ہمارے درمیان جوق در جوق پہنچے، ان کے ارادوں کو متزلزل ہواؤں نے کیا، لیکن وہ بڑھتے گئے کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ مشکلیں راہ میں ہیں، گل مراد منزل پر۔ آخر کار۔۔۔ کہتے ہیں کہ۔۔۔ سب سو رہے ہیں، چاند اتنا پاس آگیا۔ ڈرتا ہوں، کوئی چھت پر کھڑا ہو کے چھو نہ لے۔"

یہ انداز صرف شاعر کا نہیں تھا ایک ہنر شناس استاد کی جھلک ہر جملے میں تھی۔

چونکہ وہ مشاعرے کے منتظم بھی تھے اس لیے اشعار سے قبل انہوں نے

Safarnama Bhal padhri by Zakir Malik Bhallesi

ایک سنجیدہ تمہید باندھی۔ سبھی شعراء کا شکریہ ادا کیا اور خصوصاً محمد ایوب زرگر کا ذکر کرتے ہوئے بھلیسہ فیسٹیول کو ”تاریخی“ لمحہ قرار دیا۔

سامعین کے دل کو ساز پر لانے کے لیے انہوں نے ایک معروف نظم پڑھی، جو ساحر لدھیانوی کا وہ لازوال کلام تھا جس میں خواب، خواہش، اور حسرت کی آمیزش ہے۔

کبھی کبھی مرے دل میں خیال آتا ہے
کہ زندگی تری زلفوں کی نرم چھاؤں میں
گزرنے پاتی تو شاداب ہو بھی سکتی تھی
یہ تیرگی جو مری زیست کا مقدر ہے
تری نظر کی شعاعوں میں کھو بھی سکتی تھی
عجب نہ تھا کہ میں بیگانۂ الم ہو کر
ترے جمال کی رعنائیوں میں کھو رہتا
ترا گداز بدن، تیری نیم باز آنکھیں
انہی حسین فسانوں میں محو ہو رہتا
حیات چیختی پھرتی برہنہ سر اور میں
گھنیری زلفوں کے سائے میں چھپ کے جی لیتا
مگر یہ ہو نہ سکا اور اب یہ عالم ہے
کہ تو نہیں ترا غم تیری جستجو بھی نہیں
گزر رہی ہے کچھ اس طرح زندگی جیسے
اسے کسی کے سہارے کی آرزو بھی نہیں

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

اس کے بعد وہ لمحہ آیا جب انہوں نے بھال پدھری کے حسن، وہاں کی فطرت اور جذبات کو اپنی شاعری کا موضوع بنایا۔ ترنم کے ساتھ پیش کئے گئے اشعار فطری مناظر کا بیان تھے۔

بھال پدھری کے سبز دامن پر
رات ایسی بھی اک گزاری ہے
پھول ٹانکے ہیں تیری زلفوں میں
تیری پلکوں پہ جان واری ہے
تیری خوشبو ہے تیری رنگت ہے
تیرے جلوے ہیں تیری رعنائی
پھول غنچے، کلی کے یہ شبنم
تیرے جلوے ہیں تیری رعنائی
سب پہ تیرا ہی عکس تاری ہے
تیری خوشبو تیری رنگت ہے
دل کے پہلو میں یا کہ پلکوں پہ
یہ بتادے تجھے کہاں رکھوں
میرے قلب و نظر میں مدت سے
تجھ کو پانے کی جنگ جاری ہے

ان اشعار میں پہاڑ، پھول، خوشبو اور حسن کی وہ جھلکیاں تھیں جنہیں صرف وہی محسوس کر سکتا ہے جو ان مناظر سے رشتہ رکھتا ہو۔ آخری مصرعہ، گویا پوری نظم کا نچوڑ تھا۔ ایک نہ ختم ہونے والی تڑپ، ایک مسلسل جدوجہد کا منظر۔

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

حالانکہ انھوں نے مشاعرے میں اپنی ایک ہی غزل پڑھی۔ اس بنا پر ان کی شاعری پر تجزیہ کرنا مشکل کام ہے لیکن جہاں تک مجھے لگا ڈاکٹر امتیاز بھلیسی کی شاعری کئی جہتوں سے مالا مال ہے۔ ان کے اشعار میں فکری گہرائی، جذباتی سچائی اور فنی پختگی کی حسین آمیزش نظر آتی ہے۔ وہ صرف منظر نگاری کرتے نظر نہیں آئے بلکہ ان مناظر کے پس منظر میں ایک جذباتی رشتہ بھی قائم کرتے نظر آئے۔

☆☆☆

آصف عطاالله

چاندنی رات، پہاڑیوں کی نرم ہوا اور شاعری کی محفل۔ ایسی ہی ایک فضا میں منعقد بھال پدھری مشاعرہ میں ہر چہرے پر امیدوں کی چمک اور ہر آنکھ میں اشعار کے دیے جلتے نظر آرہے تھے۔ اتنے میں مشاعرے کے ناظم آصف عطاالله کالے لباس میں ملبوس، بھورے رنگ کی چادر لپیٹے، مسکراتا چہرہ لیے محفل میں جلوہ گر ہوئے۔

نظم و ضبط کے ساتھ اس محفل کو سنبھالنے کے بعد آصف خود بھی اپنے اشعار سنانے لگے۔ ان کے کلام میں جو دردمندی اور سچائی تھی وہ سامعین کے دلوں میں اتر گئی۔ تالیاں گونجنے لگیں اور محفل کا ہر گوشہ ان کے لفظوں سے مہکنے لگا۔

ان کا ابتدائی کلام کچھ یوں تھا

ہزار عشق کئے اور ہزار ہجر سہے
تیرا بھی کیا ہے بھروسہ کہ تو کل رہے نہ رہے

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhalesi

میں اپنے دل میں تیرا غم بسائے بیٹھا ہوں
عجب نہیں ہے میری آنکھوں سے تیرا عشق بہے
مجھے نہیں تو میسر تو بات کس کی سنوں
تجھے نہیں میں میسر تو بات کس سے کہیں

اُس کے دل میں جگہ بنائی ہے۔ ہم نے پتھر میں جان ڈالی ہے
اب کے ہمت بھی آزمالیں گے۔ ہم نے قسمت تو آزمائی ہے
ایک ساتھی ہے جو نہیں موجود۔ ایک منظر ہے جو خیالی ہے

یہ اشعار صرف الفاظ نہیں تھے ایک ایسے شخص کی دلی ترجمانی تھے جس نے عشق اور ہجر دونوں کو جیا ہے۔ محبت کی غیر یقینی اور دل کی بیکسی کا جو اظہار یہاں دکھائی دیتا ہے، وہ سننے والے کو لمحہ بھر کو خاموشی میں لے جاتا ہے۔

بعد ازاں انہوں نے محفل کو ہنرمندی سے نئی فضاؤں میں پہنچایا۔ ان کے اگلے اشعار میں ایک ہلکی سی طنز اور زندگی کے لطیف تضادات کی جھلک ملتی ہے

شب کوئی بانسری بجانے لگا
اور میں ساتھ ساتھ گانے لگا
شاہ کو دیکھ کر تسلی ہوئی
شاہزادہ بھی کچھ کمانے لگا
میں تلا تھا جسے بجھانے پر
وہ مجھے راستہ دکھانے لگا
پھر مداری نے باندھ لی گھٹڑی
جب تماشا سمجھ میں آنے لگا

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

اور پھر آخر میں، جب آصف نے اپنے اختتامی اشعار سنائے، تو جیسے لفظوں نے جادو کر دیا۔

مسافر تیری قسمت میں تو گھر رکھا ہوا ہے
تو پھر کس شہ نے تجھ کو دربدر رکھا ہوا ہے
جلا دیتی ہے ورنہ ربط کو حسرت کی گرمی
یہ برتن ہم نے دھیمی آنچ پر رکھا ہوا ہے
بھلا کیسے تھا ممکن وہ مجھے رکھ لیتا دل میں
میرے جیسوں کو اس نے کام پر رکھا ہوا ہے
وگرنہ جسم کہ مٹی کھسک جاتی کسی دن
میرے اندر کہیں پر اک شجر رکھا ہوا ہے

اگر ان کے ان اشعار کے تناظر میں بات کروں تو مجھے آصف عطااللہ کی شاعری میں غم، محبت، معاشرت اور روحانیت کے عناصر ایک حسین توازن کے ساتھ نمایاں نظر آئے۔ ان کے اشعار میں جذبات کی شدت بھی تھی، زبان کا سلیقہ اور بیان کی تازگی بھی موجود تھی۔ وہ عشق کو ایک ذاتی تجربہ بناتے ہیں اور پھر اس کو ایک اجتماعی درد کی صورت میں پیش کرتے ہیں۔ مجھے ان کے کلام میں ایک اور خاص بات لگی کہ ہر مصرع ایک مکمل تجربہ معلوم ہوتا ہے جس میں ایک پوری کہانی، ایک لمحہ اور ایک کیفیت چھپی ہوتی ہے۔

☆☆☆

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

محمد ایوب زر گر کا خطاب

ایجوکیشنل انوائرنمنٹل سوشل سپورٹس اینڈ کلچرل سوسائیٹی بھلیسہ کے زیرِ اہتمام اور جموں و کشمیر اکیڈمی آف آرٹ، کلچر اینڈ لینگویجز کے اشتراک سے یہ باوقار مشاعرے کا اہتمام کیا گیا تھا، جو نہ صرف مقامی سطح پر بلکہ پورے بھلیسہ کے ادبی منظرنامے میں ایک سنگِ میل کی حیثیت اختیار کر گیا۔

مشاعرے کے دوران جب ایک ایک کرکے شعرا اپنے فن کا مظاہرہ کر رہے تھے تو سامعین کے دل جذبوں سے لبریز اور آنکھیں خیالوں میں محو تھیں۔ اس ادبی محفل میں جہاں جموں صوبہ کے مختلف علاقوں سے آئے ہوئے ممتاز شعرا نے اپنے کلام سے ماحول کو معطر کیا، وہیں مقامی نوجوانوں کی شرکت نے ثابت کر دیا کہ بھال پدھری محض قدرتی حسن ہی نہیں بلکہ فکری اور تہذیبی بیداری کا گھوارہ بھی ہے۔

مشاعرے کے اختتام پر سوسائیٹی کے چیئرمین جناب محمد ایوب زرگر نے تمام شعرائے کرام کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا "یہ مشاعرہ بھال پدھری کی سرزمین پر ایک تاریخی ادبی لمحہ بن گیا ہے، جو مدتوں تک یاد رکھا جائے گا۔"

انہوں نے جموں و کشمیر کلچرل اکیڈمی کا خصوصی شکریہ ادا کیا نیز ضلع انتظامیہ کی معاونت کو بھی سراہا۔ ان کا کہنا تھا کہ اس تقریب کے روحِ رواں اور نوڈل آفیسر، ڈاکٹر امتیاز زرگر کی کاوشوں کے بغیر یہ ممکن نہ ہوتا۔

یہ ادبی نشست اس بات کا واضح پیغام تھی کہ بھال پدھری کی زمین صرف سبز

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

میدانوں اور نیلے آسمان کی آغوش نہیں بلکہ یہ ایک ایسی زمیں ہے جہاں الفاظ اگتے ہیں، خیالات پنپتے ہیں اور جذبات رنگ بھرتے ہیں۔

مشاعرے میں موجود سامعین میں سے خاص کر انھوں نے جماعت علی آگاہ، عابد زر گر، ذاکر ملک بھلیسی، نیہان افضل، مدثر ظفر شیخ، ڈاکٹر ماجد زر گر، منیر احمد بٹ، بانہال کے اختر میر، اخیار زر گر، بیوپار منڈل گواڑی کے صدر جناب شفقت حسین اور تمام شرکاء نوجوانوں کا شکریہ ادا کیا۔

☆☆☆

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

گھوڑوں کی ریس: جوش اور مہارت

بھلیسہ کی خوبصورت اور سرسبز وادی بھال پدھری، جو اپنے قدرتی مناظر، گھاس کے وسیع میدانوں اور خاموش فضاؤں کے لیے جانی جاتی ہے، 20 جولائی 2025 کے دن پر ایک دلکش، زندہ دل اور تاریخی منظر کی گواہ بنی۔ اس روز بھال پدھری میں ایک شاندار گھوڑوں کی دوڑ کے مقابلے کا انعقاد کیا گیا، جس میں درجنوں گھوڑے سواروں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ کم از کم ایک کلومیٹر طویل اس دوڑ میں نہ صرف جوانوں نے اپنی مہارت کا مظاہرہ کیا بلکہ اس قدیم قبائلی کھیل کی گونج کو نئی نسل تک پہنچایا۔

گھوڑے پر سوار ہو کر وادیوں اور پہاڑوں میں دوڑ لگانا، صرف ایک مشغلہ نہیں بلکہ اپنی سرزمین سے وفاداری کا اظہار بھی تھا۔ یہ دوڑیں نسل در نسل منتقل ہونے والی ایسی روایت بن چکی ہیں جن میں وقار، فخر، دلیری اور نظم و ضبط چھپا ہوتا ہے۔ آج بھی جب کوئی نوجوان اس روایت کو اپناتا ہے تو وہ صرف ایک سوار نہیں، بلکہ ایک تہذیب کا نمائندہ بن کر میدان میں اُترتا ہے۔

مقابلے کے روز جب دوپہر کے وقت سورج دھیرے دھیرے گھاس کے میدانوں پر روشنی بکھیر رہا تھا، بھال پدھری کی فضائیں گھوڑوں کے ٹاپوں اور

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

تماشائیوں کی پرجوش آوازوں سے گونج اٹھیں۔ میدان میں رنگ برنگے، سلیقے سے آراستہ گھوڑے، جن پر سوار نوجوان پورے اعتماد اور فخر کے ساتھ دوڑنے کے لیے تیار تھے، ایک دیدنی منظر پیش کر رہے تھے۔ ان کی چال، ان کا جوش اور آنکھوں میں چمک اس بات کا اعلان کر رہی تھی کہ یہ صرف ایک مقابلہ نہیں، بلکہ فخریہ لمحہ ہے

تماشائیوں کی ایک بڑی تعداد اس ریس کو دیکھنے کے لیے موجود تھی۔ بزرگوں کے چہرے پر خوشی اور فخر، عورتوں کی دعائیں اور بچوں کا جوش و خروش ماحول کو مزید رنگین اور جاندار بنا رہا تھا۔ مقامی دھنیں، روایتی تالیوں کا شور اور نعروں نے اس دوڑ کو تاریخی بنا دیا۔

ریس کے اختتام پر تین نوجوان سوار اپنی مہارت، برداشت اور رفتار کے بل بوتے پر نمایاں پوزیشنوں پر فائز ہوئے۔ پہلا انعام جناب جمیل علی ولد لعل دین کے حصے میں آیا جنہوں نے میدان میں سب سے آگے نکل کر فتح حاصل کی۔ دوسرا مقام جناب محمد اسلم ولد روشن دین کو ملا جن کی سواری نے اپنی نظم و ضبط اور توازن سے سب کو متاثر کیا۔ تیسرا انعام جناب مزمل ولد عبدالمجید بکروال کو دیا گیا جن کی کارکردگی نے سب کی توجہ اپنی جانب مبذول کروائی۔

ان فاتحین کو خصوصی اعزازات سے نوازا گیا اور ان کی حوصلہ افزائی کے لیے مقامی شخصیات نے مبارکباد پیش کی۔

☆☆☆

Safarnama Bhal Pudhri by Zakir Malik Bhallesi

پہاڑوں میں والی بال مقابلہ

بھال پدھری میلہ 2025صرف ثقافت ، کھیل اور شاعری کا مجموعہ نہ تھابلکہ یہ جسمانی توانائی، جوانوں کے حوصلے اور اجتماعی ولولے کا بھی عظیم مظہر تھا۔ میلے کے دوران منعقد ہونے والاوالی بال ٹورنامنٹ اس بات کاجیتا جاگتا ثبوت تھا کہ بھلیسہ کی وادیاں صرف ادب اور روایت سے نہیں، بلکہ جوان دلوں کے جذبے اور کھیلوں سے جڑی لگن سے بھی سرشارہیں۔

اس ٹورنامنٹ کااہم کردار رہے جناب شیخ مدثر ظفرصاحب، جن کا تعلق چلی بھلیسہ سے ہے اور جن کی وابستگی لائنز کلب چلی سے ہے۔ انہیں اس ٹورنامنٹ کا نوڈل آفیسر مقرر کیا گیااور انہوں نے نہ صرف اپنی تنظیمی صلاحیتوں کا بھرپور مظاہرہ کیابلکہ اپنی خاندانی وراثت کو بھی خوب نبھایا۔ ان کے دادامرحوم الحاض عبدالرشید شیخ صاحب بھلیسہ اور خاص کر چلی میں سپورٹس کی بنیاد رکھنے والوں میں سے ایک تھےاور لاینز کلب اینڈ ٹوکن ٹرسٹ بھی انہی کی دی ہوئی قیمتی وراثت ہے۔ آج شیخ مدثر ظفر،اسی راستے پر گامزن ہو کر نہ صرف کھیل کے فروغ بلکہ علاقائی نوجوانوں کو ایک مثبت سمت دینے میں بھی مصروف ہیں۔

ٹورنامنٹ میں کل 14 ٹیموں نے حصہ لیا، جن میں شامل تھیں:

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

ٹھاٹھری ٹیم	درابشالہ ٹیم
سپائکرز	گواڑی کی ٹیم
کلھوتران ٹیم	سرتنگل ٹیم
کاہل-جو گاسر ٹیم	اے بی اسپورٹس
شائننگ بھرتی	ایم سی سی گوالو
نارتھ زون نیلی	

ایجوکیشنل، انوائر مینٹل، سوشل، سپورٹس اینڈ کلچرل سوسائٹی بھلیسہ نے ٹورنامنٹ کاانعقاد بھال پدھری کی وادیوں میں لائنز کلب چلی کے اشتراک سے کیا تھا۔ اس مقابلے میں نوجوانوں کے جوش و خروش نے وادی کی فضا میں نیا رنگ بھر دیا۔ گراؤنڈ پر لگنے والی ہر آواز، ہر سروس، ہر پوائنٹ پر اٹھتی تالیوں کی گونج ایک نئی توانائی کا پیغام دے رہی تھی۔

فائنل میں شائننگ برتھی اور ٹھاٹھری ٹیم مدمقابل آئیں۔ دونوں ٹیموں نے جان توڑ محنت کی، شائقین کے دل جیتے، مگر بالآخر فتح کا تاج ٹھاٹھری ٹیم کے سر سجا۔ ان کی جیت صرف ایک ٹیم کی جیت نہ تھی، بلکہ پورے خطے میں کھیل کے فروغ کی علامت بن گئی۔ ٹھاٹھری ٹیم کے کیپٹن محمد اعجاز تھے جبکہ دیگر ممبران ٹیم عبد الکریم، رحم علی، قاسم اور عامر شامل تھے۔ جناب شیخ مدثر ظفر نہ صرف اس ٹورنامنٹ کے منتظم اعلیٰ تھے بلکہ بھال پدھری میلہ کی مجموعی کامیابی کے پیچھے بھی ان کی محنت، لگن اور قربانیاں چھپی ہیں۔

☆☆☆

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhalesi

رسا کشی: طاقت کا تماشا

بھلیسہ کی سرزمین نہ صرف قدرتی خوبصورتی اور ثقافتی تنوع کے لیے جانی جاتی ہے بلکہ یہاں کے لوگ اپنی محنت، جفاکشی اور جسمانی قوت کے لیے بھی مشہور ہیں۔ انہی خصوصیات کا ایک شاندار عکس "رسا کشی" کے کھیل میں نظر آتا ہے جو صدیوں سے یہاں کے باسیوں کا محبوب مشغلہ رہا ہے۔

یہ کھیل نہ صرف جسمانی طاقت کا امتحان ہوتا ہے بلکہ اتحاد، ہم آہنگی اور مقامی جذبے کی عکاسی بھی کرتا ہے۔ رسی کے دونوں سروں پر کھڑے کھلاڑی اپنی تمام تر قوت لگا کر اپنی ٹیم کو فتح دلانے کی جدوجہد کرتے ہیں، جبکہ درمیان میں رکھا گیا مڈل پوائنٹ ان کی کامیابی یا ناکامی کا پیمانہ بن جاتا ہے۔

بیوپار منڈل گندو کے فعال صدر جناب شیخ شاہنواز کی سرپرستی میں دھیڑیوی گاؤں کی ٹیم نے اس کھیل میں نہایت شاندار کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے میدان مار لیا۔ ان کی رہنمائی میں دھیڑیوی گاؤں کے نوجوانوں نے جس ولولے اور ہم آہنگی کے ساتھ شرکت کی، وہ واقعی قابل داد ہے۔

فتح یاب ٹیم میں شامل کھلاڑیوں کے نام بقول شیخ شاہنواز اس طرح طرح ہیں: نیاز علی ملک، شکر دین، سرفراز حسین، شہنواز ملک، نصر شیخ، لیاقت ملک، یاسر شیخ،

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

ایوب ڈار، عشرت ملک، اور ہدایت کھانڈے۔

ان تمام نوجوانوں نے نہ صرف اپنی جسمانی طاقت دکھائی بلکہ اپنی دھرتی سے محبت اور بھلیسہ کی روایتی روح کو بھی زندہ کیا۔ یہ کامیابی نہ صرف دھیڑیوی گاؤں کے لیے باعثِ فخر ہے بلکہ پورے بھلیسہ کے لیے بھی ایک یادگار لمحہ ہے۔ اس طرح کے روایتی کھیل نہ صرف نوجوانوں میں جذبہ پیدا کرتے ہیں بلکہ ہماری گم ہوتی ثقافتی پہچان کو بھی زندہ رکھتے ہیں۔

☆☆☆

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

بھلیسہ کی عظمت کے خاموش معمار: خراج عقیدت

پروگرام میں بزرگوں کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کی ذمہ داری مجھ ناچیز (ذاکر ملک بھلیسی) کے سپرد تھی۔ مگر وقت کی کمی اور پروگرام کے محدود دورانیے کے باعث میں اس حصے کو اسٹیج پر پیش نہ کر سکا۔ تاہم، چونکہ میں نے اس خراجِ عقیدت کو پہلے ہی تحریری صورت میں قلمبند کر رکھا تھا اس لیے اب وہی الفاظ آپ سب کی خدمت میں یہاں پیش کر رہا ہوں تاکہ اُن شخصیات کی عظمت اور خدمات کو وہ مقام دیا جاسکے جس کے وہ واقعی مستحق ہیں۔ یوں تو ان نامور بزرگوں کی ایک طویل فہرست ہے، جنہوں نے بھلیسہ کی تہذیبی، تعلیمی اور ادبی فضا کو اپنے کردار اور خدمات سے روشن کیا۔ فی الحال وہ چند نام پیش کیے جا رہے ہیں جو فوری طور پر ذہن میں آئے۔ جو نام رہ گئے ہیں، ان کے لیے دلی معذرت۔ ان شاءاللہ آئندہ کسی خاص موقع پر اُن تمام شخصیات کو بھی ضرور شامل کیا جائے گا، تاکہ یہ خراجِ عقیدت مکمل صورت میں سامنے آسکے اور کوئی چہرہ ہماری تحسین سے رہ جائے۔

جنہیں اب گردش افلاک پیدا کر نہیں سکتی
کچھ ایسی ہستیاں بھی دفن ہیں گور غریباں میں

(مخمور دہلوی)

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

بھال پدری کا وہ دلنواز مقام، جہاں آج ہم موجود ہیں ایک نام نہیں، ایک احساس ہے؛ ایک مقام نہیں، ایک تہذیبی ورثہ ہے۔ یہ ہماری اجتماعی یادداشت اور ان خوابوں کی تعبیر ہے جو ہمارے بزرگوں نے اپنی آنکھوں میں بسائے اور اپنی دعاؤں اور قربانیوں سے انہیں سینچا۔ یہاں کی ہوائیں صدیوں پر محیط وفا کی خوشبو ہے، جڑی بوٹیوں میں شفا کا راز چھپا ہے اور پہاڑوں کی گونج میں ان آوازوں کی باز گشت ہے جو وقت کی گرد میں دفن تو ہو گئیں مگر مٹی میں تحلیل ہو کر امر ہو گئیں۔ پرندوں کی پرواز، گھاس کی سرسراہٹ اور ندی کی نرمی۔ سب جیسے کسی خاموش دعا کی صورت گواہی دے رہے ہیں کہ یہ سرزمین محض زمین نہیں، ہمارے بزرگوں کی امانت ہے۔

یہ وہی بزرگ تھے جنہوں نے بھلیسہ کے روشن کل کا خواب دیکھا اور سخت ترین حالات کے باوجود اُس خواب کی تعبیر کے لیے بے مثال عزم و حوصلے سے قدم اٹھایا۔

وہ جن کے خون سے روشن ہوا یہ سارا سفر
اُنہی کے خواب کی تعبیر، ہم بنا بیٹھے

تعلیم نے بھلیسہ کی تقدیر بدل دی ہے۔ علاقہ جطوطہ کے ماسٹر پناہ لال جی اور کاہل جو گاسر کے ماسٹر انیرودھ سنگھ جی وہ اولین چراغ تھے جنہوں نے علم کا نور پھیلایا۔ پنگل کے پروفیسر عمر دین ملک جموں صوبے کے پہلی صف کے پروفیسروں میں شمار کیے جاتے ہیں۔

سوتی کے جناب غلام رسول آزاد نے بطور ڈائریکٹر تعلیم، قوم کی فکری رہنمائی کی۔ کلہوتران کے پروفیسر عبدالعزیز بٹ نے یونیورسٹی آف کشمیر میں

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

رجسٹرار کی حیثیت سے خدمات انجام دیں اور بھلیسہ میں علم کے کئی چراغ جلائے، جب کہ چلی سنوارہ کے پروفیسر سلطان خان نے علم کی روشنی کو عام کیا۔

جن کے رُخ سے ہو منوّر ظلمتِ شب کی نقاب
ایسے اُستادوں کی عظمت کو سلامِ بے حساب

روحانی اُفق پر بھی بھلیسہ کے چراغ روشن رہے۔ جھکیاس کے جناب غلام قادر غنی پوری، دھریڑی کے جناب غلام رسول اویسی، چنوری کے گوری نند جی، کھڑنگل کے بدری ناتھ منگوترا جی، اور چلی کے لوبھی لال جی نے اخلاقی اور مذہبی تعلیم کو عام کر کے دلوں کو منور کیا۔

سیاسی خدمات کی تاریخ میں غلام نبی آزاد، محمد شریف نیازؔ، منشی محمد انور راتھر، چودھری نور محمد، عبد العزیز بٹ، دلیپ سنگھ پریہار، محمد اقبال بٹ اور مہراج ملک جیسے شخصیات نے عوام کی آواز بن کر بھلیسہ کی نمائندگی کی۔

جناب دیناناتھ بھال، بھلیسہ کے پہلے آئی اے ایس آفیسر، فائنانشل کمشنر اور پبلک سروس کمیشن کے چیئرمین رہے۔ اُنھوں نے ”بھال“ کو اپنے نام سے جوڑ کر علاقے سے اپنی والہانہ محبت کا ثبوت دیا۔ ساٹھ سے ستر دہائی کے بیچ بھلیسہ کے ہائی اسکول سے ”کالگنی“ میگزین کا آغاز، جناب غلام رسول چوگانی اور میرے والد محترم جناب غلام حسین ملک ”درد پیامی“ کی فکر انگیز تحریروں کے ذریعے، سماجی اور تعلیمی بیداری کی ایک شمع بن گیا۔

قلم اٹھے بھی تو صداقت کے واسطے اٹھے
ہمیں گوارا نہیں فتنہ گری، روشنی چاہیے

کھیلوں کے میدان میں بھلیسہ نے انٹرنیشنل سطح پر اپنی شناخت قائم کی۔

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

آج سے 170 سال پہلے ماضی کے جملی پہلوان کو دُنیا بھر میں اکھاڑے کا سلطان کہا جاتا تھا، جب کہ آج چینسر کے چین سنگھ، ڈھونسہ کے متھن منہاس اور لڈو کانسر کے چودھری راج محمد عالمی سطح پر بھارت کی نمائندگی کر رہے ہیں۔

بٹارہ کے جناب ہری سرن، بھلیسہ کے پہلے ذیلدار رہے جنھوں نے مذہب و ملت سے بالاتر ہو کر عوامی خدمت میں اپنا رول نبھایا۔

طب و حکمت میں جناب حکیم ترلوچن، منشی رام چند پریہار، منور دین ملک اور نیل کھنٹھ پریہار نے لوگوں کی بے لوث خدمت کی۔

ادب، ثقافت اور بھائی چارہ کی فضا کو قائم رکھنے میں روپ چند چوہان، حبیب اللہ ملک، عبد الرشید شیخ، رحمت اللہ بٹ، لعل متو، ڈاکٹر مجیب الرحمن شیخ، رحمان خان، طالب بھلیسوی اور غلام غافل بھیلسوی جیسے عظیم سماجی لیڈروں، و ادیبوں نے نمایاں خدمات انجام دیں۔

ملازموں کی تحریکوں میں بشیر احمد سروال، فتح محمد چودھری، شاہ محمد مجاز، عبدالرشید ملک اور احمد دین میر کے کردار ناقابل فراموش ہیں۔ میتھامیٹکس کی دنیا میں مرحوم محمد شریف بٹ علاقے کا ایک بڑا نام تھا جو اپنے نام کی طرح شریف النفس اور ایمانداری کی ایک مثال تھے۔

یہ تمام نام محض علامت ہیں۔ اُس قافلے کی۔ جنہوں نے خاموشی سے اپنے حصے کا دیا جلایا۔ بے شمار ایسے افراد بھی ہیں جن کا نام وقت کی کمی کے باعث نہ لے سکا۔ اِس کے لئے معذرت چاہتا ہوں مگر یہ یقین رکھیں کہ اُن کی عظمت اور قربانیوں کا چراغ ہمیشہ روشن رہے گا۔

اگرچہ ذکر نہ آیا ہو نام لے لے کر

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

مگر وہ لوگ بھی شامل ہیں کہ جن کی روشنی ہے

آج کا بھلیسہ اُن ہی خواب دیکھنے والے بزرگوں کا ثمر ہے۔ آج اگر ہم تعلیمی شعور، ثقافتی فہم اور معاشی استحکام کے سفر میں کامیاب ہیں تو یہ اُن نیک لوگوں کی محنت اور دعاؤں کا نتیجہ ہے۔

ہم اس تاریخی لمحے پر اُن تمام بزرگوں کو یاد کرتے ہیں اور دل کی گہرائیوں سے انہیں خراجِ عقیدت پیش کرتے ہیں، اور اُن موجودہ شخصیات کو بھی سلام کرتے ہیں جو آج بھی حیات ہیں اور بھلیسہ کو ترقی کی نئی منزلوں کی طرف لے جا رہے ہیں۔

میری زیرِ تالیف کتاب ''تاریخِ بھلیسہ'' جو کہ سات سو صفحات پر مشتمل ہے، گزشتہ دس سالہ تحقیق کا نتیجہ ہے۔ ان شاءاللہ جلد ہی منظرِ عام پر آئے گی۔ میری کوشش ہے کہ اس کتاب میں ہر اُس فرد کا ذکر ہو جو جس نے بھلیسہ کے لئے کوئی تاریخ ساز کام کیا ہو۔ آپ سب سے گزارش ہے کہ اگر آپ کے علم میں کوئی قابلِ ذکر نام ہو، تو ضرور مجھ تک پہنچائیں تاکہ اُسے کتاب میں شامل کیا جا سکے۔

آخر میں، بھلیسہ بھال پدھری میلہ'' کے کامیاب انعقاد پر پورے بھلیسہ کو اور بالخصوص جناب محمد ایوب زرگر چیئرمین ایجوکیشل انوائرنمنٹل سوشل سپورٹس اینڈ کلچرل سوسائیٹی بھلیسہ اور اُن کے باکمال ساتھیوں اور رضاکاروں کو بھی سلام، جنہوں نے پسِ پردہ رہ کر میلے کے ایک ایک لمحے کو منظم اور خوشگوار بنانے میں کلیدی کردار ادا کیا۔ ان کا جذبہ، خدمت کا ولولہ اور بھلیسہ کی محبت میں ڈوبا ہوا عزم اس میلے کو صرف ایک تقریب نہیں، بلکہ ایک یادگار تاریخ میں تبدیل کر گیا۔

ساتھ ہی ضلع انتظامیہ ڈوڈہ، خصوصاً جناب ہروندر سنگھ جی، ضلع ترقیاتی کمشنر

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

ڈوڈہ، محکمہ سیاحت، محکمہ جنگلات، کلچرل اکیڈمی، میرا یووا ڈوڈہ اور سیول سوسائٹی بھلیسہ تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس تقریب کو کامیابی سے ہمکنار کیا۔

والد محترم جناب غلام حسین ملک درد پیامی کے ان اشعار پر اپنی بات کو تمام کرتا ہوں کہ

اک دلربا و دلکش، گلزار ہے بھلیسہ
اہلِ نظر کا حسنِ معیار ہے بھلیسہ

☆☆☆

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

جب ایوب صاحب کی آنکھیں بول پڑیں

اسٹیج تقریب کے اختتام پر جب قافلے رخصت ہو رہے تھے، جب تالیاں، واہ واہ کی صدائیں اور گونجتے ڈھول دم توڑنے لگے تھے، تب اسٹیج کے عقب میں ایک لمحہ ایسا آیا جو پورے میلے کی کہانی کا نچوڑ بن گیا۔ میڈیا کے نمائندوں نے جب مائک جناب محمد ایوب زرگر صاحب کے سامنے بڑھائے، تو وہ الفاظ کی جگہ صرف خاموشی میں ڈوب گئے۔ ان کی پلکیں لرزنے لگیں اور کچھ ہی دیر میں آنسو گالوں پر بہہ نکلے۔ وہ رو رہے تھے۔ یہ آنسو محض خوشی کے نہ تھے، یہ قربانی، تھکن، تشکر اور ان کہے دکھوں کی زبان تھے۔ وہ لمحہ کتنا گہرا تھا۔ کوئی واہ واہ، کوئی نعرہ، کوئی شاباشی اُس خاموش بہتے آنسو کی گواہی نہیں دے سکتی جو اس میلے کے پس پردہ مہینوں کی محنت، دباؤ، اور درجنوں قربانیوں کی عکاسی کر رہا تھا۔ وہ کچھ کہنا چاہتے تھے، لیکن دل کی وہ باتیں جو لفظوں سے نہیں کہی جاتیں، وہ آنکھوں نے کہہ دیں۔ پھر انہوں نے خود کو سنبھالا۔ نرم مگر گمبھیر لہجے میں صرف اتنا کہا: ”یہ کامیابی صرف میری نہیں، یہ پورے بھلیسہ کی ہے۔ میں دل سے بھلیسہ کے ہر اُس فرد کا شکر گزار ہوں جس نے اس میلے کو اپنا سمجھا، اس کو جیا، اور کامیاب بنایا۔“ مگر ان کی آنکھوں میں ایک ہلکی سی نمی اب بھی ٹھہری ہوئی تھی۔

شاید وہ کچھ افسوسناک باتیں بھی کہنا چاہتے تھے، کچھ جذبات کا بوجھ جو انہیں تنہا سہنا پڑا، لیکن انہوں نے انھیں نرمی سے دل کے کسی کونے میں دفن کر دیا۔

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

ایک گھوڑے والے کا اہم کارنامہ

بھال پدھری کے میلے کے دوران ہر جانب ہنسی، خوشی، رنگ، شور، اور ثقافت کا ایک سیلاب امڈا ہوا تھا۔ لوگ اپنے اپنے طریقے سے خوشیاں منا رہے تھے، نعرے گونج رہے تھے، مقامی پکوانوں کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی اور بچے، بوڑھے، عورتیں سب اس فطری و تہذیبی میلے کا لطف لے رہے تھے۔

اسی ہجوم میں ایک خاموش، سادہ سا منظر بھی تھا، جو شاید ہم میں سے بیشتر کی نگاہوں سے اوجھل رہا۔ لیکن یہی منظر میرے اس سفر کی سب سے بڑی یادگار، سب سے گہری تحریر بن گیا۔

میرے سامنے ایک شخص تھا جو سواریوں کو اپنے گھوڑے پر گھٹی سے بھال پدھری پہنچاتا تھا اور اپنے روزگار کے سلسلے میں بھال پدگری میں موجود تھا لیکن فطرت کا نظارہ کرنے کے لئے اپنے بچوں و دیگر رشتہ داروں کو بھی ساتھ لایا تھا۔ وہ شخص نہ کسی اسٹیج پر تھا نہ کسی کیمرے کے سامنے۔ اس کا چہرہ تھکاوٹ سے آلودہ ضرور تھا، مگر اس میں عزم کی ایک خاص چمک تھی۔ پتہ چلا کہ وہ جناب ارشاد احمد راتھر ولد عبدالکریم راتھر ساکنہ بھتی کگوٹی ہیں۔ یہ وہی ہیں جو بھال پدھری اور گھٹی دھار کے درمیان گھوڑے کی سواری کے ذریعے مقامی لوگوں اور مہمانوں کو آمد و

رفت کی سہولت دے رہے تھے۔ اس کے گھوڑے پر میں نے تحصیلدار گندو کو بھی دیکھا۔

وہ کچھ دیر اپنے کچھ رشتہ داروں کے ہمراہ بیٹھے، بھال پدھری کی کھلی فضا میں پرسکون سانسیں لے رہے تھے۔ اسی دوران جیسے باقی لوگ کھانے پینے کی اشیاء کی طرف لپک رہے تھے، ویسے ہی ارشاد احمد راتھر اور ان کے ساتھی منیر اقبال ملک، منیب اقبال ملک، شرافت علی ملک اور عاطف منظور راتھر نے بھی پانی کی بوتلیں، کولڈ ڈرنک، مکچر، چپس اور بسکٹ خریدے۔ لیکن جہاں کچھ لوگ یہ سب کھا پی کر خالی ریپرز، پلاسٹک بوتلیں اور کچرا کھلے میدان میں پھینک رہے تھے وہاں ارشاد نے ایک غیر متوقع قدم اٹھایا۔ ایسا قدم جس کی گونج آج بھی میرے دل میں ہے۔

اس نے خاموشی سے وہ تمام ریپرز، خالی بوتلیں اور بچا ہوا کچرا سمیٹا۔ ان کے ساتھیوں نے بھی اسی طرزِ عمل کو اپنایا۔ انھوں نے اپنا اپنا کوڑا کرکٹ کچرا اکٹھا کیا اور ارشاد احمد راتھر نے اپنے بیگ میں ڈال کر گھوڑے کی زین کس دی۔ اس لمحے کسی نے ان کی ویڈیو نہیں بنائی، کوئی تالیاں نہیں بجیں، کوئی اعلان نہیں ہوا بس ایک فطری خاموشی میں اخلاقی شعور بول اٹھا۔

جب وہ شام کو گھر پہنچا اور بیگ کھولا، تو کپڑوں کے ساتھ کچرے کی لپٹی ہوئی تھیلی بھی باہر نکل آئی۔ منیر اقبال ملک اس لمحے موجود تھے، اور شاید وہی تھے جنہوں نے کیمرہ اٹھایا اور اس منظر کو ریکارڈ کیا۔ یہ صرف ایک بیگ سے کچرا نکلنے کی ویڈیو نہ تھی۔ یہ ایک ضمیر کی فلم تھی۔

جب یہ ویڈیو سوشل میڈیا پر سامنے آئی تو میں نے خود اس پر ایک ویڈیو پیغام ریکارڈ کیا۔ اس شخص کو شاباش دی اور ماحولیاتی اداروں سے اپیل کی کہ وہ

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

اس شخص کی حوصلہ افزائی کریں۔ میلے میں موجود سینکڑوں افراد میں اگر اس شخص نے ایسا رویہ دکھایا، تو یہ ہمارے نظامِ اقدار کے لیے ایک آئینہ ہے۔

اسی ویڈیو کے اثر سے ایجو کیشنل انوائرنمنٹل سوشل سپورٹس اینڈ کلچرل سوسائٹی کے چیرمین محمد ایوب زرگر نے اس سادہ دل مگر باشعور شخص کو انعام دینے کا اعلان کیا۔ ملک کے معروف ادارے ایس آر سی کے نے اسے اعزاز سے نوازنے کی بات کہی۔ یہاں تک کہ اقوامِ متحدہ کے ماحولیاتی مشن کو مقامی سطح پر آگے بڑھانے والے کشمیر کے " کچرا مین " کہلانے والے اور رورل سینی ٹیشن مشن کے ایمبسڈر جناب فاروق گنائی نے بھی ارشاد احمد رارھر سے براہ راست رابطہ کیا اور انھیں اعزاز دینے کا وعدہ کیا۔

یہ محض ایک عمل نہ تھا، یہ شعور کی ایک ایسی مشعل تھی جو ان پہاڑی فضاؤں سے نکل کر دنیا کو روشنی دکھا گئی۔ اس سفر میں بہت کچھ دیکھا۔ رقص، گیت، روایات، پہاڑوں کی خوبصورتی، ثقافتی رنگ۔ مگر جو منظر میرے دل پر ہمیشہ کے لیے ثبت ہو گیا، وہ ایک مزدور کا اپنے بیگ میں کچرا لے جانا تھا۔ شاید وہ خود بھی نہیں جانتا کہ اس نے کیا کر دیا۔ وہ تو بس اپنا فرض نبھا رہا تھا مگر ہم سب کو یہ سکھا گیا کہ " صفائی صرف ہاتھوں سے نہیں، نیتوں سے شروع ہوتی ہے "

☆☆☆

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

گوجر بکروال طبقہ کا ایثار

بھال پدھری کا علاقہ دراصل گوجر و بکروال طبقے کی چراگاہ ہے۔ ان قبائلی لوگوں کا جینا مرنا انہی سرسبز گھاس کے میدانوں سے جُڑا ہوا ہے۔ ان کے مال مویشی انہی گھاس پر پلتے ہیں اور یہی مویشی ان کے روزگار کا ذریعہ بنتے ہیں۔ ان کی محنت، ان کی زندگی، ان کی پہچان اسی چراگاہ سے وابستہ ہے۔ لیکن جب میلہ منعقد ہونے کا وقت آیا، تو ان لوگوں کو پہلے ہی یہ اندیشہ تھا کہ ہزاروں لوگوں کی آمد سے ان کی گھاس کو نقصان پہنچے گا۔ شاید کچھ دنوں تک ان کے جانوروں کو چارہ نہ ملے، شاید اس کا اثر ان کی آمدنی پر بھی پڑے۔

لیکن یہ وہ لمحہ تھا جب ان کا جذبہ ان کے مفاد پر غالب آیا۔ انھوں نے دل کھول کر میلے کی کامیابی میں حصہ لیا۔ نہ گھاس کی پرواہ کی، نہ روزگار کی۔ انھوں نے خوش دلی سے اپنی چراگاہ کو ثقافتی میدان میں بدلنے دیا۔ نہ کسی نے شکایت کی، نہ کسی نے روکا۔ ان کے لیے میلہ صرف ایک تقریب نہیں تھا، بلکہ اپنے علاقے کی پہچان، عزت اور ترقی کا ایک نایاب موقع تھا۔

یہ جذبہ بے مثال ہے۔ ایک ایسی قربانی جو خاموش ہے لیکن بہت بڑی ہے۔ بھال پدھری میلے کو کامیاب بنانے میں ان گمنام ہیروز کا ہاتھ سب سے نمایاں

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

رہا، جنھوں نے اپنے مفاد کو پس پشت ڈال کر علاقے کی اجتماعی خوشی کو ترجیح دی۔

ڈی سی ڈوڈہ اور باقی تمام لوگوں نے اس موقعے پر بھال پدھری مسجد کے امام جناب چودھری صادق صاحب کا شکریہ ادا کیا۔ پورے بھلیسہ، بھدرواہ، ڈوڈہ اور چناب ویلی کے لوگ ان گوجر و بکروال بھائیوں، اور ان تمام افراد کے شکر گزار ہیں جن کی گھاس کی قربانی اس تاریخی میلے کی بنیاد بنی۔ خاص طور سے چودھری روشن دین، چودھری لال دین اور چودھری بلا نے اس میلے کو کامیاب بنانے کے لئے اہم کارنامہ انجام دیا۔ یہ میلہ ان کے بغیر ممکن نہیں تھا۔ ہمیں ان کے جذبے کو سلام پیش کرنا چاہئے، اور ان کے ساتھ ہمدردی کا مظاہرہ بھی تاکہ آئندہ اس قسم کے میلوں میں ان کے نقصان کی تلافی ممکن ہو سکے۔

یہی ہمارا اصل کلچر ہے، جہاں لوگ ذاتی فائدے سے زیادہ اجتماعی خوشی کو اہمیت دیتے ہیں، جہاں قربانی خاموشی سے دی جاتی ہے اور تہذیب کے رنگوں میں ڈھل کر یادگار بن جاتی ہے۔

☆☆☆

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

میڈیا اور سوشل میڈیا کا کردار

کسی بھی سماجی، ثقافتی یا علاقائی معاملے کو عوامی حلقوں تک پہنچانے میں آج کے دور میں میڈیا اور سوشل میڈیا کا کردار ناقابل انکار بن چکا ہے۔ جدید ابلاغی ذرائع نے نہ صرف عوام کو فوری اطلاعات کی رسائی دی ہے بلکہ زمینی سطح پر ہونے والے چھوٹے سے چھوٹے ایونٹ کو عالمی سطح تک اجاگر کرنے کا ہنر بھی بخشا ہے۔ ایسے ہی منظرنامے کا مشاہدہ ہمیں بھلیسہ کے سرسبز وادیوں میں منعقدہ بھال پدھری فیسٹیول کے دوران ہوا، جہاں ایک سادہ اور فطری میلہ، میڈیا و سوشل میڈیا کی غیر معمولی توجہ کی وجہ سے ایک تاریخی اور عوامی انقلاب کی صورت اختیار کر گیا۔

اگر بھال پدھری کے ان اونچے میدانوں پر ہزاروں کی تعداد میں لوگوں کا جمِ غفیر اُمڈ آیا تو یہ میڈیا اور سوشل میڈیا کی جدوجہد اور دلچسپی کا نتیجہ تھا۔ اس جشن کے لیے جو عوامی جوش و جذبہ دیکھنے کو ملا، اس کی بنیاد لوگوں تک وقت پر، واضح، مؤثر اور مسلسل معلومات کی ترسیل تھی۔ وہ ترسیل جو مختلف صحافیوں، نمائندوں، فری لانسرز، فیس بک پیجز، یوٹیوبرز اور دیگر ڈیجیٹل کنٹنٹ کریئیٹرز کے ذریعے ممکن ہوئی۔

مشاہدہ کیا جائے تو الیکٹرانک میڈیا، پرنٹ میڈیا اور ڈیجیٹل میڈیا تینوں نے

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

یکساں انداز میں اس فیسٹیول کو عوامی نگاہوں کا مرکز بنایا۔ دوردرشن، آل انڈیا ریڈیو، ڈوگری و گوجری خبرنامہ، علاقائی اخبارات اور نیوز چینلز نے اسے اپنی خبروں میں جگہ دی، جبکہ مقامی و قومی سطح کے سوشل میڈیا پلیٹ فارمز پر ویڈیوز، تصاویر اور تحریریں تیزی سے وائرل ہوئیں۔

ہوسکتا ہے کہ اور بھی بہت سارے میڈیا کے صحافی اور کنٹنٹ کریٹر ہوں جنھوں نے اس مشن پر کام کیا ہو اور جن کے نام یہاں نہ لئے گئے ہوں لیکن جو میری نظر میں آئے ان میں فردوس کھانڈے (نیوز 18)، ارجن ٹھاکر (گلستان ٹی وی / ڈی ڈی نیوز)، توصیف کھانڈے (ارلی ٹائمز پلس)، عامر ظفر وانی (ٹی ایس ایل)، ساغر بٹ (جے کے ٹریبیون)، ثناء اللہ زرگر، چودھری مظفر، چودھری محمد رفیع، نعیم بٹ، سحران خان (نیوز سحرانڈیا)، بلال بھلیسی (جے کے داستان نیوز)، ریاض عرفان (کے این ایس)، مظفر حسین (ڈی ایچ)، اشرف نظامی (انڈیا اپڈیٹ)، عمران میر (گریٹر کشمیر)۔

اس کے علاوہ جان محمد (عمارت)، نعیم راتھر (انڈیا اپڈیٹ)، نصیر کھوڑا (شہربین)، انظر ایوب، و فرید احمد نائک (چناب ٹائمز)، اشتیاق ملک (کشمیر عظمیٰ)، عارف ملک (روزنامہ اڑان)، افروز ڈینگ (نیوز سحرانڈیا)، بابر نفیس، ناصر کے شاہ (بھدرواہ)، ندیم خان یوسف زئی (ڈی ڈی نیوز)، عمر شہزاد (اے این آئی)، عرفان ملک (اسٹیٹ ٹائمز)، رئیس گتو (فیئر وائس نیوز)، نیہان افضل (سوشل میڈیا)، ارپن کمار (ڈی ڈی نیوز)، اکرم ملک کا نام لینا ضروری سمجھتا ہوں جن کا اہم رول رہا۔

اسی طرح عابد پامپوری (پامپوری نیوز ایجنسی)، عشرت علی، رفاقت میر (چناب والنٹیر)، عاطف لون (IANS و ETV)، فیضان علی ترمبو، فیاض پامپوری،

عرفان ملک (ارتھ نیوز)، سولندر پریہار، پارل دبئی (ٹی ایل آر)، پرویز بٹ (پامپوری نیوز ایجنسی)، عمر کھوڑا (اے این آئی) اور یاور کھوڑوانی (ٹوڈے نیوز لائن) نے بھی اپنا بھرپور کردار نبھایا۔

سوشل میڈیا پر جب میں نے نظر گھمائی تو بھوپندر سنگھ رانا، عابد زرگر، جماعت علی آگاہ، ذاکر راتھر، محمد انیس وانی، ڈاکٹر اشتیاق احمد بٹ، ڈاکٹر ذوالفقار راتھر، ماجد ملک، مدثر علی ملک، ڈاکٹر عاشق حسین، ہارون ملک، معروف ایکٹر و مصنف راجہ سرفراز، محمد اشرف چودھری، ویر سنگھ منہاس، منیر بٹ، کامران راتھر، ڈاکٹر ماجد زرگر، منیر ملک، پون کیلاش، سنیل شرما، تحلیل میر، سنیل بلوریہ، آطف منظور راتھر، مرتضیٰ علی ملک، سنجے منہاس، رشید ڈار، دانش جہانگیر راتھر، نثار راتھر، عرفان ملک کا کنٹینٹ بھال پدھری کے متعلق کافی نظر آیا۔

دیگر سوشل میڈیا کنٹنٹ کریئیٹرز نے بھی اپنا کردار نبھایا ہو گا جو شاید میری نظر سے نہ گزرے ہوں جنہوں نے دن رات اس تقریب کو کامیاب بنانے میں محنت کی۔ ان میں کچھ نے براہ راست فیلڈ رپورٹنگ کی، کچھ نے لائیو نشریات کے ذریعے دور دراز علاقوں میں بیٹھے ناظرین کو منظرنامہ دکھایا، اور کچھ نے اس ایونٹ کی تصاویر، شاعری، مناظر اور عوامی رد عمل کو سوشل میڈیا کے پلیٹ فارمز پر مؤثر انداز میں شیئر کیا۔

کچھ نے اپنے گانے بنا کر ان کو سوشل میڈیا پر ڈالا اور ان کا بھی کافی اہم کردار رہا۔

یہ بھی کہنا بجا ہو گا کہ اگر آج بھال پدھری کا نام نہ صرف جموں و کشمیر بلکہ پورے ملک اور کچھ غیر ملکی حلقوں میں بھی پہچانا جا رہا ہے تو اس کی اصل وجہ میڈیا اور

Safarnama Bhal Padhri by Zubir Malik Bhallesi

سوشل میڈیا کنٹنٹ کریٹر ہی ہیں۔ ایسے میں اگر ان شخصیات اور اداروں کا ذکر نہ کیا جائے تو بھال پدھری میلے کی کامیابی کی کہانی ادھوری رہ جاتی ہے۔

ہاں اگر کسی کا نام رہ گیا ہو جو میری نظر میں نہیں آیا تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ان کا کردار اس میلے کو کامیاب بنانے کے لئے نہیں تھا۔ میں معذرت چاہتا ہوں اور ان تمام کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں جنھوں نے اپنا رول نبھایا لیکن یہاں ان کا نام نہیں لکھ پایا۔ جنھوں نے میڈیا اور سوشل میڈیا کی اس روایت کو ایک نئے رنگ میں پیش کر کے نہ صرف ثقافتی ورثے کو محفوظ کیا بلکہ بھلیسہ جیسے دور افتادہ علاقے کو ایک نئی شناخت دی۔

یہ ایک زندہ مثال ہے اس حقیقت کی کہ جب صحافت اور عوامی رابطہ صحیح نیت، خلوص اور سنجیدگی سے کیا جائے تو وہ کسی بھی خاموش وادی کو عالمی شہرت دلا سکتا ہے۔ بھال پدھری کی شہرت کے پیچھے جہاں قدرت کا حسن ہے، وہیں ان صحافیوں اور سوشل میڈیا کارکنوں کی کاوش بھی جو ہم سب کا شکریہ اور خراجِ تحسین کے مستحق ہیں۔

☆☆☆

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

میلے کی معاشی باز گشت

دن بھر کی تھکن، ہزاروں لوگوں کا ہجوم، وادیوں میں گونجتے ساز و آواز، رنگ برنگی ٹینٹوں کا جنگل،، مٹھائیوں کی خوشبو، بچوں کی کلکاریاں، اور بھال پدھری کے وسیع میدانوں میں پھیلی زندگی کی گہما گہمی۔ شام ڈھل چکی تھی، سورج پہاڑوں کے پیچھے ڈوب چکا تھا اور میں اپنے خیمے کے باہر چپ چاپ بیٹھا یہی سب کچھ یاد کر رہا تھا۔ ایسے میں میرے ذہن میں ایک سوال نے سر اُبھارا:

"کیا اس میلے کا کوئی معاشی فائدہ بھی ہوا ہو گا"

اسی سوال کے ساتھ میں نے کاغذ اور قلم اٹھایا اور حساب لگانے بیٹھ گیا۔ چند ہی لمحوں میں اندازوں کی ایک دنیا آباد ہو گئی، جس نے ثابت کر دیا کہ بھال پدھری میلہ صرف ثقافتی یا سیاحتی نہیں، بلکہ ایک معاشی انقلاب بھی ہے۔

جب میں نے اپنی آنکھوں سے وادی میں گاڑیوں کا سیلاب دیکھا تو اندازہ ہوا کہ قریب پانچ ہزار گاڑیاں بھال پدھری پہنچی ہوں گی۔ اگر فی گاڑی آمد و رفت، فیول، ٹائر، وغیرہ ملا کر اوسطاً 2000 روپے خرچ ہوئے ہوں، تو یہ صرف ٹرانسپورٹ کا ایک کروڑ روپے کا خرچہ بنتا ہے۔ گھٹی اور مراون کی طرف سے جو گاڑیاں سیاحوں کو لے کر آئیں، ان میں سے کم از کم 100 گاڑیوں نے تین دن کا

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

ٹور کیا ہوگا۔ اگر ہر گاڑی نے روزانہ 3000 روپے کمائے، تو یہ مزید 10 لاکھ روپے کے قریب کا کاروبار بنتا ہے۔

جب میں وادی کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک نکلا، تو جگہ جگہ رنگین ٹینٹ نظر آئے۔ اندازہ ہے کہ کم از کم 5000 ٹینٹ لگے ہوں گے۔ ہر ٹینٹ اوسطاً 5000 روپے میں دستیاب ہوتا ہے۔ اس طرح صرف ٹینٹوں پر ہی 2.5 کروڑ روپے کا کاروبار ہوا ہوگا، چاہے وہ کرایہ ہو یا خریداری۔

یہ میلہ صرف ثقافتی مظاہرہ نہیں تھا بلکہ فوڈ کلچر کا بھی جشن تھا۔ کل 46 فوڈ اسٹال لگائے گئے، جن میں سے کئی نے دن بھر میں لاکھوں روپے کمائے۔ حالانکہ کچھ اسٹالز پر 4 لاکھ روپے کمائی ہوئی۔ اگر ہم اوسطاً ہر اسٹال کی کمائی 2 لاکھ روپے بھی مان لیں تو یہ تقریباً 96 لاکھ روپے کی آمدنی بنتی ہے۔

بھال پدھری راستے میں میلے کے بعد جب واپس لوٹے تو پدری گلی کے پاس ایک مقامی چائے والے کے پاس بیٹھا جس کا اسٹال ایک چھوٹے ٹینٹ کے سائے میں لگا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا کہ اس نے صرف چائے اور بسکٹ بیچ کر 30 ہزار روپے کمائے۔ اندازاً 10 ایسے اسٹال تھے، اس لیے چائے کے اسٹالز کا بھی 3 لاکھ کا کاروبار ہوا ہوگا۔

مٹھائی کی دکانیں بھی خوب چمکیں۔ اگر 30 ہزار افراد کی بھیڑ میں سے آدھے لوگوں نے اوسطاً 300 روپے کی مٹھائی خریدی ہو، تو صرف مٹھائی کا 45 لاکھ روپے کا کاروبار ہوتا ہے۔

وادی کے کونے کونے میں گھوڑے والے موجود تھے۔ اس کے علاوہ گھٹی مراون سے بھی گھوڑوں کی سروس شروع کی گئی تھی۔ حالانکہ 100 سے زائد

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

گھوڑے والے روزگار کمانے یہاں پہنچے تھے۔ اگر ہم صرف 50 گھوڑے والوں کو لیں، اور ہر ایک نے 10 ہزار روپے کمائے ہوں، تو یہ بھی 5 لاکھ روپے کی معیشت بنتی ہے۔ کچھ گھوڑے تو صبح سے شام تک مسلسل چلتے نظر آئے۔

میلے سے قبل ضلع ڈوڈہ اور جموں کے بازاروں میں خریداری عروج پر رہی۔ میں نے خود 5 ہزار روپے کے کپڑے خریدے۔ منیر احمد بٹ صاحب نے 6 ہزار کا جوتا خریدا، محمد رفیق صاحب نے 3 ہزار کے کپڑے اور اختر میر صاحب نے 2 ہزار کا بیگ اور 5 سو روپے کی ٹارچ خریدی۔ اگر 30 ہزار افراد میں سے صرف 20 ہزار لوگوں نے اوسطاً 2000 روپے کی خریداری بھی کی ہو تو یہ 4 کروڑ روپے کی مارکیٹ ہے۔

میلے میں تقریباً 5000 لوگ ایسے بھی تھے جو اپنا کھانا ساتھ لائے تھے، کچھ نے سامان خریدا تھا اور میدانی کچن لگایا۔ ان میں سے ایک گروپ سے میری بات ہوئی جن کا کہنا تھا کہ فی کس 2000 روپے خرچ ہوئے۔ تو اس انداز سے بھی ایک کروڑ روپے کا بازار متحرک ہوا۔

میلے کے انتظامات میں بھی لاکھوں روپے خرچ ہوئے۔ جنریٹر، مائیک، میوزک سسٹم، کرسیاں، مومنٹو، سرٹیفکیٹس وغیرہ پر کم از کم 5 لاکھ روپے کے آس پاس کا خرچ آیا ہوگا۔

پانچ ہزار گاڑیوں کی آمد کے ساتھ مرمت اور سروس کو اگر ملایا جایا اور اگر ہر گاڑی کی اوسط مینٹیننس 500 روپے بھی ہو، تو یہ 25 لاکھ روپے کا کاروبار ہوتا ہے۔

بھال پدھری میلہ صرف زمین پر نہیں بلکہ سوشل میڈیا پر بھی گونجا۔ اس

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

کے علاوہ درجنوں ارٹسٹ بھی میلے میں شریک ہوئی جن کی کمائی اور سوشل میڈیا کی کمائی، سوشل میڈیا ایڈورٹائزمنٹ، خبروں کے دوران ایڈورٹائزمنٹ کو اگر ملایا جائے تو اندازہ ہے کہ کم از کم 500افراد نے ویڈیوز، بلاگز، تصاویر، یوٹیوب، انسٹا گرام وغیرہ سے اوسطاً 3000روپے کمائے ہونگے۔ اس سے بھی 15لاکھ روپے کا بزنس ہوا ہو گا۔

میلے کی پروموشن کے لئے بینر، ہورڈنگ، ٹی شرٹ، کیپس، فلکس اور پرنٹنگ پر بھی خاصا خرچ ہوا ہو گا۔ اندازہ ہے کہ کم از کم 2لاکھ روپے کا بزنس ہوا ہو گا۔

یہ سب اندازے تھے لیکن اگر صرف ان سرسری حسابات کو بھی جمع کریں تو یہ رقم 10 کروڑ روپے سے تجاوز کر جاتی ہے اور یہ سب صرف ایک دن کے میلے کی وجہ سے ہوا۔ اس سے یہ بات سمجھ میں آرہی تھی کہ یہ میلہ بھال پدھری کی صرف قدرتی خوبصورتی کا جشن نہیں تھا، بلکہ بے روزگار نوجوانوں کے لئے ایک روزگار کی امید بھی تھی۔ اگر ایک دن کا میلہ کروڑوں کا کاروبار پیدا کر سکتا ہے، تو تصور کیجئے اگر سیاحت کو منظم طریقے سے فروغ دیا جائے تو بھلیسہ کے پہاڑ بھی خوشحال ہو سکتے ہیں۔

☆☆☆

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

اسٹالز: ذائقوں کی جادو گری

جب ہم بھال پدھری کے سبزہ زاروں فضاؤں میں داخل ہوتے ہیں تو دل کی گہرائیوں سے ایک ہی آواز ابھرتی ہے: "یہ جنت کا ایک ٹکڑا ہے" مگر اس بار یہ صرف قدرتی حسن یا گھوڑوں کی دوڑ تک محدود نہیں رہی بلکہ یہاں ذائقوں کا ایک الگ جہاں آباد تھا۔ وہ ذائقے جو بھلیسی مٹی، دودھ، گھی، مصالحوں، محنت اور محبت سے جنم لیتے ہیں

میلے کے پہلے ہی روز شام کو جب جسم سفر کی تھکن سے چور اور پیٹ بھوک سے خالی تھا، میں ڈاکٹر عنایت راتھر اور ان کی بیگم شمیمہ ناز کی کے ساتھ ایک کھانے کے اسٹال کی طرف نکلا۔ یہ اسٹال چمبہ کے یاسر زرگر کا تھا جو ایک خوش اخلاق، پروفیشنل اور کھانے سے محبت کرنے والا شخص نظر آیا۔ اسٹال کی ترتیب نے ہمیں حیرت میں ڈال دیا۔ تمبو کے باہر نرم گھاس پر رنگ برنگے چھاتوں کے نیچے کرسیاں، ہر میز پر صاف ستھرے کور، عملے کے افراد دستانے اور ماسک پہنے اور ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے کسی فائیو اسٹار ہوٹل کے کھلے لان میں بیٹھے ہوں۔ جب یاسر سامنے آیا تو اس نے مسکرا کر کہا "ہم نے یہاں کوشش کی ہے کہ بھلیسہ کے روایتی ذائقے اور شہری سہولتیں ایک ساتھ دیں۔"۔ ان کا تعلق چمبہ سے تھا لیکن ان

کے خاندان بھلیسہ کے نیلی علاقے سے ہی ہجرت کر کے چمبہ آباد ہوئے تھے۔ اسلئے ان کو جتنی محبت چمبہ سے تھی اتنا ہی پیار بھلیسہ سے تھا اور یہی رشتہ یاسر زرگر کو چمبہ ہماچل پردیش سے بھلیسہ کے بھال پدھری میلہ میں کھینچ لایا تھا۔

یاسر کے اسٹال پر جو کھانے پیش کیے جا رہے تھے، وہ بھلیسہ کی ثقافتی وراثت کا عکاس تھے۔ سب سے پہلے "بھلیسی راجماش" کا ذکر ضروری ہے، جو اپنی خوشبو، ساخت اور ذائقے میں ہندوستان بھر کے کسی بھی راجماش سے مختلف ہے۔ اس کا رنگ سرخی مائل بھورا، ذائقہ قدرے مٹھاس لیے اور چاول کے ساتھ جب پیش کیا جاتا ہے تو گویا "روح کی غذا" بن جاتا ہے۔

چاول بھی کوئی عام چاول نہیں تھے۔ بھلیسہ اور بھدرواہ کے مقامی کھیتوں میں اگنے والے چاول، جنھیں کسی کھاد یا مشینی پروسیسنگ کی ضرورت نہیں پڑتی، ان کی خوشبو ہی الگ تھی۔ ان کے ساتھ جو چٹنی پیش کی گئی تھی وہ پہاڑی لہسن، دیسی پودینہ، اور مرچ سے تیار کی گئی تھی جس کی تیزی زبان کو جھلساتی تھی لیکن من کو بھاتی تھی۔

اس کے بعد تندور روٹی کا نمبر آیا، جو گرم گرم اور خستہ، ہلکی سی مکھن کی تہہ کے ساتھ پیش کی گئی تھی۔ ساتھ ہی "تندوری مرغا"، جو مخصوص بھلیسی مصالحوں سے تیار کیا گیا تھا، اتنا نرم اور رسیلا تھا کہ ہڈی سے گوشت الگ ہوتے دیر نہ لگی۔ سیکھ کباب میں دیسی بکری کا قیمہ، لال مرچ، زیرہ، ادرک، لہسن اور ہرا دھنیا شامل تھا، جو تندور کی آگ میں سیکھوں پر پکا کر پیش کیے جا رہے تھے۔

ڈاکٹر عنایت راتھر نے اس دن کھانے کی دعوت دی تھی اور ہم دیر تک کھاتے، باتیں کرتے اور بھلیسہ کے ذائقوں پر فخر کرتے رہے۔

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

اگلی صبح ہم نے مارننگ واک کے بعد "النور" کے اسٹال کا رخ کیا۔ یہ اسٹال محمد حنیف ماسٹر صاحب کے بیٹوں نے لگایا تھا اور پہلے ہی سے بھنگر و اور بینہ میں ان کے ہوٹل مشہور تھے۔ یہاں کی ترتیب دل کو چھو لینے والی تھی۔ تمبو کے باہر لکڑی کی باؤنڈری، اندر مقامی اونی کمبل اور تکیے، اور ایک دیسی مہک سے لبریز ماحول۔

ناشتے میں "مکی کی روٹی" تھی، جس پر دیسی گھی لگا ہوا تھا، ساتھ میں "نمکین چائے" جس میں دودھ کم، نمک زیادہ اور سب سے بڑھ کر "چاشنی کے بغیر محبت" تھی۔ دیسی مکھن، شہد، کے ساتھ یہ ناشتہ وہ راحت دیتا ہے جو کسی مہنگے ہوٹل کے بوفے میں ممکن نہیں۔

دن کے کھانے کے لیے ہم "وسیم بریانی" کے پاس پہنچے۔ وسیم صاحب سوشل میڈیا پر معروف شخصیت ہیں اور ان کی بریانی میں جو چیز نمایاں تھی وہ "مقدار سے زیادہ معیار" تھی۔ میلے میں انہوں نے پلیٹ صرف 100 روپے کی رکھی، تاکہ عام لوگ بھی لطف اٹھا سکیں۔ ان کی بریانی میں چاول الگ، گوشت نرم، مصالحہ متوازن اور پیشکش شاندار تھی۔

شام کو ہم "سڈا اڈا" پہنچے۔ دانش جہانگیر راتھر کا یہ اسٹال میلے کا ہاٹ اسپاٹ بن چکا تھا۔ یہاں لوگوں کی لمبی لائنیں تھیں۔ بریانی کے ساتھ دہی، سلاد اور ایک خاص "مرچوں والی چٹنی" نے مزا دوبالا کر دیا۔ نیلی علاوہ میں ان کا ریسٹورنٹ پہلے ہی مشہور ہے اور یہاں انھوں نے اپنے ذائقے کی دھاک بیٹھا دی۔

ہم نے ایک چھوٹے اسٹال پر ایک بزرگ محمد رمضان کو مکئی ابالتے دیکھا۔ ان سے گفتگو میں معلوم ہوا کہ انہوں نے صرف ایک دن میں دس ہزار

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

روپے کمائے۔ ان کا جذبہ دیدنی تھا۔

ایک اور جگہ انل کمار جی مٹھائی بیچ رہے تھے۔ انھوں نے بیس ہزار روپے کی مٹھائی فروخت کی۔ لیکن جو سب سے متاثر کن تھا وہ گوجر و بکروال طبقے کا اسٹال تھا۔ یہاں دیسی کلاڑی (خشک دہی)، پنیر، مکھن اور دودھ پیش کیے جا رہے تھے۔ ان اشیاء کی خوشبو، تازگی اور خلوص خریداروں کو کھینچ لا رہی تھی۔

ایک اسٹال پر "نمکین چائے" کے ساتھ ستّو بھی دیا جا رہا تھا۔ یہ ستو مکئی کو بھون کر، پیس کر، اس میں گھی ملا کر بنایا جاتا ہے اور نمکین چائے کے ساتھ کھایا جاتا ہے۔ اس کا ذائقہ حیران کن طور پر لذیذ اور بھرپور توانائی والا تھا۔

اس ماحول سے یہ لگا کہ بھال پدھری میلہ صرف ایک تہوار نہیں بلکہ ایک پلیٹ فارم تھا، جہاں بھلیسہ کے ذائقے، ثقافت، ہنر، محنت، محبت اور معیشت ایک ساتھ جھلک رہے تھے۔ ہر اسٹال والے نے کم از کم کچھ ہزار روپے کمائے، کچھ نے لاکھوں کی راہ پر قدم بڑھایا، لیکن سب نے اپنی شناخت اور وقار کا احساس حاصل کیا۔

یہ میلہ اس بات کا ثبوت بن گیا تھا جب روایتی کھانے، مقامی ہنر اور ثقافتی پہچان کو عزت ملے، تو نہ صرف سیاحت کو فروغ ملتا ہے بلکہ پورے علاقے کی معیشت میں نئی جان آتی ہے۔ بھال پدھری نے یہ ثابت کر دیا کہ دیسی ذائقے اور دیہی معیشت میں وہ طاقت ہے جو بڑے بڑے شہروں کے بزنس ماڈلز میں بھی کم یاب ہے۔

☆☆☆

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhullesi

جب پہاڑوں میں شعور جاگا: صفائی مہم

میلہ ختم ہونے کے بعد دوسرے روز یعنی 21 جولائی 2025 کا سورج جب بھال پدھری کے افق پر طلوع ہوا، تھوڑی روشنی آئی تو جہاں تک نظر جا رہی تھی گندگی کے ڈھیر اور کوڑا کرکٹ پلاسٹک نظر آیا۔ ابھی چند گھنٹے قبل اسی سبزہ زار میں ہزاروں لوگ اپنی موجودگی کا عکس چھوڑ گئے تھے۔ ہر طرف قہقہے، موسیقی، تالیوں کی گونج اور رنگارنگ سرگرمیوں کا سماں تھا۔ لیکن اس خوبصورت جشن کے اختتام کے ساتھ ہی ایک اور حقیقت نے سر اٹھایا تھا۔ وہ حقیقت جو اکثر ہماری آنکھوں سے اوجھل رہتی ہے لیکن زمین اسے سمیٹتی رہتی ہے۔ کوڑا کرکٹ، پلاسٹک، خالی بوتلیں، کاغذی تھالیاں اور ادھ کھائی اشیاء کا انبار۔

یہ سارا منظر میری واپسی کے وقت نظروں میں قید ہو رہا تھا۔ میں منیر احمد بٹ صاحب اور اختر میر صاحب میلے کے بعد کی خاموشی میں جماعت علی آگاہ صاحب سے اجازت لے کر روانہ ہو رہے تھے۔ پہاڑوں کی فضا میں ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی۔ بادلوں کا شور اور دھند میں لپٹی سبز وادی۔ سب ایک مکمل داستان کا روپ دھار چکے تھے۔ مگر ہمارے پیچھے کچھ ایسے لوگ رہ گئے تھے جن کا مشن ابھی ختم نہیں ہوا تھا بلکہ اصل سفر تو اب شروع ہو رہا تھا۔

ایجوکیشنل، انوائرنمنٹل، سوشل، سپورٹس اینڈ کلچرل سوسائٹی بھلیسہ کے رضا

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

کار، چیئرمین محمد ایوب زرگر صاحب کی قیادت میں صفائی مہم کے لیے کمر بستہ ہو چکے تھے۔ ان کے ساتھ ڈاکٹر امتیاز زرگر، جماعت علی آگاہ، عابد زرگر، ڈاکٹر ماجد زرگر، صوفی نیہان افضل، مدثر ظفر شیخ، اخیار زرگر اور کئی دیگر نوجوان شامل تھے۔ وہ سب خیموں سے نکلے، دستانے پہنے، کچرا بیگز اٹھائے اور ان سبھی راستوں پر لوٹ آئے جہاں کل تک ہزاروں قدموں کی آہٹ تھی۔

ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ فطرت سے کوئی عہد نبھا رہے ہوں۔ بارش سے زمین گیلی تھی، ہواؤں میں نمی، اور کیچڑ میں پھسلتے قدم مگر یہ نوجوان رکے نہیں۔ ان کے اندر ایک دھن، ایک پیغام تھا ''جس دھرتی نے ہمیں خوشیاں دیں، اسے ہم گندگی کا تحفہ نہیں دے سکتے۔'' یہ صرف صفائی نہیں تھی بلکہ شعور کی ایک زندہ مثال تھی جو پہاڑوں میں بیدار ہو رہی تھی۔

میں راستے بھر سوچتا رہا کہ کس قدر ہم نے قدرتی مناظر کو صرف تفریح کا میدان سمجھ رکھا ہے۔ ہم تصویریں کھینچتے ہیں، خوشیاں مناتے ہیں، قہقہے لگاتے ہیں، مگر ہم میں سے کتنے لوگ ہیں جو جاتے وقت اپنے پیچھے زمین کو ویسا ہی چھوڑتے ہیں جیسا پایا تھا؟ شاید بہت کم۔ مگر ان نوجوانوں نے وہی زمین، جو گندگی سے شرمندہ ہو رہی تھی، آج اپنی اصل خوبصورتی میں واپس لوٹا دی۔

پہلے مرحلے میں میدان سے تقریباً پانچ کوئنٹل۔ یعنی پانچ سو کلو گرام کچرا جمع کیا گیا۔ خالی بوتلیں، پلاسٹک لفافے، استعمال شدہ کھانے کے برتن اور دیگر فالتو اشیاء باقاعدگی سے مخصوص بیگز میں بھری گئیں۔ ہر کچرے کے ٹکڑے کے ساتھ ان کے چہروں پر مسکراہٹ تھی، جیسے وہ فطرت سے اپنی دوستی نبھا رہے ہوں۔

میدان کی صفائی کے بعد وہ ندی نالوں کے کناروں کی طرف بڑھنے ہی والے تھے کہ قدرت نے ایک بڑا احسان کر دیا۔ بارش کی شدت سے چھوٹے نالوں میں وقتی تغیانی آ گئی اور نالوں کے اطراف میں موجود سارا کچرا بہہ کر نیچے صاف ہو

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

گیا۔ ایسا لگا جیسے خود قدرت ان کے عزم میں شامل ہو گئی ہو۔ یہ لمحہ بے حد روح پرور تھا۔ جیسے انسان اور فطرت مل کر اس زمین کو پھر سے زندہ کر رہے ہوں۔

جب صفائی مکمل ہوئی، تو وہی بھال پدھری جس پر ایک دن قبل ہزاروں انسانوں کا ہجوم تھا آج یوں صاف نظر آرہا تھا کہ جیسے کوئی وہاں آیا ہی نہ ہو۔ سبزہ اپنی اصل شان میں واپس آگیا تھا، ندیوں کا پانی صاف بہنے لگا تھا اور ہوا میں پھر وہی خالص پن محسوس ہو رہا تھا جس کے لیے پہاڑ جانے کا خواب دیکھا جاتا ہے۔

اس صفائی مہم نے ہمیں ایک سبق دیا اور وہ سبق تھا۔ ہم صرف تقریبوں کے دلدادہ نہ بنیں، بلکہ اُن مقامات کے محافظ بھی بنیں جہاں ایسی تقاریب منعقد کی جاتی ہیں۔ یہ مہم محض ایک دن کی سرگرمی نہ تھی بلکہ آنے والے کل کے لیے ایک سوچ، ایک روایت اور ایک مشعل راہ تھی۔ ان نوجوانوں کو، ان رضاکاروں کو، ان خاموش سپاہیوں کو خراج تحسین پیش کرنا ہم سب کا فرض ہے۔ انہوں نے ثابت کیا کہ اگر نیت ہو، شعور ہو اور محبت ہو۔ تو نہ بارش روک سکتی ہے، نہ کیچڑ، نہ تھکن اور نہ ہی بے حسی۔ میرا یہ سفر صرف ایک میلے کا احوال نہیں رہا، بلکہ ایک ایسی تحریک کا مشاہدہ بن گیا، جو فطرت کے ساتھ جینے اور اس کی حفاظت کرنے کا سبق دیتی ہے۔ بھال پدھری کے پہاڑوں نے ہمیں مہمان نوازی کے ساتھ ساتھ یہ بھی سکھایا کہ اگر ہم اپنے قدموں کا نشان زمین پر چھوڑتے ہیں، تو ہمیں اسے محبت، خیال اور احترام کے ساتھ چھوڑنا چاہیے کیونکہ زمین ہمیں دیکھ رہی ہوتی ہے۔

☆☆☆

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

میلہ کو یادگار بنانے والی ٹیم کو خراجِ تحسین

بھال پدھری فیسٹیول کی گہما گہمیوں سے لبریز وہ دن میرے حافظے میں ایک سنہرے باب کی صورت محفوظ ہو چکا ہے۔ ان ہی بے مثال دنوں میں کچھ ایسے خاموش خدمت گزار بھی تھے جنہوں نے میلے کو کامیاب بنانے کے لیے شب و روز ایک کیے اور بغیر کسی ستائش یا پذیرائی کے اپنے حصے کا چراغ جلا دیا۔

میرے لیے ذاتی طور پر یہ لمحہ انتہائی خوشی اور فخر کا باعث تھا جب مجھے ریاستی اسمبلی کے معزز رکن جناب دلیپ سنگھ پریہار اور ضلع مجسٹریٹ ڈوڈہ جناب ہروندر سنگھ کے ہاتھوں سے اعزاز عطا کیا گیا۔ اس عزت افزائی نے میرے دل کو ایک نئے جذبے سے بھر دیا اور یوں محسوس ہوا کہ میری اس کاوش کو سماج نے پہچانا۔

فیسٹیول کے دوران آرگنائزر سے البتہ یہ ممکن نہ ہو پایا کہ ان تمام لوگوں کو ایک ایک کر کے اسٹیج پر بلایا جاتا جنہوں جناب محمد ایوب زرگر کی سربراہی میں پسِ پردہ اس عظیم تقریب کو کامیابی سے ہمکنار کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا۔ میلے کی وسعت، لوگوں کا ہجوم اور وقت کی قلت نے بہت سے ایسے رضا کاروں کو منظرِ عام پر آنے سے روک دیا۔ لیکن ایجوکیشنل، انوائرنمنٹل، سوشل، اسپورٹس اینڈ

Safarnama Bhal Padhri by Zahir Malik Bhallesi

کلچرل سوسائٹی کی قیادت نے اس کو محسوس کیااور یہ فیصلہ کیا گیا کہ ایک علیحدہ تقریب منعقد کی جائے، جہاں ان خاموش رضاکاروں اور سپورٹ کرنے والوں کو اعزاز عطا ہو۔

چنانچہ 28 جولائی 2025 کو بینہ بس اسٹینڈ کے نزدیک سوسائٹی کے دفتر میں ایک پروقار تقریب منعقد کی گئی۔ فضاء میں ابھی بھی میلے کی خوشبو باقی تھی اور ماحول میں تشکر اور محبت کی فضا قائم تھی۔ اس تقریب کی صدارت خود سوسائٹی کے چیئرمین جناب محمد ایوب زرگر نے کی۔ انہوں نے نہایت توجہ اور تفصیل سے ایک ایک شخصیت کے کام کو سراہا، ان کی خدمات کا اعتراف کیااور بتایا کہ ان افراد نے جس لگن، دیانت اور خاموشی سے کام کیا وہ واقعی تعریف کے قابل ہے۔ وہ تمام نام جو فیسٹیول کے دوران عوام کی نظروں سے اوجھل رہے، اس دن ایک ایک کر کے سامنے آئے۔ کچھ نے اپنے ہاتھوں سے مومنٹو وصول کیے، کچھ کی جگہ ان کے عزیز یا نمائندے موجود تھے، مگر سبھی کے چہروں پر وہی روشنی تھی جو خدمت کے بعد کی جاں فشانی سے حاصل ہوتی ہے۔ ان میں اساتذہ، ڈاکٹروں، نوجوان رضاکاروں، صحافیوں، ڈرائیوروں، کاروباری حضرات، سرکاری اہلکاروں، اور ثقافتی و سماجی میدانوں سے وابستہ افراد شامل تھے۔

یہ تقریب محض مومنٹو دینے کی رسمی تقریب نہیں تھی بلکہ ایک سماجی پیغام بھی تھا۔ یہ اس امر کی گواہی تھی کہ کام کبھی ضائع نہیں جاتا۔ اگر دل سے، نیت سے، اور خلوص سے کیا جائے تو وہ ایک دن ضرور پہچانا جاتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جن لوگوں کو اس دن اعزاز ملا وہ آنے والے وقت میں مزید بہتر انداز میں اپنی خدمات کو سماج کے لیے وقف کریں گے۔

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

چونکہ میں خود اس تقریب میں شامل نہیں ہو پایا، اعزاز لینے والے افراد کے نام مجھ تک جناب محمد ایوب زرگر، جناب جماعت علی آگاہ اور جناب عابد زرگر نے پہنچائے۔ ان کے مطابق جن شخصیات کو اعزاز عطا کیا گیا ان کے نام یوں ہیں۔ منیر احمد شیخ (صدر کنٹریکٹرز ایسوسی ایشن)، جاوید اقبال زرگر (چیف ایگزیکٹو آفیسر، اوقاف اسلامیہ ضلع ڈوڈہ)، محمد دانش راہی (سابق سرپنچ)، ڈاکٹر عنایت راتھر، محترمہ شمیمہ نازکی، یونس رشید ملک پنگل، تنویر احمد بٹ (لیکچرار)، عبدالمجید راہی، مہاتما سنگھ چیئنسر، راجندر سنگھ الیکٹرانک شاپ، جماعت علی آگاہ، پروفیسر پردیپ سنگھ چپ، اوم پرکاش پریہار، ایڈوکیٹ خالد مصطفیٰ بھٹی، چین سنگھ انٹرنیشنل کھلاڑی، راج دین چودھری (انٹرنیشنل کھلاڑی)، محبوب اقبال بٹ، ایڈوکیٹ مدثر نظر، محمد انیس وانی، مشتاق احمد وانی، محمد حنیف ملک، عاشق حسین ملک، منیر احمد بٹ چنگاہ بالا، محسن جمال، وسیم ٹاک، اشتیاق احمد نائیک، ایس ڈی پی او گندوہ، ڈاکٹر فاروق سلیم بی ایم او گندوہ، ڈاکٹر مشیر الحق، ڈاکٹر نصیر الحق، شوکت شاد (نائب تحصیلدار گندوہ)، محمد اشرف کوہلی گندو، مدثر ملک (ٹیچر)، مدثر نواز زرگر، کیول سنگھ منہاس، محمد اشرف خان، محمد یاور میر، محمد اشرف ہلوڑ، عنایت علی متو، کرشن دیو سنگھ سرمال، کلدیپ سنگھ (پی ای ایم)، انیس احمد وانی (استاد)، اکبر احمد زرگر، مصبر احمد راتھر، دانش راتھر، ذیشان علی راتھر، ذاکر حسین راتھر، بھوشن ساہی ڈھوسہ، اسرار الحق زرگر، اصغر علی راتھر (پی ایچ ای)، کامران ملک، جانباز خان، نذیر راتھر، ارشاد احمد راتھر، عبدالمجید راہی، وسیم اکرم، بشیر احمد راتھر، نور محمد ملک، محمد اعجاز (ڈرائیور)، محمد رضوان (ڈرائیور)، برکت علی زرگر، محمد ادریس زرگر، صابر علی زرگر، عامر سہیل زرگر، مہراج دین راتھر، شیر محمد ملک، محمد سیر زرگر، ڈاکٹر

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

ماجد زر گر، محمد ندیم سوتی، آطف زر گر تھلوران ،ایان ڈار تھلوران، عابد حسین ڈار تھلوران، محمد ایاز شیخ، محمد عارف ملک، تھلوران، ناصر حسین ڈار (فوجی)، عارف حسین شیخ تھلوران، تیمور احمد وانی تھلوران، جعفر حسین شیخ تھلوران، کامران قریشی تھلوران، ساحل میاں تھلوران، عارف حسین شیخ، عادل حسین زر گر، تاج دین دھیرڑیوی، محمد ایوب دھیرڑیوی، محمود حسین دھیرڑیوی، یاور عنایت، توفیق احمد شیخ دھیرڑیوی، شفقت علی شیخ، محبوب اقبال بھٹ، محمد یعقوب زر گر، محمد یاسر راتھر، عاشق حسین زر گر، انجم فردوس بھٹ، عاشق حسین بھٹ، کلونت سنگھ سامی، محمد عرفان بھٹ، عرفان ملک اور محمد عامر میر، شامل ہیں۔ بیوپار منڈل کی سطح پر بھی اعزاز دیا گیا جن میں شاہ نواز شیخ (صدر بیوپار منڈل گندوہ) اور شفقت احمد راتھر (صدر بیوپار منڈل گواڑی ا) شامل ہیں۔

تعلیمی شعبے میں جن شخصیات کو اعزازات سے نوازا گیا ان میں ڈاکٹر امتیاز زر گر، ڈاکٹر اسلم راتھر، ڈاکٹر احمد تنویر، عابد حسین زر گر (جی ایم ایس نیلی شامل تھے۔ (جن کے نام یہاں نہیں لکھ پایا ان سبھی سے معذرت)

☆☆☆

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

بھال پدھری کے بعد سیاحت کا نیا اُفق

بھال پدھری میلہ دراصل ایک خوشگوار تبدیلی کی تمہید ثابت ہوا ہے۔ جہاں یہ میلہ اپنی رنگارنگ تقریبات، ثقافتی جھلکیوں، لوک موسیقی، مقامی پکوان اور فطرت کے نظاروں کی وجہ سے ہزاروں دلوں کو لبھاتا رہا، وہیں اس نے بھلیسہ کے ان گوشہ نشیں قدرتی خزانوں کو بھی عوامی نگاہوں کے سامنے لے آیا جو مدتوں سے وادیوں، چوٹیوں اور چراگاہوں کے بیچ گمنامی کی دھند میں کھوئے ہوئے تھے۔ بھال پدھری میلے نے صرف تفریح کا سامان فراہم نہیں کیا بلکہ بھلیسہ کے سیاحتی امکانات کا ایک نیا دروازہ بھی کھول دیا، جس سے نہ صرف مقامی معیشت میں حرکت آئی بلکہ نوجوانوں کو نئی امیدیں بھی عطا ہوئیں۔

کچھ مقامات ایسے تھے جن کو مقامی باشندوں نے ایکسپلور کیا تھا۔ جیسے کہ صوفی نیہان افضل اور کوٹاٹاپ کے مقامی لوگوں کی کاوشوں سے کوٹاٹاپ عید گاہ اور اس کے آس پاس کے علاقوں میں سیاحوں کو اپنی طرف کھینچا گیا۔ ان مقامی لوگوں کو مبارکباد ہے۔ اسی طرح میں نے دیکھا کہ دھناسوٹاپ کی طرف ایک مقامی صحافی ریاض عرفان نے توجہ مبذول کرائی۔ اسی طرح باقی کچھ علاقوں کی طرف بھی مقامی باشندوں، سماجی کارکنان و صحافیوں نے لوگوں کی توجہ مبذول کرائی لیکن بھال پدھری میلے کے بعد ایک واضح فرق محسوس کیا گیا۔ پہلے جہاں لوگ چند مقامات

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

تک محدود رہتے تھے وہیں اب سیاح اور ماحولیاتی شوقین افراد بھلیسہ کے اُن علاقوں کا بھی رخ کرنے لگے ہیں جو شاید صرف چرواہوں، لکڑہاروں یا مقامی لوگوں کے قدموں کے عادی تھے۔ ڈاکٹراشتیاق بٹ کئی علاقوں کی سیر و تفریح کے دوران ان علاقوں کو لوگوں کے سامنے لانے کی بھرپور کوشش کررہے ہیں، اسی طرح عرفان علی ملک اور نثار راتھر نے بھی تلائی اور ڈاگن کو ایکسپلور کرنے کی کوشش کی ہے۔ مدثر ظفر شیخ نے چلی کو لائم لائٹ میں لایا، جھکیاس کے جناب غلام نبی وانی، عمران مجید، ڈاکٹر مدثر نظر ، بھوپندر سنگھ رانا، ہارون ملک، فردوس کھانڈے، ارجن سنگھ اور اشتیاق ملک بھی اپنے اپنے علاقوں میں موجود سیاحتی مقامات کو لوگوں کے سامنے لینے کی بھرپور کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔

اب روایتی راستوں سے ہٹ کر سیاح نئی راہوں کی تلاش میں نکلتے ہیں۔ وہ خاموش پہاڑی دھاروں، پُراسرار جھیلوں، خوش رنگ چراگاہوں، شفاف جھرنوں اور ہرے بھرے جنگلوں میں پہنچ کر فطرت سے گفتگو کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ کئی مقامات ایسے ہیں جہاں آج سے پہلے شاید کسی کیمرے کی آنکھ نے جھانکنے کی زحمت نہیں کی تھی، لیکن اب وہاں موبائل کیمرے، ڈرون، اور وی لاگرز کی موجودگی عام ہونے لگی ہے۔ چند ہفتوں کے اندر اندر، جو علاقوں کبھی تنہائی اور سکوت کی علامت سمجھے جاتے تھے، وہاں سیاحتی سرگرمیاں دکھائی دینے لگی ہیں۔ یہ صرف ایک وقتی جوش نہیں بلکہ اس بات کا ثبوت ہے کہ بھلیسہ کی سرزمین میں وہ سب کچھ موجود ہے جو کسی بھی عالمی معیار کے سیاحتی مقام میں ہوتا ہے۔ حسن، سکون، تنوع، مہمان نوازی اور ایک خالص ثقافتی رنگ۔ اگر یہاں مناسب انفراسٹرکچر مہیا کیا جائے، سڑکوں کو بہتر بنایا جائے، رابطہ نظام کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کیا جائے، اور حکومتی سطح پر ایک مربوط سیاحتی پالیسی اختیار کی جائے تو بھلیسہ جموں و کشمیر کا اگلا

Safarnama Bhal Padhri by Zahir Malik Bhalesi

گلمرگ یا پہلگام بننے کی مکمل صلاحیت رکھتا ہے۔

بھلیسہ کے دامن میں تقریباً چالیس ایسے مقامات ہیں جن کی خوبصورتی فطرت کی شاعری کا درجہ رکھتی ہے۔ ان میں مہاڈ دھار کی اونچی گھاس سے ڈھکی ٹھنڈی چراگاہیں، کنٹھی دھار کی بلندیوں سے جھانکتا سورج، چونڈی وادی کے میدان وروحانی فضاء اور پرندوں کی آوازوں سے گونجتی صبح، سوئیں بیگار کا خاموش حسن، کوٹا ٹاپ کی بادلوں میں لپٹی شامیں اور درختوں سے گری ہوئی وادی، باچھ دھار کا تروتازہ سبزہ، لاکھن دھار کے خوبصورت میدان و جنگل، لڈو کانسر کے باغات و جنگلات، چنوری کا دلکش جنگل، نرگواڑی دھار کی ویرانی میں لپٹی نزاکت اور روحانی فضاء، محل ناگ دھار کے پرانے درخت و قدیم تاریخ کی نشاندہی، کنڈولو کا اونچی چوٹی والا مندر، سنو اور ماناڈھان کا خوبصورت علاقہ، گل کے جنگلات، ڈھوسہ کا پانی و جھیل، جوالی دھار کی بارش میں نہاتی مٹی، گھٹی راج گوٹھ کا سکون بھرا میدان، ناگلوٹن کی گھنے جنگلات سے ہوتی ہوا، موتی بگڑا کی خوبصورت ڈھلوانیں، بیرچھو آبشار کی شوریدہ پرجوش لپیٹیں، گوئلباڑ آبشار کے قطرے، جنترون کا سحر اور شام دلائیں کی پراسراریت۔ ڈیچی دھار، کیھن دھار، گوہادھار، گھاشیر ٹاپ، تلائی گڑ گنس، مشوڈھ دھار، دھناسو، دموٹھ دھار، شام دلائیں، ناگنی دھار، چلی دھار۔ ان سب مقامات انمول گوہروں کی مانند ہیں جو اب اپنی اصل چمک دکھانے کو تیار

کئی نوجوانوں نے فوٹو گرافی، بلاگنگ، اور وی لاگنگ کے ذریعے ان مقامات کو سوشل میڈیا کے ذریعے عالمی سطح پر روشناس کروایا ہے، جس سے اب یہاں کی مقامی معیشت میں بھی جنبش آرہی ہے۔ ہوم اسٹے کلچر، اور روایتی خوراک کے کاروبار کو اب نئی زندگی مل رہی ہے۔ نوجوان طبقہ، جو کبھی صرف سرکاری نوکریوں کا منتظر ہوا کرتا تھا، اب ماحولیاتی سیاحت، ایڈونچر ٹور، اور لوک ثقافت کے

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhalesi

تحفظ جیسے اقدامات میں پیش پیش دکھائی دیتا ہے۔

یہ تمام پہاڑی سلسلے، جنگلاتی راستے، اور چراگاہیں صرف قدرتی حسن کا شاہکار نہیں بلکہ بھلیسہ کی تہذیبی، ماحولیاتی اور تمدنی وراثت کا بھی عکس ہیں۔ یہاں کی فضائیں صرف آکسیجن سے نہیں بھریں بلکہ تاریخ، روحانیت اور سادگی سے لبریز ہیں۔ اگر یہاں آنے والے سیاح ان مقامات کو سمجھنے، سننے، محسوس کرنے اور ان کی اصل روح کو اپنانے کی نیت سے آئیں تو یقیناً وہ یہاں سے بدل کر لوٹیں گے۔

اب وقت آگیا ہے کہ بھال پدھری میلے کی کامیابی کو ایک سنگ میل سمجھ کر سرکاری و غیر سرکاری سطح پر ان علاقوں کو سیاحتی ترقی کے دھارے میں شامل کیا جائے۔ ایک جامع سیاحتی پالیسی، جس میں مقامی شراکت داری، ماحولیاتی تحفظ، اور ثقافتی شناخت کی حفاظت کو مقدم رکھا جائے، نہ صرف بھلیسہ بلکہ پورے خطے کے لیے معاشی، سماجی اور ماحولیاتی انقلاب کا باعث بن سکتی ہے۔

یقیناً، بھال پدھری میلہ ایک میلہ ہی نہیں بلکہ ایک امید، ایک سفر اور ایک نئی صبح کا آغاز تھا۔ ایسی صبح، جس میں بھلیسہ کی وادیاں، پہاڑ، چشمے، اور چراگاہیں بیدار ہو چکی ہیں اور اب یہ ہماری ذمے داری ہے کہ ہم اس بیداری کو ایک پائیدار ترقی میں ڈھال دیں۔

☆☆☆

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

بھلیسہ ٹورزم ڈیولپمنٹ اتھارٹی کی گونج

بھلیسہ کی وادی صدیوں سے قدرتی حسن، ثقافتی تنوع اور جغرافیائی اہمیت کی امین رہی ہے۔ یہاں کی فضائیں، پہاڑ، جھرنے، چراگاہیں اور مٹی کی خوشبو اپنے دامن میں وہ سب کچھ سمیٹے ہوئے ہے جو کسی بھی عالمی سطح کے سیاحتی مقام میں موجود ہوتا ہے۔ لیکن اس سب کے باوجود بھلیسہ کو اس طرح کی توجہ یا پہچان حاصل نہ ہو سکی جس کی وہ حقیقی طور پر حقدار ہے۔ اسی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے برسوں سے بھلیسہ کے لوگ "بھلیسہ ٹورزم ڈیولپمنٹ اتھارٹی" کے قیام کا مطالبہ کرتے چلے آرہے ہیں۔ تاہم اس دیرینہ مطالبے کو جو قوت اور رفتار 20 جولائی 2025 کو منعقد ہونے والے بھال پدھری فیسٹیول نے دی، وہ ماضی میں کبھی دیکھنے کو نہیں ملی۔ بھال پدھری، جو بھلیسہ کے پہاڑی سلسلے میں واقع ایک جادوئی چراگاہ ہے، اس دن صرف قدرتی خوبصورتی کا مرکز نہ رہا بلکہ عوامی جذبات، نوجوانوں کی امیدوں اور سماجی بیداری کا ایک مظبوط استعارہ بن گیا۔

فیسٹیول کے دوران جب جناب محمد ایوب زرگر نے اظہار تشکر کی اپنی تقریر کے دوران بھلیسہ ٹورزم ڈیولپمنٹ اتھارٹی کی پرزور مانگ اٹھائی، تو وہ صرف ایک آواز نہیں تھی بلکہ پورے بھلیسہ کے عوام کی آرزو تھی جو برسوں سے دل میں دبی ہوئی تھی۔ اس مطالبے نے جیسے ہی ہوا پکڑی، ویسے ہی اسٹیج کے سامنے

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

بیٹھے نوجوانوں نے نعروں کی گونج میں اپنی موجودگی اور حمایت کا ثبوت دیا۔ "بھلیسہ ٹوریزم اتھارٹی زندہ باد" اور "ڈی سی صاحب زندہ باد" جیسے نعرے اس بات کے شاہد بنے کہ یہ صرف ایک رسمی مطالبہ نہیں، بلکہ عوامی ضمیر کی پکار ہے۔

اس موقع پر ضلع ترقیاتی کمشنر جناب ہرویندر سنگھ کی موجودگی بھی نہایت اہم رہی۔ اُنہوں نے نہ صرف عوامی جذبات کو سنا بلکہ ان کے چہروں پر اُمید کی جو جھلک تھی وہ خود اس بات کی دلیل بنی کہ یہ مطالبہ اب کسی فائل میں بند ہو کر دفن نہیں ہو گا، بلکہ آنے والے وقت میں یہ حقیقت کا روپ لے سکتا ہے۔ ایجوکیشنل، انوائرمنٹل، سوشل، سپورٹس اینڈ کلچرل سوسائٹی بھلیسہ نے اس مطالبے کو محض تقریر یا نعروں تک محدود نہیں رکھا بلکہ ایک باضابطہ دستخطی مہم کا آغاز کیا جس میں 6 ہزار سے زائد افراد نے اپنی دستخطوں کے ذریعے حکومت سے اس اتھارٹی کے قیام کا مطالبہ کیا۔ یہ پہل ثابت کرتی ہے کہ بھلیسہ کا ہر فرد، چاہے وہ گاؤں کے کسی کونے میں ہو یا قصبے میں، اس خواب کو سچ ہوتے دیکھنا چاہتا ہے۔ سیاست دانوں، سماجی کارکنوں اور مقامی نمائندوں نے بھی مختلف مواقع پر اس مطالبے کو اٹھایا ہے۔ وہ مبارکبادی کے مستحق ہیں۔

واضح رہے کہ بھلیسہ میں 40 سے زائد ایسے مقامات ہیں جو قدرتی سیاحت، مہم جوئی، ثقافتی تہواروں اور تحقیقی سیاحت کے لیے مثالی ہیں۔ ٹورزم ڈیولپمنٹ اتھارٹی کا قیام نہ صرف سیاحت کو فروغ دے گا بلکہ اس پسماندہ خطے کی معیشت کو ایک مضبوط بنیاد بھی دے گا۔ بھلیسہ کے ہزاروں نوجوان روزگار کی تلاش میں وادی، جموں یا بیرونِ ریاست جارہے ہیں۔ اگر یہ اتھارٹی قائم ہوتی ہے، تو مقامی گائیڈز، ہوم اسٹے، فوڈ پوائنٹس، کلچرل پرفارمنس اور دیگر شعبہ جات میں سینکڑوں روزگار کے مواقع پیدا ہوسکتے ہیں۔

☆☆☆

Safarnama Bhal Padhri By Zakir Malik Bhallesi

میلے نے ترقی کی راہیں کھولی

بھال پدھری کا فیسٹیول ختم تو ہوا مگر اس کے بعد جو سلسلہ شروع ہوا، وہ کہیں زیادہ پائیدار، بامعنی اور امید افزا تھا۔ وہ محض ایک تہوار نہ تھا بلکہ ایک بیداری تھی۔ جیسے خواب سے جاگتا ہوا ایک پورا خطہ ہو۔ جس صبح میں واپس لوٹا، تب بھی بھال پدھری کی گھاس پر شبنم کا عکس تھا، مگر فضا میں کچھ نیا، کچھ تازہ، کچھ بدلتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

یہ صرف ایک دن کی روشنی نہ تھی بلکہ ایک سلسلہ تھا جو پورے بھلیسہ کی سمت اور صورت بدلنے لگا۔ میلے کے بعد بھلیسہ میں جس طرح کی سرگرمیاں دیکھنے کو ملیں، وہ کسی انقلاب سے کم نہ تھیں۔ سب سے پہلے "ٹھاٹھری - کاہل جو گا سر سڑک" کو نیشنل ہائی وے کا درجہ دینے کی عوامی مانگ سامنے آئی۔ میں نے ڈاکٹر ماجد زرگر کی طرف سے سوشل میڈیا پر اس ضمن میں کئی پوسٹ دیکھے۔ کئی نوجوانوں نے اس کے بعد سوشل میڈیا پر یہ مانگ رکھی۔ محمد ایوب زرگر صاحب نے بھی اپنی غیر سرکاری تنظیم کی جانب سے اس آواز کو تقویت بخشی اور ایس ڈی ایم گندوسے گزارش کی وہ اجازت دیں کہ ان سے ایک وفد اس ضمن میں ملے۔ بلکہ بڑے پیمانے پر اس حوالے سے کام کرنے کو لیکر لائحہ عمل تیار ہوا۔ ان وہ ضلع

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

ترقیاتی کمشنر کو بھی تحریری طور میمورینڈم دے چکے ہیں۔

ایک بڑی کامیابی مرون بھال پدھری سڑک پر کام کی بحالی تھی۔ یہ میلے سے پہلے ہی کا معاملہ تھا۔ اس سڑک پر کام طویل وقفے سے رکا ہوا تھا۔ مقامی میڈیا، سیاسی و سماجی رہنماوں کی مداخلت سے اس پر دوبارہ کام شروع ہوا اور اب وہاں روزانہ کی بنیاد پر مشینیں چلتی دکھائی دیتی ہیں۔ لگتا ہے جیسے وہ خاموش راستے اب دوبارہ زندہ ہو رہے ہوں۔

میلے کے اثرات صرف سڑکوں تک محدود نہ رہے۔ بھلیسہ کے دیگر خوبصورت مگر نظرانداز مقامات پر بھی لوگوں کی آمدورفت بڑھنے لگی۔ کہیں ہینڈ پاور چیمپئن شپ کے مقابلے ہوئے، تو کہیں کشتی (دنگل) کے میدان آباد ہو گئے۔ چلی میں لائن کلب اینڈ ٹوکن ٹرسٹ کے بینر تلے ایک شاندار ٹورنامنٹ منعقد ہوا۔ نوجوانوں نے اپنے اپنے پہاڑی علاقوں کا رخ کیا اور کئی نے تو خود اپنے گاؤں کو سیاحتی نقشے پر لانے کے لئے سرگرمیاں شروع کر دیں۔

انتظامیہ نے بھی اس بیداری کو محسوس کیا۔ بھال پدھری میں موبائل ٹاور لگانے کی تیاریاں شروع ہوئیں تاکہ وہاں کی کٹی ہوئی دنیا کو نیٹ ورک کی ڈور سے جوڑا جا سکے۔ خانہ بدوش طبقے کے مویشیوں کے لئے چیک اپ ٹیمیں روانہ ہوئیں، تاکہ ان کی زندگیوں کو بھی انسانی تحفظ حاصل ہو۔

سب سے زیادہ مسرت مجھے اس وقت ہوئی جب بھال پدھری میں موبائل اسکول کھولنے کی خبریں آئیں۔ جہاں کبھی صرف ڈھوکیں ہوتی تھی اب تعلیم کی روشنی اترنے والی ہے۔ ساتھ ہی مقامی دکانوں کا سلسلہ بھی شروع ہوا اور لوگ روزی کے نئے در کھولنے لگے۔

Safarnama Bhal Padhri By Zakir Malik Bhallesi

سیاحوں کی آمد کا سلسلہ اس قدر بڑھا کہ اب روزانہ کی بنیاد پر بھال پدھری کی چراگاہوں پر خیمے، کیمرے، اور قہقہے دکھائی دیتے ہیں۔ چمبال پدھری سے بھال پدھری کی سڑک کو کشادہ کرنے کی مہم میں بھی تیزی آ گئی ہے۔ پینے کے پانی کی ٹیسٹنگ ہو چکی ہے، اور اب نلوں کی تنصیب کا کام بھی شروع ہونے والا ہے۔

اگرچہ آج بھی بھال پدھری بجلی سے محروم ہے، مگر انتظامیہ سولر لائٹس پر غور کر رہی ہے، تا کہ یہ روشنی فقط تہواروں تک محدود نہ رہے، بلکہ زندگی کا حصہ بن جائے۔ اس دوران مقامی گھوڑے والے مزدوروں کو بھی روزگار کا موقع ملا۔ یہ سب کچھ کسی خواب سا لگتا ہے، مگر یہ خواب بھال پدھری میلے نے ہی جگایا۔ یہ میلہ اب ایک استعارہ بن چکا ہے اور میں، ایک مسافر کے طور پر، یہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ کر، دل کی تختی پر لکھ کر، آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں۔

☆☆☆

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

تاثرات

جناب جاوید احمد رانا
(وزیر برائے جل شکتی، جنگلات و ماحولیات، قبائلی امور، جموں کشمیر سرکار)

"یہ جان کر بے حد خوشی ہوئی کہ بھلیسہ کے ایک باصلاحیت اور متحرک نوجوان جناب ذاکر ملک بھلیسی نے "سفرنامہ بھال پدھری" کے عنوان سے معلوماتی کتاب تصنیف کی ہے۔ یہ کتاب حالیہ منعقدہ بھال پدھری میلے پر مبنی ہے جس کا مقصد نہ صرف اس خوبصورت وادی کی فطری دلکشی اور ثقافتی ورثے کو اجاگر کرنا تھا بلکہ مقامی لوگوں کو ایک پلیٹ فارم پر لا کر باہمی ہم آہنگی، ترقی اور شعور کی راہیں ہموار کرنا بھی تھا۔ اس میلے کی کامیابی میں میرے محکمہ جنگلات سمیت مختلف اداروں نے اپنا اہم کردار ادا کیا۔ میلے کو منعقد کرنے والی تمام ٹیموں خصوصی طور محکمہ جنگلات، ضلع انتظامیہ ڈوڈہ، محکمہ سیاحت اور چیف آرگنائزر محمد ایوب زرگر صاحب اور ان کی پوری ٹیم کو بہت بہت مبارک باد پیش ہے۔

بھال پدھری وہ علاقہ ہے جہاں صدیوں سے چرواہے اپنے مویشیوں کے ساتھ موسمِ گرما میں قیام کرتے رہے ہیں۔ ایسے قدرتی مقامات پر میلے اور ثقافتی

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

سر گرمیاں عوام میں ماحولیات، فطری ورثے، اور مقامی تاریخ کے تحفظ کا شعور بیدار کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔

ذاکر ملک بھلیسی نہ صرف ایک عمدہ قلمکار ہیں بلکہ ویڈیو سازی کے ذریعے بھی بھلیسہ، ڈوڈہ، راجوری اور پونچھ جیسے تاریخی و ثقافتی اعتبار سے اہم خطوں کی کہانیوں کو زندہ کر رہے ہیں۔ میں خود ان کی کئی تحریریں پڑھ چکا ہوں اور ویڈیوز بھی دیکھے ہیں، جن سے مجھے بارہا اپنے ہی علاقے کی نئی جہتیں جاننے کا موقع ملا۔ اُن کی سوچ مثبت، وژن وسیع اور اندازِ بیان پُراثر ہے۔ انہوں نے جو تحقیقی اور ادبی خدمات انجام دی ہیں، وہ بلاشبہ لائق تحسین ہیں۔ خاص طور پر راجوری پونچھ میں اُن کی کوششوں کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔

مجھے فخر ہے کہ ہمارے خطے میں ایسے نوجوان موجود ہیں جو قلم کے ذریعے اپنی دھرتی، اس کی تاریخ اور روایتوں کو زندہ رکھنے کا مقدس فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ میں ذاکر ملک بھلیسی کو ''سفرنامہ بھال پدھری'' جیسی اہم کتاب کی اشاعت پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ وہ آئندہ بھی اسی جوش و خلوص سے اپنے مشن کو جاری رکھیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میری طرف بھلیسہ کی تمام عوام کو بہت مبارک۔"

☆☆☆

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

جناب دلیپ سنگھ پریہار
(ممبر قانون ساز اسمبلی بھدرواہ بھلیسہ)

"بھلیسہ اور بھدرواہ کی تاریخ میں اس بار واقعی ایک نئی تاریخ لکھی گئی ہے۔ آزادی کے بعد شاید پہلی بار ایسا محسوس ہوا کہ ان علاقوں نے وِکاس کو اپنی زمین پر اُترتے ہوئے دیکھا ہے۔ برسوں سے خواب بننے والا یہ علاقہ اب جاگ رہا ہے۔ پہاڑوں میں بسی یہ وادیاں، جہاں صرف خاموشی اور محرومی سنائی دیتی تھی، آج خوشی، جوش اور اُمید سے گونج رہی ہیں۔

بھلیسہ اور بھدرواہ کے لوگوں نے اپنی پیاری دھرتی کو سیاحوں کے لیے کھولنے کی جو کوشش کی ہے، وہ قابل تعریف ہے۔ بھال پدھری میلہ اسی کوشش کی ایک شروعات ہے۔ یہ ایک ایسا اتسو تھا جس نے نہ صرف علاقے کی سنسکرتی کو منچ دیا بلکہ پورے دیش کے لوگوں کو یہاں کی خوبصورتی سے روشناس کرایا۔ مجھے پُورا وشواس ہے کہ یہ میلہ آگے جا کر اس علاقے کو سیاحت کے بڑے نقشے پر لے آئے گا اور یہاں کے نوجوانوں کو روزگار کے نئے موقعے ملیں گے۔

اس شاندار آیوجن کو کامیاب بنانے میں جن لوگوں نے اپنا یوگدان دیا، وہ سب شکریے اور بدھائی کے حق دار ہیں۔ بھلیسہ کی معروف غیر سرکاری سنستھا ایجوکیشنل، انوائرنمنٹل، سوشل، سپورٹس اینڈ کلچرل سوسائٹی کے چیئرمین جناب محمد ایوب زرگر اور ان کی ٹیم نے بڑی محنت اور لگن سے کام کیا۔ انہوں نے صرف میلہ

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

نہیں کرایا، بلکہ سماج کے ہر طبقے کو ایک ساتھ جوڑ کر ایکتا اور بھائی چارے کی مثال قائم کی۔

اس اتسو کو کامیاب بنانے میں ضلع انتظامیہ ڈوڈہ، ڈوڈہ ضلع، بھلیسہ اور بھدرواہ کی انتظامیہ، ٹوریزم وبھاگ، بھدرواہ ڈیولپمنٹ اتھارٹی، محکمہ جنگلات، بھارتی سینا، جموں کشمیر پولیس اور دیگر سنگٹھنوں نے بھی قابل تعریف رول ادا کیا۔ ان سب کی کوششیں ہی تھیں جن سے یہ میلہ ایک یادگار بن سکا۔

یہ سب کوششیں اُس وِکست بھارت کے سپنے کی طرف ایک مضبوط قدم ہیں، جس کا سنکلپ پردھان منتری جناب نریندر مودی جی نے 2047 تک کے لیے لیا ہے۔ آج دیش کا ہر کونا، ہر ضلع، ہر وادی اس سفر میں اپنا حصہ دے رہی ہے، اور بھلیسہ و بھدرواہ اس میں پیچھے نہیں ہیں۔ یہاں کے لوگ، جوش اور جذبے کے ساتھ وِکاس کی اِس یاترا میں شریک ہیں۔

مجھے خوشی ہے کہ میرے استاد اور پورے بھلیسہ کے لوگوں کے استاد جناب غلام حسین ملک صاحب کے بیٹے، ذاکر ملک بھلیسی ایک کتاب شائع کر رہے ہیں جو بھال پدھری پر آدھارت ہے۔ یہ خبر میرے لیے ذاتی طور پر بھی خوشی کا باعث بنی کیونکہ ذاکر صاحب نہ صرف ایک لکھاری ہیں بلکہ وہ بھلیسہ کے اُن نوجوانوں میں سے ہیں جو اُونچی سوچ، صاف نیت اور سماج کے تئیں جذبے سے بھرپور ہیں۔

ذاکر صاحب نے ہمیشہ اپنی لکھی ہوئی باتوں میں مثبت سوچ اور بھائی چارے کو جگہ دی ہے۔ وہ سیکولر سوچ کے حامی رہے ہیں اور بھلیسہ کی خوبصورتی، بھائی چارے، مہمان نوازی کو اپنی تحریروں میں جگہ دیتے آئے ہیں۔ اُن کا ویژن

Safarnama Bhal Padhri By Zakir Malik Bhallesi

بالکل اپنے والد محترم جیسا ہی ہے۔ تعمیری، سماجی اور تعلیمی۔

میں ذاکر ملک بھلیسی کو اس پستک کی اشاعت پر دلی بدھائی دیتا ہوں۔ یہ کتاب نہ صرف اس میلے کی یادوں کو محفوظ کرے گی بلکہ آنے والی پیڑھی کے لیے ایک اتہاسک دستاویز بنے گی۔

جے ہند۔ بھارت ماتا کی جے"

☆☆☆

جناب ہروندر سنگھ۔ IAS

(ضلع مجسٹریٹ ڈوڈہ)

" بھال پدھری ٹوریزم فیسٹیول ضلع ڈوڈہ میں سب کو ساتھ لے کر چلنے والی، پائیدار اور عوامی تعاون پر مبنی سیاحت کو فروغ دینے کی ہماری کوششوں کا ایک اہم پڑاؤ ثابت ہوا ہے۔ اس میلے کے ذریعے نہ صرف بھلیسہ کی خوبصورت ثقافت، قدرتی حسن اور سیاحتی صلاحیت کو دکھایا گیا، بلکہ مقامی لوگوں کو بھی اس کام میں شریک کیا گیا، تاکہ وہ بھی ترقی کا حصہ بن سکیں۔ ضلع انتظامیہ ہمیشہ سے مانتی ہے کہ ایسے پروگرام صرف میلوں تک محدود نہیں ہوتے، بلکہ یہ لوگوں کو آپس میں جوڑنے، انہیں آگاہ کرنے اور نئے مواقع دینے کے لیے ہوتے ہیں۔ یہ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی کہ ہر طبقے سے تعلق رکھنے والے لوگوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

اور سول سوسائٹی، سیاحت کے محکمے اور مقامی لوگوں کے درمیان زبردست تال میل دیکھنے کو ملا۔ میں اس موقع پر جناب محمد ایوب زرگر صاحب کو دل سے مبارکباد پیش کرتا ہوں، جنہوں نے اس میلے کو کامیاب بنانے کے لیے بڑی محنت اور ذمہ داری سے کام کیا۔ وہ ایجوکیشنل، انوائرنمنٹل، سوشل، اسپورٹس اینڈ کلچرل سوسائٹی بھلیسہ کے چیئرمین ہیں۔ ساتھ ہی میں جموں سیاحت محکمہ کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جن کا تعاون اس میلے کی کامیابی میں بہت اہم رہا۔ ہماری ضلع انتظامیہ آئندہ بھی اس طرح کی کوششوں کی مکمل حمایت کرے گی اور سب کے ساتھ مل کر بھال پدھری جیسے خوبصورت مگر دور دراز علاقوں کو سیاحت کے نقشے پر لانے کے لیے کام کرتی رہے گی"

میلے کے روز جناب ہرو ہندر سنگھ جب بھال پدھری پہنچے تو ان کے چہرے پر خوشی کی ایک الگ ہی چمک تھی۔ رش کی شدت اور بھیڑ کی کثرت ایسی تھی کہ گاڑیوں کی آمدورفت مکمل طور پر متاثر ہو چکی تھی، مگر اس ہجوم میں بھی وہ ایک عام شہری کی طرح کئی کلومیٹر پیدل چل کر جائے مقام تک پہنچے۔ صرف پیدل نہیں چلے بلکہ خود ٹریفک نظام کو بہتر بنانے کی کوشش کی۔ ان کے ساتھ ضلع کے سینئر سپر نٹنڈنٹ آف پولیس اور دیگر اعلیٰ افسران بھی موجود تھے، جو انتظامی ہم آہنگی اور اشتراک کا عملی مظاہرہ تھا۔

اپنے خطاب میں انہوں نے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے اس میلے کو "تاریخی میلہ" قرار دیا اور نہایت فخر سے اعلان کیا کہ "بھلیسہ کے اس میلے میں تیس ہزار سے زائد افراد کی شرکت اسے ایک یادگار موقع بناتی ہے۔" ان کا یہ بیان نہ صرف عوامی جوش کا اعتراف تھا بلکہ ایک اہم انتظامی تسلیم بھی، جس نے بھلیسہ کے

شہریوں کی میزبانی اور نظم و ضبط کی صلاحیت کو خراجِ تحسین پیش کیا۔

جناب ہروندر سنگھ نے اس موقع پر پورے ضلع ڈوڈہ اور خاص طور سے بھلیسہ کے عوام کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کی۔ انہوں نے کہا کہ یہ میلہ نہ صرف ثقافتی شناخت کا مظہر ہے بلکہ یہ ایک اجتماعی جذبے کی علامت بھی ہے جس نے بھلیسہ کو اتحاد، محبت اور بھائی چارے کی مثال بنا دیا ہے۔ اپنی تقریر میں انہوں نے عوامی کردار کو سراہتے ہوئے کہا کہ "بھلیسہ کی عوام نے دکھا دیا ہے کہ وہ بلا لحاظ مذہب و ملت ایک ساتھ کھڑے ہیں۔" ان کے ان الفاظ نے سامعین کے دلوں کو چھو لیا اور علاقے کی روایتی گنگا-جمنی تہذیب کو نئی روح دی۔ جناب ہروندر سنگھ نے یہ بھی بتایا کہ یہ ان کا بھال پدھری کا دوسرا دورہ ہے۔ پہلی بار جب وہ اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ آئے تھے تو یہاں کی خوبصورتی، سکون اور فطری حسن نے ان کے دل کو چھو لیا تھا اور آج، جب وہ دوسری بار اس مقام پر پہنچے، تو یہاں کے عوامی سیلاب اور بے پناہ جوش و خروش کو دیکھ کر اُن کے دل کو "شانتی" ملی۔ انہوں نے محمد ایوب زرگر صاحب اور ان کی ٹیم کو دل سے مبارکباد دی۔ خصوصی طور پر ضلع مجسٹریٹ نے بھال پدھری کی ٹرائبل (قبائلی) آبادی کا بھی ذکر کیا جنہوں نے اپنی چراگاہوں اور گھاس کے ممکنہ نقصان کو برداشت کرتے ہوئے میلے کی کامیابی میں اہم کردار ادا کیا۔ ان کی قربانی اور تعاون کے بغیر یہ ممکن نہ تھا۔ انہوں نے کہا کہ "یہ قربانی کسی عام جذبے کا نتیجہ نہیں بلکہ بھلیسہ کے لوگوں کی فراخ دلی، میل جول اور بھائی چارے کا عکس ہے"۔ جناب ہروندر سنگھ نے آخر میں کہا کہ "بھلیسہ نے ہمیشہ مذہبی ہم آہنگی کو فروغ دیا ہے، اور یہ روایت برقرار رہنی چاہئے۔ یہی ہمارے سماج کی بنیاد ہے اور یہی ہمارا فخر بھی۔ اس میلے پر لکھی گئی کتاب قابل سراہنا ہے۔"

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

جناب محمد ارشاد۔JKPS

(ڈی آئی جی۔DIG سول ڈیفنس / ایس ڈی آر ایف، جموں)

"مجھے خوشی ہوئی جب جولائی 2025 کے دوسرے ہفتے میں مجھے جناب ذاکر ملک بھلیسی کی جانب سے "بھلیسہ بھال پدھری میلہ میں شرکت کی دعوت موصول ہوئی۔ میں ذہنی طور پر اس شاندار ثقافتی تقریب میں شرکت کے لیے پُرعزم اور پُرجوش تھا مگر افسوس کہ کچھ سرکاری مصروفیات کی وجہ سے 20 جولائی کو منعقد ہونے والے اس خوبصورت پروگرام میں شرکت ممکن نہ ہو سکی۔ لیکن جیسا کہ میں نے سنا اور سوشل میڈیا پر دیکھا، یہ ایک کامیاب میلہ تھا اور میں اس کے انعقاد پر منتظمین کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

میں ماضی میں متعدد بار بھال پدھری، بھلیسہ کے علاقے کا دورہ کر چکا ہوں اور میں پورے یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ علاقہ فطری حسن سے مالا مال اور سیاحت کے بے پناہ امکانات کا حامل ہے۔ یہاں کا قدرتی نظارہ، صاف ستھرا ماحول اور ثقافتی رنگارنگی بے مثال ہے۔

مجھے یہ جان کر بے حد خوشی ہوئی کہ نوجوان، باصلاحیت اور مثبت سوچ کے مصنف جناب ذاکر ملک بھلیسی نے "سفرنامہ بھال پدھری" کے عنوان سے ایک کتاب ترتیب دی ہے۔ یہ تصنیف نہ صرف بھال پدھری بھلیسہ کے سیاحتی امکانات کو اجاگر کرتی ہے بلکہ حالیہ میلے کی روح اور جذبات کو بھی بڑی خوبصورتی سے قید کرتی ہے۔ اس میں مقامی زبان، ثقافت، روایات اور بھائی چارے پر مبنی

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

مشتر کہ ورثے کو جس سلیقے سے بیان کیا گیا ہے، وہ لائق تحسین ہے۔

ذاکر ملک بھلیسی صاحب کا ادبی کام نوجوانوں کے لیے ایک مستقل ذریعہ تحریک بنا ہوا ہے۔ اُن کی لگن اور جستجو نے جموں و کشمیر کے ان گوشوں اور کہانیوں کو روشنی میں لایا ہے جو عموماً نظروں سے اوجھل رہتے ہیں۔ خصوصاً بھلیسہ، ڈوڈہ، راجوری اور پونچھ جیسے خطے۔ ان کی تحریر کو ممتاز بنانے والی بات یہ ہے کہ وہ تاریخی حوالوں سے گہری واقفیت رکھتے ہیں اور پرانے مآخذ سے تحقیق کر کے اپنی تحریروں کو نکھارتے ہیں، جو قاری کو ایک بھرپور اور وسیع تناظر فراہم کرتی ہے۔

میں ذاتی طور پر ''سفرنامہ بھال پدھری'' کے مطالعے کا بے صبری سے منتظر ہوں۔ میں جناب ذاکر ملک بھلیسی کو اس اہم ادبی کارنامے پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں اور ان کی آئندہ ادبی و علمی کاوشوں کے لیے نیک تمناؤں کا اظہار کرتا ہوں۔"

☆☆☆

جناب چین سنگھ

(بین الاقوامی شہرت یافتہ انڈین شوٹر)

"جب مجھے بھال پدھری میلہ کے بارے میں پہلی بار اطلاع ملی تو دل خوشی سے بھر آیا۔ اسی دن میں نے ایک ویڈیو پیغام ریکارڈ کیا اور سوشل میڈیا پر شیئر کر دیا تاکہ دنیا کو بتا سکوں کہ بھلیسہ کے پہاڑوں کے بیچ ایک نیا سورج طلوع ہونے جا رہا

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhalesi

ہے۔ جموں و کشمیر حکومت کے محکمہ سیاحت نے اس پیغام کو اپنے آفیشل اکاؤنٹ پر نشر بھی کیا۔ وہ صرف ایک ویڈیو نہیں تھی وہ ایک جذبہ تھا۔ ایک خواب کی حمایت، ایک زمین سے جڑی امید۔

یہ میلہ ہمارے بزرگوں کا ایک خواب تھا۔ ایک سپنا، جو نسلوں سے دلوں میں پلتا آرہا تھا۔ لوگ برسوں سے کہتے تھے کہ ہمارے بھلیسہ میں بھی کچھ ہو، کوئی ایسا تہوار، کوئی ایسا میلہ جو ہماری پہچان بنے اور یہ خواب پورا کیا ایک غیر سرکاری تنظیم نے، جس کا نام ہے "ایجوکیشنل، انوائرنمنٹل، سوشل، سپورٹس اینڈ کلچرل سوسائٹی بھلیسہ"۔

اس سوسائٹی کے صدر جناب ایوب زرگر صاحب، جو حال ہی میں محکمہ تعلیم سے سبکدوش ہوئے ہیں، انھوں نے ریٹائرمنٹ کے بعد بھی خاموشی سے بیٹھنے کی بجائے ایک نیا مقصد اپنایا۔ اُنہوں نے کہا کہ اب وقت آگیا ہے کہ ہم بھلیسہ کو سیاحت کے نقشے پر لے آئیں۔ یہ صرف ایک خیال نہیں، بلکہ ایک سنکلپ تھا۔ پختہ ارادہ، جو قدموں میں جان ڈال دیتا ہے۔ انھوں نے ثابت کر دیا کہ اگر نیت سچی ہو، تو کوئی بھی پہاڑ راستہ نہیں روک سکتا۔

سیاحت صرف تماشہ نہیں ہوتا یہ ایک ذریعہ ہے لوگوں کو جوڑنے کا، ثقافت کو زندہ رکھنے کا اور نوجوانوں کے لیے روزگار کے دروازے کھولنے کا۔ زرگر صاحب کی قیادت میں اور سرکاری محکموں، پولیس او آرمی کے اشتراک جب بھال پدھری میلہ منعقد ہوا تو ایسا لگا جیسے خواب حقیقت میں بدل گیا ہو۔

میلے سے دو دن پہلے جناب ذاکر ملک بھلیسی صاحب کا فون آیا۔ بڑی محبت سے بولے: " آپ کو ضرور آنا ہے، آپ کی موجودگی سے میلہ مکمل ہو گا۔ " دل چاہتا تھا

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

کہ سب کچھ چھوڑ کر وہاں پہنچ جاؤں، لیکن مجھے ایک بین الاقوامی مقابلے کی تیاری کے سلسلے میں اندور جانا پڑا۔ میں میلے کے دن ہی واپس روانہ ہو گیا۔ لیکن سفر کے دوران دل میں ایک ہی بات تھی۔ بھال پدھری میلہ۔ ہر موڑ، ہر پہاڑی، ہر درخت مجھے وہی میلہ یاد دلا رہا تھا۔ دل میں ایک حسرت تھی کہ کاش میں بھی اس لمحے کا حصہ بن پاتا۔

جب میں نے سوشل میڈیا کھولا تو حیران رہ گیا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے جموں و کشمیر کا سب سے بڑا تہوار بھلیسہ میں ہی منعقد ہوا ہو۔ ہر طرف بھال پدھری میلہ کی تصویریں، ویڈیوز، تبصرے، خوشیاں اور دعائیں۔ وہ صرف ایک ایونٹ نہیں تھا، وہ ایک آندولن تھا۔ ایک عوامی تحریک، جو محبت، محنت اور اتحاد سے پروان چڑھی۔

میلے کی اس شاندار کامیابی نے ڈاکٹر ذاکر ملک بھلیسی کو مجبور کیا کہ وہ اس پر قلم اٹھائیں۔ انھوں نے اس میلے کی یادوں، لمحات اور احساسات کو ایک کتاب کی صورت میں محفوظ کر لیا۔ کتاب لکھنا آسان کام نہیں۔ اس میں سمے لگتا ہے، محنت لگتی ہے، دھن لگتا ہے اور سب سے بڑھ کر لگن لگتی ہے۔ ذاکر صاحب نے یہ سب کچھ دل سے کیا۔ میں ذاکر ملک بھلیسی صاحب کو برسوں سے جانتا ہوں۔ ان کی سوچ ہمیشہ صاف رہی ہے۔ مثبت، ملک دوست، انسان دوست۔ وہ ہر بار اپنے جموں کشمیر، اپنے بھارت، اور اپنی مٹی سے جڑی رہنے کی بات کرتے ہیں۔ وہ صرف الفاظ کے آدمی نہیں، عمل کے بھی آدمی ہیں۔ دیش بھگتی، مذہبی بھائی چارے، اعلیٰ سوچ اور تعمیری عمل۔ یہ سب کچھ ان کی شخصیت کا حصہ ہے۔

انھوں نے صرف کتاب نہیں لکھی، بلکہ ایک تاریخ کو محفوظ کیا۔ آنے والی نسلیں جب اس کتاب کو پڑھیں گی تو جانیں گی کہ بھلیسہ کے لوگوں نے کیسے

ایک خواب کو حقیقت بنایا، کیسے اپنی پہچان خود پیدا کی،اور کیسے اپنے کلچر کو نئی زندگی دی۔ میں انہیں اس عظیم کام کے لیے دل سے مبارکباد دیتا ہوں۔ اور چاہتا ہوں کہ سب لوگ اس کتاب کو پڑھیں،اس سے جڑیں،اور اپنی پہچان پر فخر کریں۔

جے بھلیسہ ،جے جموں کشمیر ،جے بھارت"

☆☆☆

جناب بال کرشن بھگت۔ JKAS

(منیجنگ ڈائیریکٹر و چیف ایگزیکٹو آفیسر جے سی سی بنک و ایڈیشنل رجسٹرار کواپریٹیو سوسائیٹیز جموں)

" مجھے بے حد خوشی ہو رہی ہے کہ میں ہمارے نوجوان اور باصلاحیت مصنف ذاکر ملک بھلیسی کی ادبی کاوشوں کو سراہتے ہوئے چند سطور قلم بند کر رہا ہوں۔ ذاکر ملک بھلیسی پہلے ہی کئی کتابوں کے مصنف ہیں اور حکومت ہند کی وزارتِ یوتھ کی جانب سے اعزاز سے بھی نوازے جا چکے ہیں اور بھارت گاروایوارڈ بھی حاصل کر چکے ہیں۔

میری دلی مبارکباد اور بے پناہ تحسین ذاکر ملک بھلیسی کے لیے ہے، جن کی تازہ ترین تصنیف "سفرنامہ بھال پدھری" منظرِعام پر آ رہی ہے۔ یہ کتاب گندو بھلیسہ ،بالخصوص دلکش وادی بھال پدھری کی سیاحتی خوبصورتی کو نہایت خوبصورتی

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

سے پیش کرتی ہے۔ بھال پدھری اس خطے کا ایک ابھرتا ہوا سیاحتی نگینہ ہے۔

ایک نوجوان اور زرخیز قلم کار کی حیثیت سے ذاکر ملک بھلیسی نے ایک بار پھر اپنے وطن کی فطری خوبصورتی، ثقافتی تنوع اور انفرادیت کو اجاگر کرنے کا بھرپور جذبہ دکھایا ہے۔ ”سفر نامہ بھال بدھری“ نہ صرف ایک ادبی کامیابی ہے بلکہ بھلیسہ کے ان چھپے ہوئے خزانوں کے نام ایک دل سے نکلا ہوا خراجِ عقیدت بھی ہے۔ یہ کتاب قارئین کو یقینی طور پر اس خوبصورت خطے کو دریافت کرنے اور اس کے حسن سے لطف اندوز ہونے پر آمادہ کرے گی۔

حال ہی میں ”ایجوکیشنل، انوائرنمنٹل، سوشل، سپورٹس اینڈ کلچرل سوسائٹی بھلیسہ“ کی جانب سے ضلعی انتظامیہ اور محکمہ سیاحت کے اشتراک سے منعقدہ سیاحتی میلہ پہلے ہی بھال پدھری کو سیاحتی نقشے پر ابھارنے لگا ہے۔ ذاکر ملک بھلیسی کی یہ کتاب اس تحریک کو مزید تقویت دے گی اور بھلیسہ کو ڈوڈہ (جموں و کشمیر) کے ایک لازمی سیاحتی مقام کے طور پر اجاگر کرے گی۔

بھلیسی صاحب نے اس خطے کی قدرتی خوبصورتی، متحرک ثقافت، اور گرمجوش مہمان نوازی کو جس خوبصورتی سے قلمبند کیا ہے وہ روایت اور جدید طرز کا حسین امتزاج پیش کرتی ہے۔ آپ کی تحریر نے واقعی بھلیسہ کی روح کو قاری کے سامنے زندہ کر دیا ہے اور ہر قاری اور سیاح کو اس دنیا میں آنے کی دعوت دی ہے۔

میں نے ذاکر ملک بھلیسی کے کئی اعلیٰ ادبی کام دیکھے ہیں جو نہ صرف بھلیسہ بلکہ جموں و کشمیر کے دیگر علاقوں سے بھی متعلق ہیں اور یہ سب ان کی ادبی مہارت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ مجھے امید ہے کہ بھلیسہ کے دیگر ادبی شخصیات بھی آگے آئیں گی اور اپنے قلم سے اس جنت نظیر خطے کی خوبصورتی کو دنیا کے سامنے

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhalesi

لائیں گی، کیونکہ بھلیسہ کسی بھی لحاظ سے سیاحت کے اعتبار سے جموں و کشمیر کی جنت سے کم نہیں۔

ہمارے پاس برچھو جیسا شاندار آبشار (جو ڈوڈہ کا سب سے بڑا آبشار ہے)، کنٹھی دھار، گاشیر برنی، مہاڈ، جنترون، ڈاگن اور ایسے کئی حسین سیاحتی مقامات ہیں۔ بطور چیف ایگزیکٹو آفیسر، بھدرواہ ڈیولپمنٹ اتھارٹی، اپنے دورِ ملازمت میں، میں نے اس خوبصورت مقام کی سیاحتی صلاحیت کو اجاگر کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ البتہ اُس وقت سب سے بڑا مسئلہ سڑک رابطے کا تھا۔ خوش قسمتی سے اب بھال پدھری کو سڑک سے جوڑ دیا گیا ہے، لہٰذا اب وقت آگیا ہے کہ بھال پدھری کو ڈوڈہ کے ایک اہم سیاحتی مرکز کے طور پر قائم کیا جائے۔

میں ذاکر ملک بھلیسی کو اس شاندار ادبی سفر پر دل کی گہرائیوں سے کامیابی کی دعائیں دیتا ہوں اور اُمید کرتا ہوں کہ مستقبل میں بھی ان کی مزید تخلیقات سے استفادہ حاصل ہو گا۔"

☆☆☆

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

جناب پوون کوتوال ۔JKAS

(ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر کشتواڑ)

"نمسکار۔ بڑے ادب اور محبت کے ساتھ میں "سفرنامہ بھال پدھری" پر اپنے تاثرات پیش کر رہا ہوں، جو جناب ذاکر بھلیسی صاحب کی ایک قابل قدر کاوش ہے۔ یہ کتاب صرف یادوں کا مجموعہ نہیں بلکہ ہماری مشترکہ شناخت، ہماری جڑوں اور بھال پدھری کی لازوال روح کو خراجِ تحسین ہے۔

بھال پدھری صرف ایک مقام نہیں، بلکہ ایک احساس ہے۔ ہر بھلیسی کے دل پر نقش ایک مقدس چھاپ۔ اس کی پاکیزہ وادیاں، وہاں کے لوگوں کی محبت، ہر پتھر، ہر خاموشی، اور ہر کہانی صدیوں پر محیط علم و وابستگی کو سنبھالے ہوئے ہے۔ مجھے بے حد فخر ہے کہ میں ایک ایسی برادری کا حصہ ہوں جس کے دل میں اتنا مالا مال ورثہ بسا ہوا ہے۔

یہ سفرنامہ ایک اہم ثقافتی سنگ میل ہے۔ یہ نہ صرف ایک جگہ اور اس کے باسیوں کے سفر کو قلم بند کرتا ہے بلکہ ہمیں ان قدروں سے بھی جوڑتا ہے جن میں سادگی، استقامت اور اتحاد ہماری شناخت کی بنیادیں ہیں۔ ذاکر صاحب اس بات کے حقیقی مستحق ہیں کہ انہیں آئندہ نسلوں کے لیے ان قیمتی یادوں کو محفوظ رکھنے پر دلی شکریہ اور تحسین پیش کی جائے۔

دعا ہے کہ یہ کتاب ہر بھلیسی تک پہنچے، چاہے وہ کہیں بھی ہو اور ان کے دلوں میں اپنی جڑوں پر فخر پیدا کرے۔ ساتھ ہی، یہ اوروں کو بھی ترغیب دے کہ وہ

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

اپنے آباو اجداد کے ورثے کو اسی وقار اور خوبصورتی سے آگے بڑھائیں۔

محبت و نیک تمناؤں کے ساتھ۔"

☆☆☆

جناب انل کمار ٹھاکر

ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر ضلع ڈوڈہ

"یہ میرے لیے واقعی ایک اعزاز ہے کہ میں کتاب "سفرنامہ بھال پدھری" کے بارے میں چند الفاظ تحریر کر رہا ہوں جو جناب ذاکر ملک بھلیسی صاحب نے تحریر کی ہے۔ وہ میرے عظیم اور محبوب استاد، جناب غلام حسین ملک کے صاحبزادے ہیں جو نہ صرف ایک بلند پایہ معلم تھے بلکہ میرے والد محترم شری چرن جیت لال کوتوال کے بھی قریبی دوست تھے۔

ذاکر ملک بھلیسی نے اپنے محترم والد کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے تعلیم، ثقافت اور وطن سے محبت کی ایک عظیم روایت کو آگے بڑھایا ہے۔ اُن کے ویژنری خیالات، مثبت سوچ اور قوم کے لیے وابستگی اُنہیں اپنے عظیم اسلاف، خصوصاً مرحوم ملک صاحب سے ورثے میں ملی ہے، جو آج بھی اپنی اقدار کے ذریعے دلوں میں زندہ ہیں۔

میں بھلیسہ کے ہر فرد کو حالیہ بھال پدھری میلہ کی شاندار کامیابی پر دل کی

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں، اور خاص طور پر این جی او ای ای ایس ایس اینڈ سی ایس کے چیئرمین جناب محمد ایوب زرگر صاحب اور ان کی پوری ٹیم کی مخلصانہ کاوشوں کو سراہتا ہوں۔ یہ واقعی ایک تاریخی موقع ہے کہ ایک روزہ میلے پر ایک مکمل کتاب تحریر کی گئی ہے جو اپنی مثال آپ ہے اور قابل صد تحسین ہے۔

میں ضلع ڈوڈہ کے ڈپٹی کمشنر جناب ہروندر سنگھ (آئی اے ایس) محکمہ سیاحت، محکمہ جنگلات، پولیس، آرمی اور دیگر تمام متعلقہ اداروں کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس میلے کو ایک یادگار اور عظیم کامیابی بنایا۔

ایک بار پھر، میں ذاکر ملک بھلیسی صاحب کو اس اہم ادبی کارنامے پر دل سے مبارکباد پیش کرتا ہوں اور ان کے لیے دعا گو ہوں کہ وہ اسی طرح خدمت، ادب اور ثقافت کے فروغ میں کامیابی کے سفر پر گامزن رہیں۔"

☆☆☆

جناب ارُون کمار بڈیال-JKAS

(سب ڈویژنل مجسٹریٹ، گندو بھلیسہ)

"میں نے ماضی میں کئی تقریبات اور فیسٹیولوں میں شرکت کی ہے لیکن 20 جولائی 2025 کو بھال پدھری میں منعقدہ پہلے بھلیسہ فیسٹیول نے میرے دل کو جس انداز سے چھوا، وہ اپنی نوعیت کا ایک منفرد تجربہ تھا۔ پہلی بار یوں محسوس ہوا کہ ایک سیاحتی مقام کے ساتھ عوام کے جذبات، شناخت اور خواب براہ راست

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

جُڑے ہوئے ہیں۔ عوام کی پرجوش شرکت، مقامی رضاکاروں کی بے لوث خدمت اور تنظیمی ٹیم کی لگن نے اس دن کو بھلیسہ کی تاریخ میں یادگار بنادیا۔

میں اس شاندار کامیابی پر بھلیسہ کی عوام کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ خاص طور پر ایجوکیشنل، انوائرمنٹل، سوشل، سپورٹس اینڈ کلچرل سوسائٹی بھلیسہ کے رضاکاروں کی خدمات اور چیف آرگنائزر جناب محمد ایوب زرگر کی محنت قابل تحسین ہے۔

ضلع ڈوڈہ کے ڈپٹی کمشنر جناب ہروندر سنگھ کی خصوصی دلچسپی بھی اس بات کی دلیل ہے کہ وہ دیہی علاقوں کو ترقی کی راہ پر گامزن دیکھنا چاہتے ہیں۔ اُن کی موجودگی اور معاونت نے فیسٹیول کو باوقار اور مؤثر بنایا۔ میں تمام محکمہ جات، سیکیورٹی فورسز، پولیس اور دیگر معاون اداروں کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس میلے کو کامیاب بنانے میں بھرپور کردار ادا کیا۔

یہ فیسٹیول صرف ایک دن کی تقریب نہ رہا، بلکہ یہ تاریخ بن گیا۔ اور اس تاریخ کو کاغذ پر ثبت کرکے ایک اور کارنامہ سرانجام دیا بھلیسہ کے معروف قلمکار جناب ذاکر ملک بھلیسی نے، جنہوں نے اس پورے ایونٹ کو ایک یادگار کتاب کی صورت دے دی۔ ایک روزہ فیسٹیول پر کتاب لکھنا، اسے ادبی، سماجی اور تاریخی انداز میں محفوظ کرنا، واقعی ایک غیر معمولی قدم ہے۔ میں ذاکر ملک بھلیسی صاحب کو اس علمی خدمت پر دل سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ ذاکر صاحب نہ صرف ایک کہنہ مشق قلمکار ہیں بلکہ ایک باشعور، مثبت سوچ رکھنے والی شخصیت بھی ہیں، جو ہمیشہ بھلیسہ کو ترقی کی نئی راہوں پر گامزن دیکھنا چاہتے ہیں۔ اُن کا کام نوجوان نسل کے لیے ایک مشعل راہ ہے۔ دعا ہے کہ بھلیسہ کی دھرتی ایسی ہی کامیابیاں سمیٹتی رہے۔"

☆☆☆

Safarnama Bhal Padhri BY Zakir Malik Bhallesi

جناب محمد اشرف ۔ JKAS
سب ڈویژنل مجسٹریٹ مڑواہ

"علاقہ بھلیس ایک وسیع و عریض خطہ ہے۔ یہ اپنے اندر قسم قسم کے سبزہ زار، میدان، بیابان، دریا، ندی نالے رکھتا ہے۔ اس ضمن میں سب سے بہترین سیاحتی مقام بھال پدھری کے نام سے موسوم ہے۔ موجودہ دور میں اس سیاحتی مقام کو بہت زیادہ پذیرائی حاصل ہوئی ہے۔ یہ بھال پدھری کا مقام علاقہ بھلیسہ اور بھدروہ کی جنوب کی طرف ایک بالائی مقام پر واقع ہے۔ بیچ میں چھوٹی سی ندی گزرتی ہے اور چاروں طرف ایک وادی نما چھوٹا سا، تقریباً 12 سے 13 کلومیٹر لمبا اور تین سے چار کلومیٹر چوڑا ایک سرسبز اور شاداب میدان ہے۔ اس کے چاروں طرف پیڑوں کی قطار اسے بہت ہی خوشنما بنادیتی ہے۔ بیچ میں بہتی ہوئی ندی گویا کہ پیڑوں کی قطاروں کا عکس لیے جنت کا حسین نظارہ پیش کرتی ہے۔

میری پیدائش اور میرا بچپن اسی بھال پدھری کے دامن میں گزرا۔ بھال پدھری کے مقام پہ ہم نے گھڑسواری کی، بکریاں چرائیں اور جگہ جگہ پہ ہرا یک مقام کی سیر و تفریح کی۔ جب ہم بچپن میں تھے تو کسی بھی سیاح کو وہاں پہ دیکھتے ہی گھبرا جاتے تھے۔ میرا تو خیال یہ رہتا تھا کہ یہ دنیا کی نظروں سے جتنا او جھل رہے اتنا اچھا ہے۔ اس جنت نما سرزمین کو کسی کی نظر نہ لگ جائے۔

بچپن گزرا اسی علاقے میں اور اس سیاحتی مقام سے ہمیشہ فیض حاصل کرتے رہے۔ جب میں زمانے کے نشیب و فراز کو دیکھنے لگا تو میرے دل کے اندر یہ خواہش پیدا ہوئی کہ اسے سیاحتی مقام پر ضرور آنا چاہیے۔ کسی نہ کسی طرح یہاں پہ

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

موٹر روڈ پہنچائی جائے تاکہ دنیا کے تمام لوگ اس سیاحتی مقام کو دیکھ سکیں۔
میرے استاد محترم محمد ایوب زرگر صاحب کی کاوشوں سے 20 جولائی 2025 کو ایک شاندار میلہ منعقد کیا گیا۔

اس کی تیاریاں زور و شور سے چل رہی تھیں اور میں گاہے بگاہے اس پہ نظر رکھے ہوئے تھا۔ اپنی مصروفیت کی بنا پر میں میلے میں شرکت کرنے کے اہل نہیں تھا، اگرچہ شرکت کا خواہاں تھا، لیکن میرے اکثر دوستوں بالخصوص ڈاکٹر ذاکر ملک بھلیسی کی طرف سے کیے گئے اصرار پر میں نے یہ طے کیا کہ مجھے اس میلے میں شرکت کرنی چاہیے۔

کافی مصروفیت کے بعد میں کشتواڑ سے ساڑھے چھ بجے بھدرواہ کے لیے روانہ ہوا اور دوسری صبح 10 بجے میں بھال پدھری میں موجود تھا۔ یہ میری زندگی کا سب سے حسین لمحہ تھا کہ میں اپنے علاقے کے تقریباً بچپن کے تمام دوستوں سے ملا، کچھ ایسے دوست بھی تھے جو مجھے 15 اور 20 سال کے بعد ملے۔ پہلی بار احساس ہوا کہ جو لوگ بھال پدھری میں پلے بڑھے، وہ بھی 20 جولائی 2025 کو میلہ دیکھنے آئے تھے اور ان لوگوں نے بھی اس حسین خطے میں رہائش ترک کر دی تھی۔ سڑکوں کے جال بچھنے کے بعد یہ لہر پھر سے دوبارہ نمودار ہوئی ہے۔ محترم ایم ایل اے صاحب، دلیپ سنگھ پرہار جی، اور ڈپٹی کمشنر ڈوڈہ ہرویندر سنگھ جی، ڈسٹرکٹ ڈیولپمنٹ کونسل کے چیئرمین دھننتر جی کے ساتھ بھی ملاقات ہوئی۔ بہت سارے لوگ یہاں پہ آئے تھے۔ دن بھر تمام لوگوں سے ملاقات کے بعد یہ محسوس نہ ہو سکا کہ یہ دن کہاں سے آیا اور کہاں گزر گیا۔

جناب ذاکر ملک بھلیسی صاحب نے ایک کتاب اس میلے کی عینی شاہدین کی صورت میں تحریر کی ہے جو اپنے اندر جامع اور پورے میلے کی تمام سرگرمیوں، تمام ایونٹس کو سمو دیتا ہے۔ جس طرح سے بھال پدھری میں ایونٹس منعقد ہوئے،

Safarnama Bhal Padhri By Zakir Malik Bhallesi

انہوں نے ایک ایک ایونٹ کو اپنے کیمرے میں ریکارڈ کر دیا، ضبطِ تحریر میں لایا اور لوگوں کے سامنے رکھا۔

علاقہ بھلیسہ کی تاریخ جیسے کہ علاقے کی نسبت سے ایک اپنے نام سے موسوم ہے۔ جس طرح سے علاقہ بھلیسہ کا نام بھلے لوگوں کا دیس کہا جاتا ہے، اسی طرح علاقہ بھلیسہ کی تعریف بھی بھولی، ہم آہنگ، آپسی اخوت اور بھائی چارے کا ایک بہترین نمونہ ہے، جس علاقے نے بہت سارے عالم فاضل پیدا کیے ہیں۔ میری تمام سیاحوں سے دردمندانہ اپیل رہے گی کہ آئے ہم سب مل کر

قدرت کے حسین شاہکار کو
فطرت کے رنگین گلزار کو
پھولوں بھرے دامن کوہسار کو
اس حسین آئینۂ بہار کو
بھال پدھری کے سبزہ زار کو
بھلیسہ کے چہرۂ انوار کو

صاف ستھرا رکھیں، گندگی سے پاک رکھیں پاکیزہ رکھیں، پلاسٹک اور پالیتھین سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دور رکھیں گے۔"

☆☆☆

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

جناب بھاگ مَل آریہ
(بھالی شاعر و سماجی کارکن)

"بھلیسہ کی اس پوتر دھرتی پر واقع بھال پدھری وہ جگہ ہے جس سے ہماری پوری نسل کی بچپن کی یادیں جُڑی ہوئی ہیں۔ یہ وہی جگہ ہے جہاں ہم نے اپنے ننگے پاؤں، کھلی فضا اور گھاس کے میدانوں میں بچپن کے دن بیتائے۔ ہمارے پروجوں کو بھی اس جگہ سے گہرا لگاؤ تھا۔ اسکول کے دنوں میں ہم اکثر اس مقام پر پکنک یا سیر و تفریح کے لیے جاتے تھے۔

مجھے آج بھی یاد ہے کہ نویں جماعت میں ہمارے گروجی، ماسٹر غلام حسین ملک صاحب (سابق سینئر لیکچرار انگریزی) ہمیں بھال پدھری کی سیر پر لے گئے تھے۔ آج میں 77 برس کا ہوں مگر وہ دن میری یادوں میں بالکل تر و تازہ ہے۔ جناب غلام حسین صاحب اونچے خیال کے مالک، بہت نرم دل اور بھلیسہ کی خوبصورتی کے عاشق تھے۔ وہ تب بھی اپنی کویتاؤں میں اس دھرتی کی تعریف کیا کرتے تھے۔

یہ ہمارے لیے بہت سنبھاونا بھرا لمحہ ہے کہ اُنہی کے شاگرد جناب محمد ایوب زرگر کی قیادت میں 20 جولائی 2025 کو بھال پدھری میلہ نہایت شاندار اور سفلتا پوروک منعقد ہوا۔ یہ صرف ایک تہوار نہ تھا بلکہ ایک شاگرد کی جانب سے اپنے گروجی اور اپنے پروجوں کو ایک جذباتی خراجِ عقیدت تھا۔

اس بات نے بھی دل کو خوشی دی کہ بھال پدھری پہلی بار بھلیسہ کے باہر کے لوگوں کی نظروں میں آیا اور وہاں کی قدرتی سندرتہ کو لوگوں نے خوب پسند کیا۔

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

مگر سب سے بڑی خوشی مجھے اُس وقت ہوئی جب سنا کہ میرے گروجی کے ہی بیٹے ذاکر ملک بھلیسی نے اس ایونٹ کو صرف یادوں تک محدود نہ رکھا، بلکہ۔ ″سفرنامہ بھال پدھری″ کے عنوان سے ایک پستک ترتیب دی، جو نہ صرف اس میلے کی روداد ہے بلکہ بھلیسہ کے لوک سنسکرتی، پریاورن اور یادوں کا ایک مکمل دستاویز بھی ہے۔

ذاکر ملک بھلیسی کا پریچے مجھے 2001 میں میرے بیٹے کرشن دیو سنگھ نے کرایا تھا۔ مجھے آج بھی فخر ہے کہ دونوں نوجوانوں نے دہلی میں منعقدہ 26 جنوری کی یوم جمہوریہ پریڈ میں جموں و کشمیر کی نمائندگی کی۔ اس دوران ذاکر ملک بھلیسی نے ایک ڈرامے میں سادھو بن کر شری ماتا ویشنو دیوی یاترا پر مبنی ایک پرفارمنس دی، جو اُن کی دھرم سنسد ھانتا۔ بین مذہبی ہم آہنگی۔ کی جیتی جاگتی مثال تھی۔ ذاکر ملک بھلیسی نہ صرف ایک سنسکاری اور علم دوست و یکتی ہیں، بلکہ اُن کی سوچ ہمیشہ سماواد۔ بین مذہبی یکجہتی اور بھائی چارے کو فروغ دینے والی رہی ہے۔ اُن کا پورا پریوار شروع سے ہی سماج سیوا پیار اور بھارت ماتا سے وفاداری کی پہچان رہا ہے۔

میں اُنہیں دل سے مبارکباد دیتا ہوں کہ انھوں نے بھلیسہ کی ثقافت، تہوار، قدرتی ورثہ کو ایک جگہ سمیٹ کر ہمیں ایک گراں قدر تحفہ دیا ہے۔ میری شبھ کامنائیں ہیں کہ بھلیسہ ایسی ہی کامیابیاں سمیٹتا رہے، اور ہماری آنے والی پیڑھی اپنی جڑوں سے جُڑی رہے۔″

☆☆☆

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

جناب خالد مصطفیٰ بھٹی

(ایڈووکیٹ،ہائی کورٹ جموں و کشمیر اور لداخ)

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

"مجھے انتہائی خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ میں بھال پدھری فیسٹیول میں شرکت کا اپنا تجربہ قلم بند کر رہا ہوں جس کی دعوت مجھے جناب ذاکر ملک بھلیسی نے دی۔ ایک شاندار، پرجوش اور مثبت شخصیت جنہوں نے کئی کتابیں تصنیف کی ہیں اور جنہیں کئی اعزاز سے بھی نوازا گیا ہے۔ ان کی دعوت پر میں نے اس میلہ میں خود شرکت کی۔

بھلیسہ فیسٹیول بھال پدھری کے دلکش اور سحر انگیز میدانوں میں نہایت عمدگی سے منعقد کیا گیا۔ بھال پدھری خطے کا ایک ابھرتا ہوا سیاحتی مقام ہے جو قدرتی حسن اور ٹریکنگ کے شوقین افراد کے لیے بے شمار کشش رکھتا ہے۔

حکومت اپنے انداز میں ایسے علاقوں کو فروغ دینے کی کوشش کر رہی ہے لیکن یہ کوششیں اُسی وقت پائیدار ثابت ہوں گی جب مقامی آبادی کو یہ اجازت دی جائے کہ وہ اس علاقے میں کمرے تعمیر کریں اور واش روم کی باضابطہ سہولیت میسر کریں اور ماحولیاتی سیاحت کو فروغ دیں۔ بصورت دیگر، اگر یہ علاقے بڑے سرمایہ داروں کو لیز پر دے دیے گئے تو یہاں بھی گلمرگ جیسی صورتحال پیدا کر دیں گے اور یہ قدرتی مقامات کنکریٹ کے جنگل میں تبدیل ہو جائیں گے۔

ایک فطرت پسند اور زرخیز قلم کے مالک جناب ذاکر ملک بھلیسی نے نہ صرف اس فیسٹیول کے انعقاد میں کلیدی کردار ادا کیا بلکہ اپنے علاقے کی قدرتی خوبصورتی، ثقافتی ورثے اور منفرد شناخت کو فروغ دینے کے لیے اپنے عزم اور

جذبے کا مظاہرہ بھی کیا۔

سفرنامہ بھال پدھری۔ادبی کاوشوں کی ایک خوبصورت مثال ہے، جو بھلیسہ کی ان چھپی ہوئی قدرتی دولتوں کو خراجِ تحسین پیش کرتا ہے جو وسیع چراگاہوں اور بھرپور حیاتیاتی تنوع کی شکل میں موجود ہیں۔ یہ کوشش سے یقیناً فطرت سے محبت رکھنے والوں کو اس جنت نظیر وادی کی طرف کھینچ لائیں گی اور انہیں اس علاقے کی حقیقی شناخت سے روشناس کریں گی۔

میں فیسٹیول کے منتظمین خصوصاً ایجوکیشنل انوائر مینٹل سوشل سپورٹس اینڈ کلچرل سوسائٹی بھلیسہ کا شکر گزار ہوں جنہوں نے ضلع انتظامیہ اور محکمہ سیاحت کے اشتراک سے بھال پدھری کو سیاحت کے نقشے پر کامیابی سے اُجاگر کیا۔ خاص طور سے جناب محمد ایوب زرگر صاحب اور ان کی ٹیم کو مبارکباد۔ میری خواہش ہے کہ بھلیسہ مستقبل میں ضلع ڈوڈہ (جموں و کشمیر) کا ایک لازمی سیاحتی مقام بن جائے۔

آخر پر میں ایک بار پھر ذاکر ملک بھلیسی کو مبارکباد دونگا جنھوں نے نہ صرف بھلیسہ بلکہ جموں و کشمیر کے دیگر خطوں کے لیے بھی قابل قدر کام کیا ہے۔

یہ لکھنا یہاں ضروری سمجھتا ہوں کہ جب ہم بھال پدھری سے واپس لوٹے تو راستے میں میں بھدرواہ کے تلی گڑھ ٹورسٹ کمپلیکس میں قیام پذیر ہوئے جہاں کی کیٹرنگ اور صفائی ستھرائی میں بہتری کی سخت ضرورت ہے۔ اسی دن ٹریفک کا نظام بدترین تھا جس کو آئیندہ بہتر بنانے کی ضرورت ہے۔

میں امید کرتا ہوں کہ مستقبل میں بھی ایسے خوبصورت اور بامعنی اقدامات کا مشاہدہ کرنے کا موقع ملے گا۔"

☆☆☆

Safarnama Bhal Padhri By Zakir Malik Bhallesi

پروفیسر پردیپ کمار چب

”ڈاکٹر ذاکر ملک بھلیسی کی جانب سے بھلیسہ کے ایک غیر دریافت شدہ سیاحتی مقام ”بھال پدھری“ کے دلکش مناظر اور فطری خوبصورتی کو اجاگر کرتی ہوئی ایک اور کتاب ”سفرنامہ بھال پدھری“ کی اشاعت، بلاشبہ اُن کے اعزازات میں ایک اور خوبصورت اضافہ ہے۔

ڈاکٹر ملک نہ صرف ایک معروف اسکالر، مصنف اور سماجی کارکن ہیں بلکہ وہ نشہ خوری، اور دیگر سماجی برائیوں کے خلاف سرگرم بھی رہتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر وہ فرقہ وارانہ ہم آہنگی کے علمبردار اور بھلیسہ کی ثقافت کو فروغ دینے میں ہمیشہ صفِ اول میں نظر آتے ہیں۔

حال ہی میں منعقد ہونے والے ”بھال پدھری فیسٹیول“ کے حقیقی معماروں میں ڈاکٹر ذاکر ملک بھلیسی نمایاں مقام پر ہیں۔

ابتدائی طور پر بھال پدھری کے اس چھپے ہوئے خزانے کو عوامی سطح پر اجاگر کرنے کا سہرا بھلیسہ کے ایک عظیم استاد اور شاعر، مرحوم جناب جی ایچ ملک (سینئر لیکچرر) کو جاتا ہے، جنہوں نے اپنے اشعار اور ان کی پُراثر ترسیل کے ذریعے اس مقام کی عظمت کو اجالا۔

بعد ازاں، ان کے ہونہار فرزند ڈاکٹر ذاکر ملک بھلیسی نے اپنے مضامین، ڈاکومنٹریز اور سوشل میڈیا کے ذریعے بھال پدھری کی خوبصورتی کو مزید سامنے لایا۔

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

اور آخر کار یہ خواب اس وقت حقیقت کا روپ دھار گیا جب ایجوکیشنل، انوائر مینٹل، سوشل، سپورٹس اینڈ کلچرل سوسائٹی بھلیسہ کے چیئرمین جناب محمد ایوب زرگر اور ان کی رضاکار ٹیم نے 20 جولائی 2025 کو بھال پدھری میں ایک شاندار سیاحتی میلہ منعقد کیا۔

اس میلے میں ”اپنی صلاحیت دکھاؤ“، واک، دوڑ، ٹریکنگ، کراس کنٹری، گیت، رقص اور دیگر ثقافتی و کھیل سرگرمیوں کا انعقاد کیا گیا تا کہ نوجوانوں کی توانائی کو مثبت سمت دی جاسکے۔ یہ صرف ایک قدم ہے بھلیسہ ٹورزم ڈیولپمنٹ اتھارٹی کے قیام کے خواب کی طرف۔

ایوب زرگر صاحب اور ذاکر ملک بھلیسی صاحب۔ آپ اس مہم کو اپنی پوری قوت اور خلوص کے ساتھ آگے بڑھائیے، پوری بھلیسہ آپ کے ایک اس عزم پر لبیک کہنے کو تیار ہے، کیونکہ ”ہم سب کا اتحاد ہی ہماری طاقت ہے، ورنہ بکھرنے سے کمزور ہو جائیں گے۔ نیک خواہشات۔“

☆☆☆

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

جناب اوم پرکاش پریہار

سماجی کارکن، ترتھلو بھلیسہ

"بھلیسہ کی سرزمین خود میں روایت، لوک سنسکرتی اور تمدن کا خزانہ سمیٹے ہوئے ہے۔ کچھ لمحے ایسے ہوتے ہیں جو صرف یاد نہیں رہتے بلکہ یادگار بن جاتے ہیں۔ ایسا ہی ایک لمحہ 20 جولائی 2025 کو "بھال پدھری میلہ" کے دوران دیکھنے کو ملا جہاں ثقافت، جوش اور جنون کی گونج ہر طرف سنائی دے رہی تھی۔ لیکن اس دن کا سب سے اہم، اور تاریخی کام یہ تھا کہ جناب ذاکر ملک بھلیسی نے اس میلے کو صرف ایک تقریب نہیں رہنے دیا بلکہ اسے قلم کے ذریعے ایک دستاویزی روپ دے دیا۔

ذاکر ملک بھلیسی صاحب کا "سفرنامہ بھال پدھری" محض ایک کتاب نہیں بلکہ ایک جیتی جاگتی تصویر ہے جس میں بھلیسہ کی فضا، اس کی ثقافت، لوگ، رنگ، رسم و رواج، سب کچھ محفوظ ہو گیا ہے۔ انہوں نے صرف الفاظ نہیں لکھے، بلکہ جذبات کو قید کیا ہے۔ وہ جذبات جو عام طور پر دلوں میں رہ جاتے ہیں لیکن اس بار کتاب کی شکل میں سب کے سامنے آگئے۔ ذاکر صاحب کو میں ان کے بچپن سے پہچانتا ہوں۔ ان کی شخصیت میں جو سادگی، خلوص اور مثبت سوچ ہے، وہ بہت کم لوگوں میں نظر آتی ہے۔

ان کی تحریروں اور ویڈیوز میں ہمیشہ وطن سے محبت، سماج میں بھائی چارہ اور دھرم نرپیکش سوچ جھلکتی رہی ہے۔ وہ ہندو مسلم ایکتا کے حامی رہے ہیں اور ان کی ہر بات میں راشٹر بھکتی کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

یہ سب کچھ نئی بات نہیں ہے۔ ذاکر صاحب کے والد جناب غلام حسین ملک صاحب، جو میرے بھی استاد رہے، 1967 میں جب میں نویں جماعت میں تھا، وہ مجھے پڑھاتے تھے۔ وہ ایک ویژن رکھنے والے، دور اندیش اور تعلیمی بیداری کے علمبردار تھے۔ ان کا ماننا تھا کہ اگر بھلیسہ کو ترقی کی راہ پر لے جانا ہے تو تعلیم کو اولین ترجیح دینا ہوگی۔ انہوں نے یہی سوچ اپنے بیٹے میں بھی پیدا کی اور ذاکر صاحب نے ثابت کیا کہ سنسکار کبھی رائیگاں نہیں جاتے۔

ذاکر صاحب کی یہ کتاب اس بات کا پرمان ہے کہ اگر ارادے صاف ہوں، نظریہ مضبوط ہو اور دل میں سماج کے لیے درد ہو، تو کچھ بھی ممکن ہے۔ "سفرنامہ بھال پدھری" دراصل ایک ایسا آئینہ ہے جس میں نہ صرف میلے کا عکس جھلکتا ہے بلکہ ایک پوری قوم کی امیدیں، خواب اور امکانات بھی نظر آتے ہیں۔ بھال پدھری میلہ کے ذریعے نہ صرف علاقے میں خوشی کی لہر دوڑی ہے بلکہ روزگار کے آسرے، سیاحت کے دروازے اور حکومت کی توجہ کی بھی امید پیدا ہوئی ہے۔ اگر اس میلے کو ہر سال اسی جوش و جذبے سے منعقد کیا جائے تو یہ علاقہ جلد ہی ایک ویشویہ پریٹک ستھل بن سکتا ہے۔

اس میلے کے کامیاب انعقاد میں جناب محمد ایوب زرگر صاحب کی محنت، ٹیم کا جذبہ، بھلیسیوں کا جذبہ اور انتظامیہ و پولیس کا تعاون قابل تعریف ہے۔ یہ سب اس بات کا ثبوت ہیں کہ جب نیت صاف ہو، ٹیم متحد ہو، اور مقصد اونچا ہو، تو کامیابی یقینی ہے۔ آخر میں، میں دل کی گہرائیوں سے ڈاکٹر ذاکر ملک بھلیسی کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ انہوں نے صرف ایک کتاب نہیں لکھی، بلکہ بھلیسہ کے اتحاس میں ایک نیا پنا جوڑ دیا ہے۔ ان کی یہ کاوش آنے والی نسلوں کے لیے روشنی کا منار بنے گی"

☆☆☆

جناب شبیر احمد

(سربراہ۔ دی ساز گروپ آف ہوٹلز)

"میں بے حد خوشی کے ساتھ بھال پدھری ٹورازم فیسٹیول کی شاندار کامیابی پر دلی مبارکباد پیش کرتے ہوئے فخر محسوس کر رہا ہوں۔ میں کافی عرصے سے سیاحت کے شعبے سے وابستہ ہوں، اور اپنے تجربے کی بنیاد پر پورے یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ہمارے علاقے میں اتنا بڑا، کامیاب اور اثرانداز ہونے والا پروگرام اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔

اس میلے میں جتنا جوش، جتنی شرکت اور جتنا اچھا ردعمل دیکھا گیا، وہ واقعی قابل تعریف ہے۔ یہ صرف ایک تہوار نہیں تھا بلکہ یہ ڈوڈہ ضلع میں سیاحت کے ایک نئے دور کی شروعات تھی۔ اس میلے نے نہ صرف بھال پدھری کی خوبصورتی کو سب کے سامنے رکھا، بلکہ پوری کمیونٹی کو بھی ایک ساتھ جوڑ دیا۔ ہوٹل مالکان، مقامی کاروباری افراد، دستکار، فنکار اور سب سے بڑھ کر عوام، جو بڑی تعداد میں شریک ہوئے۔ ایسے پروگرام ہمیں یہ باور کراتے ہیں کہ سیاحت ہمارے دور دراز مگر خوبصورت خطے کی معیشت کو مضبوط بنانے کا ایک مضبوط ذریعہ بن سکتی ہے۔ میں اس موقع پر ضلع انتظامیہ ڈوڈہ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنھوں نے نہایت تعاون اور دور اندیشی کے ساتھ اس میلے کو ممکن بنایا۔ جموں ٹورازم ڈیپارٹمنٹ کا بھی دل سے شکر گزار ہوں جن کی رہنمائی اور حوصلہ افزائی نے اس کوشش کو مضبوط بنایا۔

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

ایک خاص شکریہ جناب محمد ایوب زرگر کا بھی جنہوں نے بھلیسہ کی غیر سرکاری تنظیم (ایجوکیشنل، انوائرنمنٹل، سوشل، سپورٹس اینڈ کلچرل سوسائٹی) کی قیادت کرتے ہوئے اس میلے کو حقیقت کا روپ دیا۔ ان کی محنت، لگن اور جذبے نے اس پروگرام کو ہمارے کلچر، قدرتی خوبصورتی اور مہمان نوازی کا ایک خوبصورت جشن بنا دیا۔ اور سب سے بڑھ کر ان تمام لوگوں کا تہہ دل سے شکریہ جنھوں نے اس میلے میں شرکت کی اور اسے یادگار بنایا۔

اس میلے پر کتاب بھی مرتب ہو رہی ہے۔ میں اس ضمن میں مصنف ذاکر ملک بھلیسی صاحب کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ آئیے ہم سب مل کر اس کامیابی کو آگے بڑھائیں اور بھال پدھری سمیت پوری چناب گھاٹی کو سیاحت کے نقشے پر ایک نئی بلندی تک لے جائیں۔"

☆☆☆

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhalesi

اظہارِ تشکر

محمد ایوب زرگر
چیئرمین ایجوکیشنل،انوائرمنٹل،سوشل،سپورٹس اینڈ کلچرل سوسائٹی بھلیسہ
چیف آرگنائزر،بھلیسہ بھال پدھری میلہ

میں اپنی پوری ٹیم،سول سوسائٹی بھلیسہ،نوجوانوں اور تمام ہم قدم اداروں کی جانب سے اُن تمام مشفق و قدر دان شخصیات کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے ہماری کوششوں کو سراہا اور کامیاب انعقاد پر نیک تمنائیں اور محبت بھرے پیغامات بھیجے۔

بھال پدھری فیسٹیول کی یہ تاریخی کامیابی کسی ایک فرد یا ادارے کی نہیں بلکہ اجتماعی محنت، ملی جذبے اور خلوص نیت سے کی گئی اس مہم کا ثمر ہے، جس نے پورے علاقے کو ایک نئے حوصلے،شناخت اور امید کا پیغام دیا۔

یہ کارنامہ ممکن نہ ہوتا اگر ہمارے ساتھ ضلع ڈوڈہ کی متحرک انتظامیہ، جموں کشمیر پولیس و سیکیورٹی فورسز، محکمہ سیاحت، محکمہ جنگلات، محکمہ صحت، محکمہ پی

ایچ ای، جموں کشمیر اکیڈمی آف آرٹس، کلچر و لینگویجز، فنکار، گلوکار، لوک رقص کے ماہرین، میڈیا نمائندگان، سوشل میڈیا کنٹینٹ کریٹر، مقامی نوجوان رضاکار، اسٹال مالکان، گھوڑا سروس چلانے والی برادری، معزز مہمان، عطیہ دہندگان، اسپانسرز اور جموں، ڈوڈہ، کشتواڑ، بھدرواہ، ٹھاٹھری، بانہال، رام بن، راجوری پونچھ اور ہماچل پردیش سے تشریف لانے والے عوام الناس اپنا خلوص نہ دیتے۔

اس فیسٹیول نے نہ صرف بھلیسہ بلکہ خطہ چناب کے ہر کونے کو جوڑ کر ثقافت، قدرت اور انسان دوستی کا ایک شاندار منظر پیش کیا۔ یہاں کی وادیوں کی فطری خوبصورتی، یہاں کے لوک فنون، اور مقامی مہمان نوازی نے ہر آنے والے کے دل میں ایک دیرپا تاثر چھوڑا۔

جن لوگوں نے بھال پدھری میلے میں مالی معاونت دی یا دینے کا اعلان کیا ان سب شکریہ۔ خصوصی طور الحاج جاوید اقبال زرگر، ولی کنسٹریکشن نیلی، جموں کشمیر ٹیچرز فورم یونٹ بھلیسہ، جناب شبیر احمد مالک دی ساز گروپ آف ہوٹلز، زرگر ڈینٹل کلینک بینہ بس اڈہ، جناب محمود انجم خان، سینئر لیکچرار اردو، جناب دین محمد آفاقی، اسسٹنٹ کمشنر ڈیولپمنٹ ڈوڈہ، جناب محمد اشرف کوہلی گندو، جناب منیر شیخ صدر کنٹریکٹر ایسوسی ایشن بھلیسہ، جناب سلام دین پرنسپل، جناب ڈاکٹر بھوشن، پرنسپل، جناب لیاقت علی تانترے کنٹریکٹر ڈوڈہ، جناب دیپ راج، مالک چناب فلنگ سٹیشن ڈوڈہ، یوفیق میڈیکیٹ، جناب شفقت علی راتھر سابق سرپنچ، جناب بلال احمد فارسٹ آفیسر، جناب مہاتما سنگھ، سابق سرپنچ، جناب آفتاب عالم نیلی، ٹیچر، جناب شاہنواز فوجی، ماسٹر دلیپ سنگھ، بٹارہ، جناب بھیم سنگھ، جناب دیا کرشن، سمائی، جناب کنچن بھال، جناب ارشاد احمد زرگر، جناب بلونت سنگھ اور جناب معروف

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhalesi

ہانی کا بہت بہت شکریہ

میں خاص طور پر ان تمام نوجوانوں کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے جوش و جذبے سے، رضاکارانہ خدمات انجام دے کر فیسٹیول کو نہ صرف کامیاب بنایا بلکہ مقامی سیاحت کو ایک نیا رخ دیا۔

آخر میں، میں اپنے رفیق ایک معتبر قلمکار اور درجنوں کتابوں کے مصنف جناب ذاکر حسین ملک بھلیسی کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں، جنہوں نے اس پورے فیسٹیول کو نہ صرف تنظیمی سطح پر تقویت بخشی بلکہ اس کی تاریخی و ثقافتی اہمیت کو ایک کتاب کی صورت میں محفوظ کر کے آنے والی نسلوں کے لیے مشعل راہ بنا دیا۔ اُن کی علمی بصیرت اور جذبہ کار نے اس ایونٹ کو محض ایک تقریر یا تقریب نہیں بلکہ ایک تاریخی تحریک میں بدل دیا۔

ہم سب کی یہ مشترکہ کامیابی ایک عزم ہے کہ بھلیسہ کو ایک نیا مقام دیا جائے، جہاں سیاحت، ثقافت، تعلیم اور ماحول دوست ترقی ایک ساتھ پروان چڑھیں۔

☆☆☆

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

آخری بات

بھال پدھری میلہ جب اختتام پذیر ہوا تو میلے کی گہما گہمی اور ثقافتی جھلکیاں ابھی آنکھوں کے سامنے تازہ تھیں لیکن چند گھریلو مصروفیات کے باعث فوراً قلم اُٹھانا ممکن نہ تھا۔ البتہ 29 جولائی کو، جب شام 5 بجے میں نے پہلا لفظ لکھا، تو گویا یادیں خود بخود کاغذ پر اترتی چلی گئیں۔

اگلے چھ دن روزانہ شام 5 بجے سے رات 11 بجے تک یہ سفرنامہ میرا ہمسفر رہا۔ ذہن میں بسے مناظر اور محسوس کیے گئے لمحے اس قدر تازہ تھے کہ میں روزانہ کم از کم چھ ہزار الفاظ لکھتا رہا۔ یوں مسلسل 42 گھنٹے کی محنت کے بعد آج 14 اگست 2025 کو یہ کتاب مکمل ہوئی۔ اس میں 38 ہزار سے زائد الفاظ تحریر کیے گئے ہیں۔

جہاں تک میں نے پڑھا ہے اُس حساب سے "سفر نامہ بھال پدھری" دنیا کی پہلی کتاب ہونی چاہئے جو صرف ایک دن کے میلے پر لکھی گئی ہے اور وہ بھی 42 گھنٹے میں 38 ہزار کے قریب الفاظ کیساتھ۔

میں پہلے اپنے خالق، ربِّ کریم کا شکر گزار ہوں، جس نے مجھے یہ ہمت، توانائی اور توفیق عطا فرمائی۔ اس کے بعد اپنے والدِ گرامی جناب مرحوم غلام حسین ملک اور والدہ محترمہ مرسہ بیگم کا شکریہ ادا کرتا ہوں جن کی دعاؤں اور تربیت نے مجھے لفظوں سے رشتہ جوڑنے کا سلیقہ دیا۔ اپنے اساتذہ کا بھی ممنون ہوں جنہوں نے

Safarnama Bhal Padri by Zakir Malik Bhallesi

سوچنے، سمجھنے اور لکھنے کا سلیقہ عطا کیا۔

میری یہ عاجزانہ کوشش کئی احباب کی مدد، رہنمائی اور حوصلہ افزائی کے بغیر ممکن نہ تھی۔ خاص طور پر جناب محمد ایوب زرگر صاحب، جماعت علی آگاہ صاحب، عابد زرگر صاحب، محبوب اقبال بٹ صاحب، ڈاکٹر ماجد زرگر صاحب، عرفان علی ملک صاحب اور دیگر ٹیم ممبران کا شکریہ جنہوں نے بھال پدھری میلہ منعقد کیا، جس میں میں شریک ہوا اور اور میں اس تاریخی منظر کو قلمبند کر سکا۔ اپنے چچا جان جناب محمد اقبال ملک اور جناب عبد الکریم ملک کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے ہمیشہ میری رہنمائی اور حوصلہ افزائی فرمائی۔ اپنے چھوٹے بھائی یاسر حسین ملک اور ناسر حسین ملک کا بھی شکریہ۔

گھر کے معمولات میں ہاتھ بٹانا، وقت نکالنا اور لکھنے جیسے یکسوئی طلب کام کو جاری رکھنا آسان نہیں ہوتا۔ ایسے میں مجھے ہمیشہ اپنے گھر والوں، خصوصاً اپنی شریکِ حیات محترمہ مبینہ کوثر کا بھرپور تعاون حاصل رہا۔ حالانکہ وہ بھی اپنی ڈیوٹی کی پابند میں مصروف رہتی ہیں مگر اس کے باوجود وہ نہ صرف گھر کے لیے بھرپور وقت نکالتی ہیں بلکہ ہر مرحلے پر میرا عملی ساتھ بھی دیتی ہیں۔ اگر وہ قدم قدم پر میرا ساتھ نہ دیتیں، تو میری کسی بھی کتاب کی تکمیل اور اشاعت کا خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہو پاتا۔ محترمہ مبینہ کوثر نہ صرف ایک عظیم خاتون ہیں بلکہ ایک ایسی ہمسفر بھی ہیں جنہوں نے ہر لمحہ میری حوصلہ افزائی کی۔ وہ ایک بہترین بیٹی، ایک باوفا بہن، ایک شفیق ماں اور ایک بے مثال بیوی ہیں۔ ان کے خلوص، محبت اور عملی تعاون پر دل کی گہرائیوں سے تشکر پیش کرتا ہوں۔

میرے والد مرحوم کی ایک خوبصورت عادت تھی کہ وہ جہاں بھی جاتے،

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhalesi

وہاں کا حال اپنی ڈائری میں قلمبند کرتے۔ گھر میں آج بھی سینکڑوں ڈائیریاں موجود ہیں جو ان کے بیڈ اور صندوقوں سے ہمیں ملی ہیں۔ ابھی صرف چند کو پڑھ پایا ہوں اور بہت ساری نئی چیزوں کا اندازہ ہو گیا ہے۔

شاید یہی روایت میرے اندر بھی سانس لینے لگی ہے۔ اب یہ معمول بن چکا ہے کہ جہاں بھی جاتا ہوں وہاں کی خوشبو، رنگ اور احساسات کو سفرنامے کی شکل میں محفوظ کر لیتا ہوں۔ البتہ یہ الگ بات ہے کہ وقت اور وسائل کی کمی کے باعث ہر سفرنامہ کتابی شکل نہیں لے پاتا۔

اس کتاب کو میں نے نہایت کم وقت میں مکمل کیا ہے، ممکن ہے کہیں کوئی لغزش یا کوتاہی رہ گئی ہو۔ اگر میرے کسی لفظ یا جملے سے کسی کو دکھ یا رنج پہنچا ہو تو میں دلی معذرت خواہ ہوں۔ آخر میں، میں آپ سب قارئین کا بھی تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔ آپ ہی وہ روشنی ہیں جو میرے لفظوں کو زندگی بخشتی ہے۔ آپ کی محبت، رہنمائی، اور دعاؤں کا ہمیشہ طلبگار رہوں گا۔ اللہ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

دعا کا طلبگار

ذاکر ملک بھلیسی

مصنف، سفرنامہ بھال پدھری

14 اگست 2025 بوقت شام 9 بجے

☆☆☆

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

ذاکر ملک بھلیسی کی قلمی کاوشیں

اردو زبان

1۔ کتاب-دانش گاہ (تاریخ) 400 صفحات۔ انٹرنیشنل پبلشر
(ایشین ایجوکیشن بک ایوارڈ۔2020)

2۔ کتاب حضرت باباغلام شاہ بادشاہ: حیات و کرامات

3۔ کتاب ہر دلعزیز حیات و خدمات 110 سالہ ماسٹر عبدالعزیز وانی

4۔ کتاب بچپن کے کھیل

5۔ کتاب راجوری پونچھ: تعلیمی پس منظر

6۔ کتاب تاریخِ بھلیسہ۔ زیراشاعت

7۔ کتاب مینارِ علم (غلام حسین ملک کی حیات و خدمات)۔ زیراشاعت

انگریزی زبان (ترتیب: سرکاری پراجیکٹ)

1۔ کتاب مائل سٹون

2۔ اسکیم بک ایم ایس ایف ای ایس

3۔ کتاب کم پینڈیم امور صارفین

4۔ کتاب مینول

5۔ کتاب لیگل میٹرولوجی

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

6۔ کتاب اوجول یوجنا

7۔ کتاب کنزیومر فوکس

8۔ کتاب سالوینٹ پالیسی

9۔ کتاب سپاٹ لائٹ

10۔ کتاب ڈیجیٹل انقلاب

11۔ ایف پی ایس فوکس

یونیورسٹی پبلی کیشن (ترتیب)

1۔ گائڈ بک مشروم کی کاشت

2۔ گائڈ بک میڈیسنل پلانٹس

3۔ پروفائل 2011

4۔ پروفائل 2018

5۔ پروفائل 2023

6۔ سٹیٹس رپورٹ 2005 تا 2011

7۔ سالانہ رپورٹس 2012 تا 2018

8۔ یونیورسٹی نیوز لیٹر 2006

9۔ NAAC پبلیکیشنز

10۔ کنوو کیشن پبلیکشنز 2012

☆☆☆

Safarnama Bhal Padhri by Zuhur Malik Bhallesi

یادوں کے فریم: تصاویر

فوٹو پلیٹ 1

بھال پدھری، بھلیسہ ویلی کا دلکش اور دل موہ لینے والا منظر۔

فوٹو پلیٹ 2

ڈھیکو رقص۔ بھلیسہ اور بھدرواہ کی ٹیمیں روایتی جوش و خروش کے ساتھ شریک۔

فوٹو پلیٹ 3

بھلیسہ کا گوجری کلچر۔ مقامی کھیل "ڈنڈی کھیڈ" کی یادگار جھلک۔

فوٹو پلیٹ 4

بھال پدھری بھلیسہ میلہ: مقامی دکانیں، رنگ و خوشبو کا حسین امتزاج۔

فوٹو پلیٹ 5

والی بال ٹورنامنٹ: کھیل اور جذبے کا امتزاج بھال پدھری میلہ 2025 میں۔

فوٹو پلیٹ 6

گھڑدوڑ: طاقت، رفتار اور مہارت کا شاندار مظاہرہ۔

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

فوٹو پلیٹ 7

مقامی میوزیکل ساز: مشک بین، بانسری اور ڈھول کی مدھر دھنیں۔

فوٹو پلیٹ 8

کیپٹن سنجے آریہ میموریل ہائر سیکنڈری اسکول کلہوتران کے بچے اپنی خوبصورت پرفارمنس پیش کرتے ہوئے۔

فوٹو پلیٹ 9

اسٹیج اور معززین کی جھلک: بھال پدھری میلہ کا وقار اور رونق۔

فوٹو پلیٹ 10

رسا کشی مقابلہ: کھلاڑیوں کا زور آزمائی اور نعرے بازی کا جوش۔

فوٹو پلیٹ 11

مقامی پھولوں کے ہار سر پر سجائے معصوم بچے، پروگرام سے محظوظ ہوتے ہوئے۔

فوٹو پلیٹ 12

میلے سے قبل محترم اخیار احمد زرگر اور رضاکار پیدل راستوں پر نشانات لگاتے ہوئے۔

فوٹو پلیٹ 13

میلے سے قبل رضاکاروں کی بھال پدھری کی طرف پیدل پیش قدمی۔

فوٹو پلیٹ 14

گھٹی کے مقام پر رضاکاروں کا بھلیسہ سے محبت کا پرخلوص اظہار۔

فوٹو پلیٹ 15

سابق ضلع ترقیاتی کمشنر ڈاکٹر ساگر ڈی ڈائفوڈ اور ان کے ہمراہ علاقے کے محکمہ

Safarnama Bhal Padhri by Zahir Malik Bhallesi

جنگلات کے رینج آفیسر جناب عادل شان، فارسٹ آفیسر جناب محمد امین اور جناب جعفر میر۔ بھال پدھری

فوٹو پلیٹ16

میلے کے دوران چراگاہ کا دل موہ لینے والا منظر۔

فوٹو پلیٹ17

منتظمین جناب محمد ایوب زرگر، جناب محبوب اقبال بٹ اور جناب عبدالمجید راہی مقامی گوجر وبکروال معززین سے مشاورت کے دوران۔

فوٹو پلیٹ18

بھارت کے معروف قوال جناب نفیس اجمیری، اپنی روح پرور پرفارمنس پیش کرتے ہوئے۔ یہ صرف اس میلے میں شرکت کے لئے راجستھان ریاست سے بھال پدھری جموں و کشمیر پہنچے تھے۔

فوٹو پلیٹ19

غیاثیہ ماڈل اسکول کی طالبات سریلی آوازوں میں جناب غلام حسین ملک درد پیامی کا تخلیق کردہ 'ترانۂ بھلیسہ' نہایت والہانہ انداز میں پیش کرتی ہوئیں

فوٹو پلیٹ20

بھلیسہ فیسٹیول کے بعد آرگنائزر اور علاقے کے شعور رضاکار پورے بھال پدھری علاقے میں صفائی مہم چلاتے ہوئے۔

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

فوٹو پلیٹ 21

بھلیسہ فیسٹیول: صفائی مہم کے بعد بھال پدھری کی حسین وادی اپنی پوری دلکشی کے ساتھ جگمگاتی ہوئی۔

فوٹو پلیٹ 22

بھلیسہ فیسٹیول میں نمایاں رول ادا کرنے والے شخصیات آرگنائزنگ باڈی سے اعزاز لیتے ہوئے

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

شکریہ کیساتھ

سرورق فوٹو
نثار احمد راتھر اور آطف مجید ملک

دیگر تصاویر کے معاونین
راجہ عرفان ، مدثر علی ملک، محمد عرفان ملک
نثار راتھر، محمد ایوب زرگر، جماعت علی آگاہ، عابد زرگر، سمیر رشو
ڈاکٹر ماجد زرگر، صوفی نیہان افضل، اشتیاق احمد بٹ، مدثر ظفر شیخ ، منیر اقبال ملک

یادوں کے فریم: تصاویر

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhallesi

1 Photo Plate

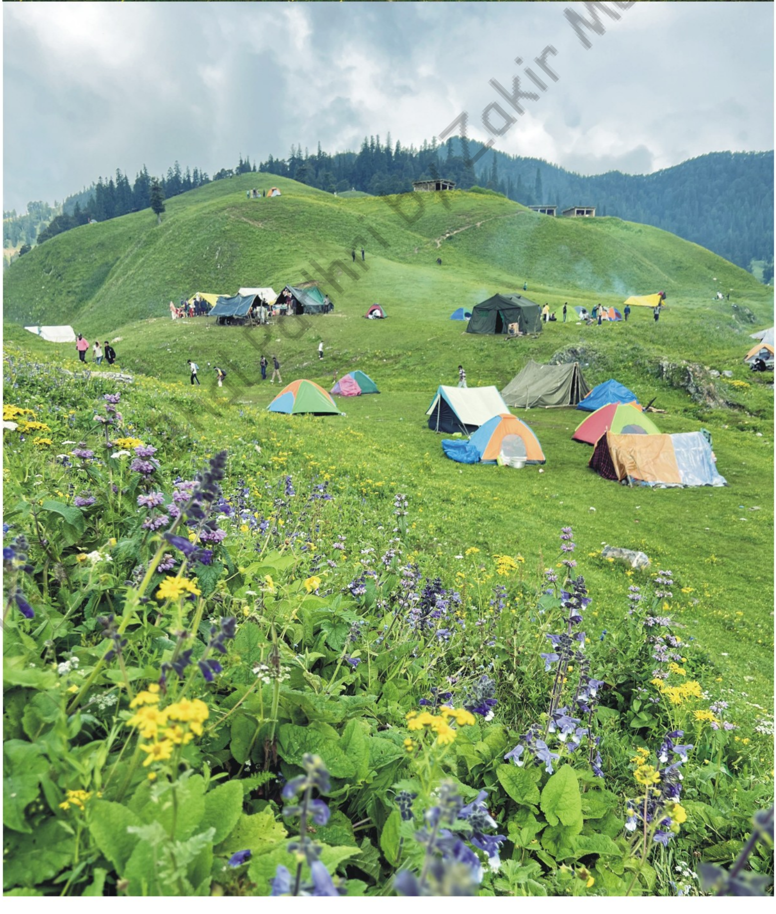

2 Photo Plate
SPORTS AND CULTURAL SOCIETY BHALESSA
BHALPADRI (THE VALLEY OF FLOWERS)
I ❤ BHALESSA
DEMAND
OPMENT AUTHORITY
EDUCATIONA
SPORTS AND C

3 Photo Plate

4
Photo Plate

5
Photo Plate

Bhal Padri
Bhalessa
6
Photo Plate

7
Photo Plate

BHALESSA BHALPADRI FORESTS / TOURISM
On 20th July 2025
8
Photo Plate
EDUCATIONAL, ENVIRONMENTAL, SOCIAL, SPORTS AND CULTURAL SOCIETY BHALESSA
IN COLLABORATION WITH
DISTRICT ADMINISTRATION DODA DIRECTORATE OF TOURISM JAMMU DEPARTMENT OF FORESTS

9
Photo Plate
BHALPADRI

Safarnama Bhal ... Malik Bhallesi

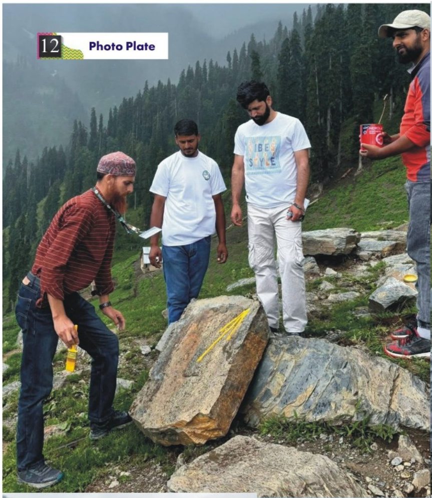
12 Photo Plate

13 Photo Plate

I ♥
MY BHALLESA
EESS&CS

APPEAL
HELP US TO
MAKE THIS FESTIVAL
ECO FRIENDLY
KEEP BHALPADHRI
GREEN & CLEAN
I ♥ MY BHALESSA
OUR DEMAND
TOURISM DEVELOPMENT AUTHORITY
BHALESSA
EDUCATIONAL, ENVIRONMENTAL, SOCIAL,
SPORTS AND CULTURAL SOCIETY BHALESSA JK

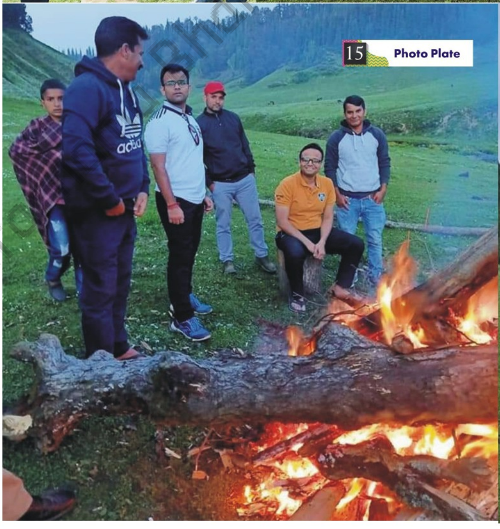
15 Photo Plate

WILDCRAFT

Safarnama Bhal Padhri by Zakir Malik Bhalesi

17 Photo Plate

18 Photo Plate
LPADRI FORESTS / TOURISM FESTIVAL
On 20th July 2025
ORGANISED BY

19 Photo Plate

20 Photo Plate

21
Photo Plate

22 Photo Plate

I ❤ MY BHALESSA
OUR DEMAND
DEVELOPMENT AUTHORITY

بھال پدھری میلہ کے انعقاد میں گراں قدر تعاون پر دی ساز گروپ آف ہوٹلز
کے مالک جناب شبیر احمد کا بے حد شکریہ

کتاب "سفرنامہ بھال پدھری" کے مصنف ذاکر ملک بھلیسی کو
ضلع ترقیاتی کونسل ڈوڈہ کے آنریبل چیئرپرسن جناب دھنتر سنگھ کوتوال، آنریبل ممبر قانون ساز اسمبلی جناب دلیپ سنگھ پریہار، ڈپٹی کمشنر ڈوڈہ جناب ہروندر سنگھ۔ IAS، سینئر سپرانٹنڈنٹ پولیس ڈوڈہ جناب سندیپ مہتہ۔ JKPS اور سب ڈویژنل مجسٹریٹ گندو جناب ارون کمار بڈیال۔ JKAS اور چیف آرگنائزر بھال پدھری میلہ جناب محمد ایوب زرگر کی موجودگی میں اعزاز عطا کرتے ہوئے

Safarnama
Bhal Padhri

By

ZAKIR MALIK BHALLESI

”بھال پدھری میلے کی کامیابی میں میرے محکمہ جنگلات سمیت مختلف اداروں اور بھلیسہ کی غیر سرکاری تنظیم نے اپنا اہم کردار ادا کیا۔ سب کو مبارک۔ سفرنامہ بھال پدھری کی کاوش کی مصنف کو مبارکباد۔ ذاکر ملک بھلیسی نہ صرف ایک عمدہ قلمکار ہیں بلکہ ویڈیو سازی کے ذریعے بھی بھلیسہ، ڈوڈہ، راجوری اور پونچھ جیسے تاریخی و ثقافتی اعتبار سے اہم خطوں کی کہانیوں کو زندہ کر رہے ہیں۔ میں خود ان کی کئی تحریریں پڑھ چکا ہوں اور ویڈیوز بھی دیکھے ہیں، جن سے مجھے بارہا اپنے ہی علاقے کی نئی جہتیں جاننے کا موقع ملا۔ اُن کی سوچ مثبت، وژن وسیع اور اندازِ بیان پُراثر ہے۔“

جاوید احمد رانا -وزیر برائے جل شکتی، جنگلات و ماحولیات، قبائلی امور، جموں کشمیر سرکار

”بھلیسہ فسٹیول کے تاریخی انعقاد پر محمد ایوب زرگر صاحب اور اُن کی پوری ٹیم مبارکباد کی مستحق ہے۔ اس تاریخی میلے پر ذاکر ملک بھلیسی صاحب کی کتاب نہایت اہمیت رکھتی ہیں۔ اُنہوں نے ہمیشہ بھائی چارے، رواداری اور بھلیسہ کی تہذیبی خوبصورتی کو اجاگر کیا ہے۔ ان کا وژن اپنے والد کی طرح تعمیری، سماجی اور تعلیمی رہا ہے“

دلیپ سنگھ پریہار - ممبر قانون ساز اسمبلی

”بھلیسہ میلہ میں ہزاروں افراد کی شرکت نے اسے ایک تاریخی اور یادگار تقریب بنا دیا۔ بھلیسہ کی عوام نے دکھا دیا ہے کہ وہ بلا لحاظ مذہب و ملت ایک ساتھ کھڑے ہیں۔ اس عظیم الشان فسٹیول کی کامیابی میں محمد ایوب زرگر صاحب اور اُن کی ٹیم، ضلعی انتظامیہ، محکمہ سیاحت، جنگلات و دیگر اداروں کے ساتھ ساتھ پورے ضلع ڈوڈہ، بالخصوص بھلیسہ کے عوام کا کردار قابلِ ستائش ہے۔ میلے کے انعقاد اور کتاب کی اشاعت پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔“

ہروندر سنگھ۔ IAS۔ ضلع مجسٹریٹ ڈوڈہ

”ذاکر ملک بھلیسی کی لگن نے جموں و کشمیر کے ان گوشوں اور کہانیوں کو روشنی میں لایا ہے جو عموماً نظروں سے اوجھل رہتے ہیں۔ خصوصاً بھلیسہ، ڈوڈہ، راجوری اور پونچھ جیسے خطے۔ میں بھال پدھری میلہ منعقد کرنے پر جناب ایوب زرگر اور کتاب مرتب کرنے پر ذاکر ملک بھلیسی کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں“

محمد ارشاد۔ JKPS۔ ڈی آئی جی (ایس ڈی آر ایف / سیول ڈیفنس)

”میں اپنے رفیق معتبر قلمکار اور درجنوں کتابوں کے مصنف جناب ذاکر حسین ملک بھلیسی کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس پورے فیسٹیول کو نہ صرف تقویت بخشی بلکہ اس کی تاریخی و ثقافتی اہمیت کو ایک کتاب کی صورت میں محفوظ کر کے آنے والی نسلوں کے لیے مشعلِ راہ بنا دیا۔ علاوہ ازیں سب کا شکریہ“

محمد ایوب زرگر (چیف آرگنائزر بھلیسہ بھال پدھری فسٹیول)

₹ 500/-

ISBN 978-93-49496-75-0

9 789349 496750

JTS Publications
New Delhi